گلدستۂ پنچ

مرتبہ

پنڈت کشن پرشاد کول بی اے

اڈیٹر "ہندوستانی" و ممبر سرونٹس آف انڈیا سوسائٹی

معہ دیباچہ

از

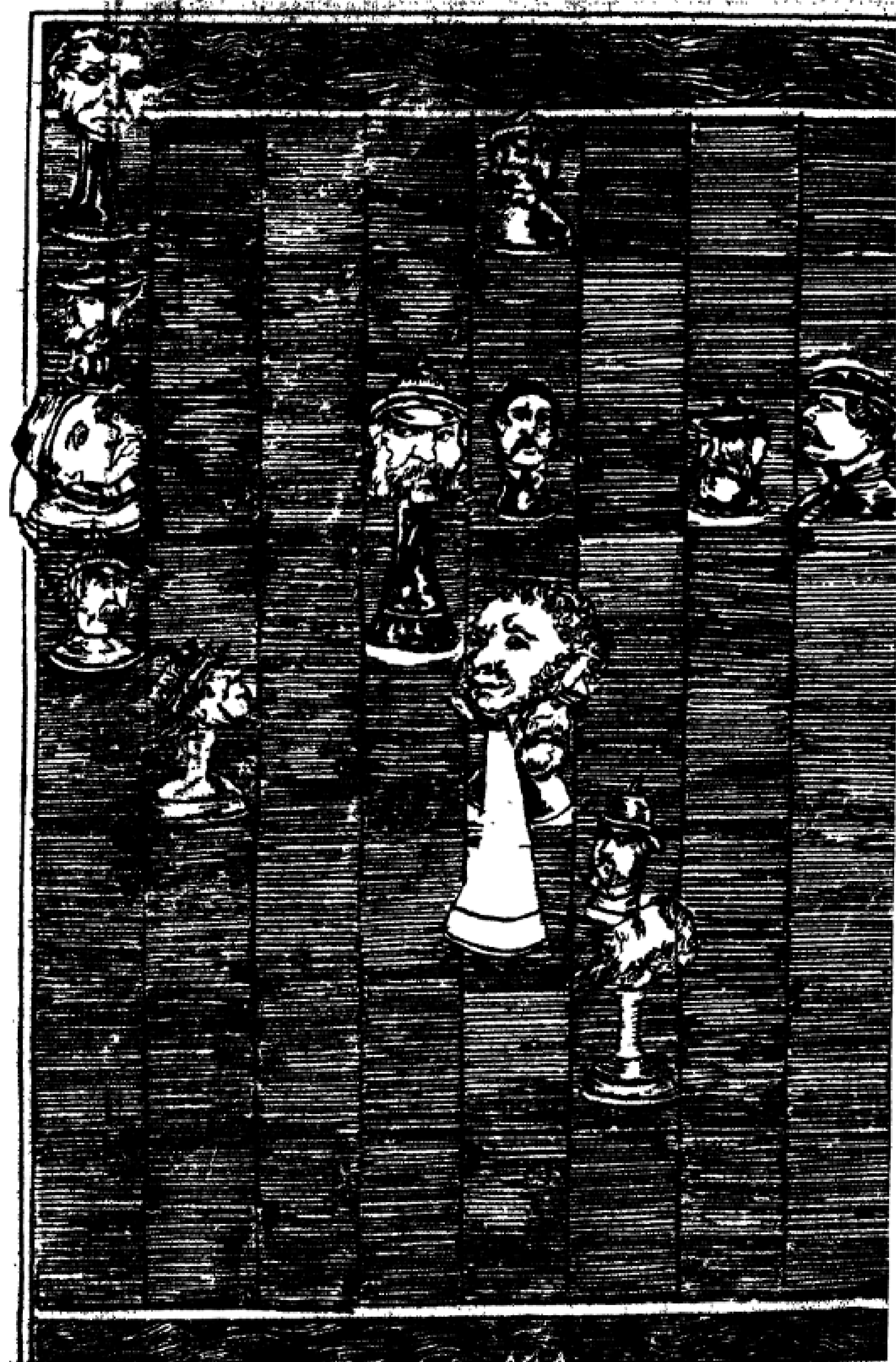
پنڈت برج نرائن چکبست لکھنوی

سنہ ۱۹۱۵ع

باہتمام پنڈت کشن پرشاد کول اڈیٹر و پبلشر ہندوستانی پریس نظیر آباد لکھنؤ میں طبع ہوا

اول ایڈیشن ۲۰۰۰
قیمت [illegible]

فہرست مضامین



پولیٹکل شطرنج

مشرح کیفیت علیحدہ الگ صفحہ پر دی گئی ہے یہاں بالفعل صرف اسقدر بتادینا کافی ہے کہ سیاہ بازی روس کی ہے سفید بازی

التماس

منشی محمد سجاد حسین صاحب کی وفات کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ اس
نامور شہنشاہ اقلیم ظرافت و سچے ہمدرد قوم کی یادگار اگر قائم ہوجاتی تو
اچھا تھا۔ بعض دوستون نے یہ مشورہ دیا کہ منشی صاحب مرحوم کی یادگار
اس سے بہتر اور کوئی نہین ہوسکتی کہ انکی ۳۶ سال کی محنت کے نتیجہ یعنی
پنچ کے لٹریچر کو ضایع ہونے سے بچایا جاوے۔ اس سے انکی یادگار بہی
قائم رہیجائیگی اور اردو علم ادب کا قیمتی ذخیرہ بہی ضایع ہونیسے بچ جاویگا
بس اودھ پنچ کے منتخب مضامین کا ایک گلدستہ تیار کرنے کا ارادہ
کیا گیا گو یہ کام شروع مین بہت مشکل معلوم ہوتا تہا۔ لیکن جناب
راجہ صاحب محمود آباد کی حوصلہ افزائی امداد و مشورہ نے بالآخر
اسکی پہلی منزل طے کرادی اور آج ہم گلدستہ پنچ کی پہلی جلد ہدیۂ
ناظرین کرتے ہین حتی الامکان مجموعہ کو دلچسپ اور کتاب کی صورت
و سیرت کو مقبول عام بنانے کی کوشش کی گئی ہی تاہم دو ایک
باتون کی کمی ہم خود محسوس کرتے ہین لیکن ہم اس وجہ سے مجبور ہین
کہ ان نقائص کا دور کرنا ہمارے حیطہ امکان سے باہر تہا۔ یعنی بعض نہایت
اعلی د   کے مضامین اس وجہ سے شامل نہ کئے جاسکے کہ خوف تہا
کہ انکی آزادخیالی اور بیباکانہ طرز تحریر ممکن ہی کہ پریس ایکٹ کے
طبع گرامی کے لیے بار خاطر ہو۔ اور بعض دوسرے مضامین اپنی
ظرافت کی تیزی مین موجودہ تہذیب کے دائرہ سے بہت

دیباچہ

ہندوستان کے جس جس گوشہ مین اُردو زبان کا نغمہ سنائی دیتا ہو وہان شاید کوئی ایسا شخص ہو کہ جس کے کان اودھ پنچ مرحوم کے ذکر خیر سے آشنا نہ ہون - اودھ پنچ نے تینتیس سال تک اپنی عالمگیر شہرت و وقار کے پردہ مین اخبارون کی دنیا مین سلطنت کی ہی اور اسکی پرانی جلدون کے گورغریبان مین اکثر ایسے اہل کمال و فن ہین جن کے قلم کی دہاگ دلون مین لرزہ پیدا کرنے کے لیے کافی تھی -

جس وقت اودھ پنچ نے دنیا مین جنم لیا اُسوقت اخبار نویسی کا فن ہندوستان مین تخمیناً چالیس سال کے نشیب و فراز دیکھہ چکا تہا - ۱۸۳۶ع مین پہلے پہل سرکار کی جانب سے ہندوستان کی بے زبان رعایا کو اخبار نکالنے کی نعمت عطا ہوئی اور ۱۸۷۷ع مین اودھ پنچ نے زبان اور ظرافت کے چہرہ سے نقاب اٹھائی - اس چالیس سال[1] کے عرصہ مین اُردو کے بہت سے اخبار جاری ہو چکے تھے - مثلاً لاہور مین اخبار عام اور کوہ نور کا دور تہا یہ اپنے وقت کے نامور اخبار تھے - دہلی مین اشرف الاخبار کی آواز سنائی دیتی تھی وکٹوریہ پیپر سیالکوٹ سے جاری تہا - کشف الاخبار بمبئی اور جریدہ روزگار مدراس مین اُردو کا نقارہ بجا رہا تہا - کارنامہ اور اودھ اخبار لکھنؤ سے شائع ہوتے تھے عرصہ ہوا کہ کارنامہ کا کام تمام ہو گیا - اودھ اخبار ابھی تک اپنے بڑہاپے کی شرم رکھے ہوے ہی مگر اسکا جو رنگ اب ہو وہی جب تہا اسکے علاوہ اودھ پنچ کی اشاعت

[1] ان اخبارون کے اکثر حالات منشی بالمکند گپتا مرحوم کے اُردو اخبارون کے تذکرہ سے اخذ کیے گئے ہین جو بھارت مترا ور زمانہ مین شائع ہوا تہا۔

آگے نکل گئے ہین اور بیسوین صدی مین انکا شائع کرنا خالی از قباحت نہین۔ اس کمی کی ایک اور وجہ یہ بہی ہوئی کہ اسوقت تک بکہ پورا ذخیرہ اودہ پنچ کی جلدون کا باوجود بے حد کوششون کے دستیاب نہ ہوسکا اور اب بہی ۷ جلدون کی کمی باقی ہے لیکن یہ کمی ہمین امید ہے کہ دوسری جلد کی اشاعت تک پوری ہوجائیگی

اس جلد مین ہم علاوہ متفرق مضامین کے منشی محمد سجاد حسین صاحب مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ پنڈت تربہون ناتھ ہجر نواب سید محمد آزاد اور منشی جوالا پرشاد صاحب برق کے مضامین کا انتخاب مع سوانحی حالات اور اونکی تصاویر کے شایع کرتے ہین دوسری جلد مین علاوہ ان صاحبون کے مضامین کے منشی احمد علی صاحب شوق سید اکبر حسین صاحب اکبر اور احمد علی صاحب کسمنڈوی کے مضامین کا انتخاب مع تصاویر و سوانحی حالات کے شایع کیا جاویگا۔

اس کتاب کی ترتیب دینے مین جو امداد اپنے عزیز دوست پنڈت برج نرائن صاحب چکبست و قدیم عنایت فرما پنڈت منوہر لال صاحب زتشی سے ملی ہے اسکا شکریہ راقم الحروف پورے طور سے ادا نہین کرسکتا علاوہ برین پنڈت منوہر ناتھ صاحب ہجر۔ خان بہادر نواب سید محمد صاحب آزاد۔ و منشی محفوظ علی صاحب پنشنر ڈپٹی کلکٹر بہی میرے شکریہ کے مستحق ہین کیونکہ ان صاحبون نے جب کبھی مجھکو ضرورت ہوئی کبھی مدد سے دریغ نہین فرمایا۔

مولف

چٹخارہ بہت کم ہی مگر زبان نہایت صاف اور سُتھری ہی۔ آزاد کا قلم نواب زادون کی بیفکری عیش پسندی کا خاکہ کھینچنے مین مشاق ہی منشی سجاد حسین کا طرز تحریر سب سے الگ ہی مضمون کیا ہین چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے ذخیرے ہین۔ یہ معلوم ہوتا ہے کہ پڑھنے والا مصنف سے گفتگو کر رہا ہے۔ عبارت اکثر مختلف علوم و فنون کے پیچیدہ استعارون سے گرانبار نظر آتی ہی مگر بیان کی تازگی کی وجہ سے پڑھنے والے کا نہین ہوتا۔ ظریفانہ نظم کے میدان مین حضرت اکبر سب سے دس قدم آگے ہین۔ طبیعت کی خداداد شوخی اکثر زبان کی صفائی سے بازی لے جاتی ہی مگر عموماً سوشیل پولیٹکل اور مذہبی مسائل کے ظرافت آمیز پہلو جس خوبی کے ساتھ حضرت اکبر نے نظم کئے ہین وہ کسی دوسرے کو نصیب نہین۔ انکا معیار ظرافت بھی اورون کے مقابلہ مین لطیف تر ہی اودھ پنچ کی محفل انھین پُر مذاق اور نورانی طبیعتون سے آراستہ تھی اور اب بھی اگر کوئی شخص اُردو زبان حاصل کرنا چاہے تو اودھ پنچ کے ٹوٹے کھنڈرون کی زیارت اسکے لئے ضروری ہی۔ اودھ پنچ کے مضامین کا دائرہ بہت وسیع تھا دنیا کا کوئی مسئلہ ایسا نہ تھا جو اودھ پنچ کے ظریفون کی گلکاری سے خالی رہتا ہو اسکے علاوہ لکھنؤ کے طرز معاشرت کی پر مذاق اور دلکش تصویرون سے اسکے صفحے اکثر رنگین نظر آتے تھے۔ محرم۔ چہلم۔ عید۔ شب برات۔ ہولی۔ دوالی۔ بسنت کے جلسے عیش باغ کے میلے رقص و سرود کی محفلین۔ مشاعرے۔ عدالت کی روبکاریان۔ مرغ بازی۔ بٹیر بازی۔ کے ہنگامے۔ الکشن کے معرکے ایسے مشغلے تھے جو ہمیشہ اودھ پنچ کی ظریفون کی نظر مین رہتے تھے اور اُن کی طبیعتون کے لیے تازیانہ کا کام دیتے تھے۔ ساقی نامے بارہ ماسے سوہلے ٹھمریان۔ غزلین۔ رباعیان۔ وغیرہ۔ نظم کرنے مین اسکے

ممکن ہو کہ جن باتون کو ہم آج پھول سمجھتے ہین وہ آیندہ نسلون کی آنکھون مین کانٹے کی طرح کھٹکین
ظرافت کے رنگ سے قطع نظر کرکے اودھ پنچ کی یادگار خدمت یہ ہو کہ اسنے اُردو نثر کو اسکا
مصنوعی زیور اُتار کر جس مین سوائے کاغذی پھولون کے کچھ نہ تھا ایسے پھولون سے آراستہ کیا
جن مین قدرتی لطافت کا رنگ موجود تھا۔ اودھ پنچ کے پہلے رجب علی سرور کے طرز تحریر
کی پرستش ہوتی تھی اور عام مذاق تصنع و بناوٹ کی طرف مائل تھا اُس زمانے مین جو
اُردو اخبار جاری تھے اُن کی زبان ایسی ہوتی تھی جسے ہم محض محبت سے اُردو کہہ سکتے ہین
آج نثر اُردو جس سلیس اور پاکیزہ روش پر جاری ہو اسکی ایجاد مین اودھ پنچ کا بہت بڑا
حصہ ہو علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم کے اودھ پنچ کے لکھنے والون مین مرزا مچھو بیگ معروف
بہ ستم ظریف حضرت احمد علی صاحب شوق پنڈت تربھون ناتھ ہجر نواب سید محمد آزاد۔
بابو جوالا پرشاد برق۔۔ منشی احمد علی کسمنڈوی حضرت اکبر حسین صاحب اکبر یادگار نام ہین
ان لوگون کے نظم و نثر کے مضامین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ یہ محض اک طرز نو کے موجد
ہی نہین ہین بلکہ زبان و قلم کے دھنی بھی ہین۔ ان کی عبارت شوخی و تازگی اور
خداداد بے تکلفی سے معمور ہو اور ان کی زبان لکھنؤ کی ٹکسالی زبان ہو۔ نثر کی نامہ نگارون
مین طبیعت کے چلبلے پن اور شوخی کے لحاظ سے اور نیز زبان کی پختگی اور لکھنؤ کی بول چال
اور محاورہ کی صفائی کے اعتبار سے ستم ظریف کا رنگ اورون کے مقابلہ مین چوکھا ہو
احمد علی صاحب شوق کے مضامین مین ظرافت کی شگوفہ کاری کے علاوہ زبان و محاورہ
تحقیقات کا خاص لطف ہو۔ حضرت کسمنڈوی مرحوم کی عبارت خاص طور سے دلکش ہو
مگر فارسیت کا رنگ زیادہ ہو۔ ہجر کا رنگ خاص یہ ہو کہ اُن کی ظرافت بمقابلہ اورون کے
بد مذاقی اور طعن و تشنیع کے کانٹون سے زیادہ پاک ہو۔ برق کی عبارت مین ظرافت کا

ذاتی مراسم کا پردہ قائم رہا لیکن رفتہ رفتہ طرفین سے طبیعتین بے قابو ہو گئین اور آخرکار فسانۂ آزاد پر اعتراضات شائع ہونے لگے۔ اودھ پنچ کا فسانۂ آزاد پر خاص اعتراض یہ تہا کہ جو بیگمات کی زبان اس مین لکھی گئی ہے وہ محلات کی زبان نہین ہو بلکہ ماماؤن اور مغلانیون کی زبان ہی۔ اس قسم کے اعتراضات کے دونگڑے عرصہ تک اودھ پنچ کے بادلون سے برسا کئے اور ظرافت کی بجلیان چمکتی رہین۔ اِن اعتراضات کی حقیقت یہی کہ بعض ضرور درست ہین مگر زیادہ تر طباعی پر مبنی ہین۔

اودھ پنچ کا دوسرا وار مولانا حالی کو سہنا پڑا۔ مولانا موصوف کے دیوان کے مقدمہ مین شاعری کے اصلی مفہوم پر بحث کی گئی ہی۔ جب یہ مقدمہ شایع ہوا تو اس بحث نے اودھ پنچ کی بارود کے لئے چنگاری کا کام کیا۔ اودھ پنچ کو مولانا حالی سے دو شکایتین تہین۔ پہلا اعتراض تو یہ تہا کہ مولانا حالی کا شاعری کا مفہوم غلط ہی جسکو وہ شاعری سمجھتے ہین وہ محض قافیہ پیمائی ہے اور فطرتی شاعری کی لطافت و رنگینی سے خالی ہی۔

اختلاف کی دوسری وجہ یہ تہی کہ مولانا حالی نے اپنے مقدمہ مین مصنوعی اور خلاف فطرت شاعری کی جسقدر مثالین دی تہین انکا کثیر حصّہ لکھنؤ کے شعرا کے کلام سے لیا تہا جسکا لازمی منشا اودھ پنچ کے نزدیک یہ تہا کہ لکھنؤ کے شعرا کی توہین ہو۔ ان خیالات کا دلون مین امنڈنا تہا کہ دیوان اور مقدمہ کے ایک ایک شعر اور ایک ایک سطر پر اعتراضات کی بوچہار شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ بہی مدت تک جاری رہا جس عنوان سے اودھ پنچ کے شہسوارون نے پانی پت[1] کے میدان مین تلواری بہری ہین

---

[1] اودھ پنچ مین کلام حالی پر جو اعتراضات کا سلسلہ جاری تہا اسکے عنوان مین سند یہ شعر مولانا حالی کے وطن کی مناسبت سے لکھا جاتا تہا۔ ع ہر بلند حلوت سے حالی کا حال ہی پہ میدان پانی پت کی طرح پامال ہو۔ مؤلف

اکثر نامہ نگار خاص ملکہ رہتے تھے۔ منشی سجاد حسین ہر ہفتہ ایک چھوٹا سا مضمون لوکل علیہ الرحمتہ کے عنوان سے لکھتے تھے جس مین اکثر موسم کی تبدیلیان ایسے ظریفانہ رنگ مین دکھائی جاتی تھین کہ پڑہنے والا ہنستے ہنستے لوٹ جاے۔

زندہ دلی کی یہ تمام تصویرین اودہ پنچ کے بوسیدہ مرقع مین موجود ہین گلدستہ پنچ کی دو جلدون مین اُنکا پورا نقشہ اُتارنا اتنا ہی مشکل ہی جیسے کہ دریا کو کوزہ مین بند کرنا مگر زمانہ کا رنگ دیکھتے ہوے جو کچھ ہوسکا اُسے غنیمت سمجھنا چاہئے۔

روزمرہ کے چھوٹے چھوٹے چٹکلون اور لطیفون کے علاوہ اودہ پنچ مین شاعری اور صحت زبان کے متعلق اکثر ایسے زبردست مباحثے چھڑے جو مہینون اور سالون تک قائم رہے اور جنکی وجہ سے اُردو دان سوسائٹی مین عرصہ تک چل پہل قائم رہی۔

پہلے معرکہ کا تعلق فسانۂ آزاد سے ہی سرشار مرحوم ابتدا مین اودہ پنچ کے نامہ نگار تھے اور اسکے گہوارہ کے گرد بیٹھنے والون مین تھے۔ جس رنگ کا اودہ پنچ عاشق تہا اُسی رنگ مین وہ بھی ڈوبے ہوے تھے۔ بلکہ یون کہنا چاہئے کہ زمانہ کے جس انقلاب نے دنیا کو اودہ پنچ کی صورت دکھائی اسی نے سرشار کی طبیعت کو بھی پیدا کیا۔

اودہ پنچ کے ایک سال بعد فسانۂ آزاد کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ محض اتفاق تہا کہ اودہ اخبار کے اڈیٹر ہونے کی وجہ سے سرشار نے یہ سلسلہ اسی اخبار مین شروع کیا ورنہ فسانۂ آزاد کا دریا بھی اودہ پنچ ہی کے چشمہ سے جاری ہوتا کیونکہ دونون کا مذاق تحریر یکسان ہی اور دونون ایک ہی باغ کے دو پہول معلوم ہوتے ہین۔ مگر اودہ پنچ نے اودہ اخبار کو بنیا اخبار کا خطاب دے رکہا تہا اور اسکے حال پر اودہ پنچ کے ظریفون کی خاص عنایت تہی۔ جب سرشار اودہ اخبار کے اڈیٹر ہوے تو کچھ روز تک تو

اعتراضات شائع ہونے لگے اور عرصہ تک نظم و نثر کی پھلجھڑیان چھوٹا کین۔ یہ سلسلہ
بھی سال بھر بعد ختم ہوا۔ اس بحث کی غیر لطیف حصّہ کے علاوہ نفس مضمون کے متعلق
جو مضامین نکلے اُن مین اکثر زبان و محاورہ کی تحقیقات کا خاص لطف موجود ہے۔
اِن مباحثون کے علاوہ اکثر دوسرے اخبارون سے بھی اودھ پنچ سے نوک جھونک ہوئی رہی
اُن مین اودھ اخبار اور طوطی ہند پر اس کی خاص توجہ رہی۔ زبان و شاعری کی اصلاح
کے علاوہ اودھ پنچ کی پولیٹکل خدمات بھی قابل ذکر ہین۔ اودھ پنچ ابتدا سے رعایا
کا خادم اور سرکار کا آزاد مشیر تھا۔ کانگرس کے پہلے جو پولیٹکل معرکہ آرائیان پیش آئین
اُن مین اسنے ہمیشہ رعایا کا ساتھ دیا۔ الحاق اودھ انکم ٹیکس البرٹ بل وغیرہ کے
متعلق اکثر ایسے مضامین لکھے جنکا آج شایع کرنا موجودہ قوانین کے جکڑ بند کو دیکھتے ہوے
مصلحت اور دور اندیشی کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسنے والیان ریاست کی خوشامد سے
اپنا دامن پاک رکھا اور ہمیشہ اون کی غفلت و عیش پسندی کا پردہ فاش کرتا رہا۔
اودھ پنچ کی قومی محبت کے وسیع دائرہ مین ہندو مسلمان سب شامل تھے۔ ہندوون
کے تہوارون کی آمد کی خوشی مین اودھ پنچ عید اور شب برات کے استقبال سے کم
سرگرمی نہین۔ ظاہر کرتا تھا۔ ہولی اور بسنت کے زمانہ مین اسکا پرچہ سُرخ اور
زعفرانی رنگ کے کاغذ پر شائع ہوتا تھا اور رنگین مزاج نامہ نگارونکے ساقی نامہ
اور ترانے وغیرہ ہفتون تک چھپا کرتے تھے۔ اودھ پنچ ہندو مسلمانون کے قومی
اتفاق کا ہمیشہ سے معین تھا اور اگر دونون قومون مین کوئی نزاعی امر پیش ہوتا تھا
تو اسے تھپک کر دبا دیتا تھا۔ انڈین نیشنل کانگرس چونکہ قومی اتفاق کا ذریعہ سمجھی جاتی تھی
لہٰذا یہ بھی اس پولیٹکل تحریک کا دل و جان سے مددگار تھا۔ اسی صوبہ مین

وہ بعض صورتون مین قابل اعتراض ضرور ہے مگر نفس مضمون کو دیکھتے ہوے یہ ماننا پڑیگا کہ اودھ پنچ کی شکایت بے بنیاد نہ تھی۔

تیسرے ہنگامہ کی رونق داغ کی شاعری سے ہے۔ اودھ پنچ نے داغ کی شاعرانہ عظمت کبھی تسلیم نہین کی۔ اسکا ظاہری سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک طرف تو اودھ پنچ کی ظریفون کے دل مین لکھنؤ اور دہلی کی قدیم رقابت کا زخم ہرا تھا۔ اور دوسرے جانب داغ کے شاگرد اپنے استاد کی شاعری پر تمام لکھنؤ کو قربان کر چکے تھے۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ شاگردون کی بدمذاقی کا خمیازہ غریب استاد کو اوٹھانا پڑا اور اودھ پنچ کے صفحون سے اعتراضات کی چنگاریان عرصہ تک اڑا کین جنکا رُخ داغ کی شاعری کے علاوہ اسکے حسب و نسب اور صورت و سیرت کی طرف بھی تھا۔ ان اعتراضات سے داغ کی شہرت مین فرق نہ آیا مگر تھوڑے زمانہ تک ہنسنے ہنسانے کا مشغلہ قائم رہا۔

اودھ پنچ کا آخری یادگار معرکہ گلزار نسیم کا مباحثہ ہے۔ اسکی ابتدا اسطرح ہوئی کہ لکھنؤ کے مشہور فسانہ نویس مولانا شرر نے گلزار نسیم کی زبان اور شاعری پر اعتراض شائع کیے اور اسی کے ساتھ تاریخی حیثیت سے یہ بھی لکھا کہ یہ مثنوی اصل مین آتش کی تصنیف ہے نسیم کا نام محض فرضی ہے۔ اودھ پنچ نے اپنی پرانی وضع کے مطابق ان اعتراضات کا خاکہ اڑایا اور سب سے بڑی گرفت یہ کی کہ اگر یہ مثنوی آتش کی تصنیف ہے تو اسمین زبان اور محاورے کی شرمناک غلطیان کس طرح نظر آتی ہین۔ مولانا شرر نے اس اشارہ کو کافی نہ سمجھا اور اس عنوان سے جواب دیا کہ فریقین کی طبیعتین جوش پر آگئین اور اودھ پنچ کی بجھتی ہوئی آگ کچھ ایسی بھڑک اوٹھی کہ اسکی آنچ دور دور تک پہونچی۔ گلزار نسیم کا قصہ تو درکنار رہا مولانا شرر کی نزبانداانی اور خرنگاری پر

قرار دیکر اسکے بانی کو "پیر نیچر" کا خطاب دیا اور "نیچریہ مذہب" کا مضحکہ اڑانے مین کوئی دقیقہ باقی نہین رکھا۔ اسی طرح پردہ کی اصلاح اور تعلیم نسوان وغیرہ کے متعلق جو تحریک اہل اسلام مین مغربی تہذیب کے اثر سے پیدا ہو گئی تہی اسکی بہی سخت مخالفت کی۔ پردہ کی رسم کی تائید مین حضرت اکبر کے ذیل کا قطعہ زبان زد عام ہی ؎

بے پردہ کل جو آئین نظر چند بیبیان
اکبر زمین مین غیرت قومی سی گڑ گیا
پوچھا جو انسے آپکا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگین کہ عقل پہ مردون کے پڑ گیا

اسے پڑھکر اصلاح پسند لوگ اپنے دانت پیسا کرین مگر یہ ماننا پڑیگا کہ اس سے زیادہ لطیف ظرافت کا نمونہ اودہ پنچ مین مشکل سے ملیگا۔ کاشکے یہ خداداد جوہر اصلاح ورفاہ کی کوشش مین صرف ہوتا۔

اودہ پنچ کی ترقی و وقعت کا راز بہت کچہ اسکے اڈیٹر کی ذات کے ساتہہ وابستہ ہی منشی سجاد حسین کا مزاج عجب صفات کا مجموعہ تہا۔ خلقی ذہانت اور طباعی کے علاوہ زندہ دلی اُنکی گھٹی مین پڑی تہی۔ مصیبت و تکلیف کے زمانہ مین بہی کبہی کسی نے اُن کے چہرہ پر سوائے مسکراہٹ کے افسردگی کی شکن نہ دیکہی بیماری کے زمانہ مین اگر کوئی مزاج پوچھتا تہا تو کہتے تہے کہ زندگی کا عارضہ ہی اور اپنی تکلیفون کا حال اسطرح بیان کرتے تہے کہ سننے والے کو ہنسی آجاتی تہی دوا دعلاج سے مایوس ہو چکے تہے مگر کہتے تہے کہ یہ سلسلہ محض اسلیے جاری رکھا ہی کہ باضابطہ موت ہو۔ بلا علاج مرنے کو بے ضابطہ مرنا کہتے تہے اس زندہ دلی کے ساتہہ تنگ نظری اور تعصب سے کوسون دور رہتے تہے۔ دنیا کے ناہموار دکاواک پہلو اُن کی نگاہون مین خود بخود کھٹکنے

منشی سجاد حسین مرحوم کانگرس کے رکن تھے اور باوجود بہت سے انقلابات کے جنکے
دیکھنے سے اکثر قدم ڈگمگا گئے منشی صاحب موصوف آخر دم تک اپنی وضع پر قائم رہے
ابتدا مین جب سر سید مرحوم نے اپنی زبان و قلم کے جادو سے اہل اسلام کا دل
کانگرس کی طرف سے پھیر دیا تھا اُسوقت سوائے اودھ پنچ کے کوئی اسلامی اخبار ایسا
نہ تھا جو علیگڈھ کے پولیٹکل ہمپیر کا کلمہ نہ پڑھتا ہو ۱۸۸۸ء مین جب سر آکلنڈ کالون
سر سید مرحوم اور رفقت کے گنہگار راجہ شیو پرشاد کانگرس کا طبقہ اُلٹنے کی فکر مین تھے
اُس وقت ہندوستانی کے مضامین اور پنڈت اجودھیا ناتھ مرحوم کی دھوان دہار
تقریرون کے علاوہ اودھ پنچ کی شمشیر برہنہ اس قومی تحریک کی تائید مین اپنے
جوہر دکہا رہی تہی ۱۸۹۹ء مین جب کانگرس کا اجلاس لکھنؤ مین ہونے والا تہا
تو شہر کے چند سن رسیدہ بزرگون نے اسکی مخالفت کا غلغلہ بلند کیا۔ اس مخالفت
کی تردید مین ہندوستانی اور ایڈوکیٹ مین پند و نصائح کے دفتر کھل گئے
لیکن ان واعظانہ فہمائشون کے مقابلہ مین وہ مضمون زیادہ کارگر ہوا جو اودھ پنچ
مین "انڈے بچے والی چیل چلہار" کے عنوان سے شائع ہوا تہا۔ اکثر مزاج ایسے
ہوتے ہین جو بحث و منطق کے کڑوے گھونٹ نہین قبول کرتے ہین مگر ظرافت کی
چاشنی سے راہ راست پر آجاتے ہین۔ اس صوبہ کے پولیٹکل بحث و تحریک مین
اس خدمت کا انجام دینے والا اودھ پنچ تہا نہ ہبی اور قومی رسم و رواج کی اصلاح کی بارہ مین اودھ پنچ کا
وطیرہ زمانہ شناسی کی رفتار سے الگ تہا۔ اسنے محض علیگڈھ کے پولیٹکل مسلک کی
مخالفت نہین کی بلکہ سر سید مرحوم کے نورانی دماغ سے جو مذہبی اصلاح کی
شعاعین نکلین اُن پر خاک ڈالنے کی کوشش کی۔ علیگڈھ کالج کو لامذہبی کا مرکز

بند ہوتا ہوا دیکھین مگر واقفکار جانتے ہین کہ آخر دس بارہ سال مین اودہ پنچ مین سوائے خسارہ کے کوئی نفع کی مد نہ تھی۔ منشی صاحب موصوف نے ایک خط منشی بالکند گپتا مرحوم کو لکھا تھا جو زمانہ مین شائع ہوا تہا۔ اسکے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اودہ پنچ کی زندگی کو اپنی زندگی سمجھتے تھے۔ لکھتے ہین

"مکرمی۔ تسلیم۔ خط پہنچا۔ بہت بجا ہی۔ اودہ پنچ مردہ ہاتھون سے اس لئے نکلتا ہے کہ کوئی اُٹھانے والا نہین۔ دو اک سطرون کے سوا نہ ہاتھ سے لکھ سکتا ہون نہ منہ سے بول سکتا ہون۔ کچھ نوکر ہمت کرکے نکال دیتے ہین دس سال سے فالج مین گرفتار لب گور ہون۔ جب کسی طرف سے اطمینان نہین تو کیا انتظام ہو سکے۔ اخبار صرف اسلیے نکالتا ہون کہ جیتے جی مر نہین سکتا۔ ورنہ اس عارضہ کے ہاتھون ع

مجھے کیا برا تہا مرنا اگر ایک بار ہوتا

اودہ پنچ زندہ اخبارون مین نہین کہ اسکا ذکر ہو۔ ہان گذشتہ زمانہ مین کچھ تہا"

مگر یہ حالت کب تک قائم رہتی۔ آخر کار مرنے سے دو سال پیشتر شکستہ دل ڈیٹر کو اودہ پنچ کا جنازہ اپنے مردہ ہاتھون سے اُٹھانا پڑا۔ یہ وہ زمانہ تہا جبکہ ضعیف جسم مین خون کے دس بیس قطرہ ضرور باقی تھے مگر گرہ مین ایک پیسہ نہ تہا۔ اودہ پنچ چلتا تو کس طرح چلتا۔ گو کہ باوضع اڈیٹر کی باوجود لب گور ہونے کے یہ تمنا ضرور تہی کہ

لکہتے تھے اور اون کی پر مذاق طبیعت کو بلا لحاظ قوم وملت بیتاب کر دیتے تھے
غیر کا ذکر نہین ان کے دلی دوستون اور عزیزون کو اکثر انکی بذلہ سنجی کا مزا چکھنا پڑا ہی
دوستون کی محبت اور قدر شناسی کی بدولت انہین ابتداہی مین اتنے ذہن اور
طباع نامہ نگار مل گئے جو ایک وقت مین شاید کسی دوسرے اخبار کو کم نصیب ہوے ہونگے
یہ لوگ محض اودہ پنچ کے نامہ نگار نہ تھے بلکہ اسکے جان نثارون مین سے تھے۔ اسے
اپنا اخبار سمجھتے تھے اور کسی دوسرے اخبار مین لکھنا کسر شان سمجھتے تھے۔ مگر کچھ عرصہ
بعد یہ رنگ قائم نہ رہا۔ بقول شاعر

کسیکی ایک طرح پر بسر ہوئی نہ انیس　　عروج مہر بہی دیکھا تو دوپہر دیکھا

دس بارہ سال بعد اودہ پنچ کے شباب کی دوپہر ڈہلنا شروع ہوئی اور اس کے
نامہ نگارون کا شیرازہ درہم وبرہم ہونے لگا۔ ستم ظریف اور ہجر نے مرنے سے پہلے ہی
لکھنا کم کردیا تہا۔ جوانی کی بیفکری دوسرے نامہ نگارون کا ساتھ عرصہ تک نہ
دے سکی اور رفتہ رفتہ اودہ پنچ کے صفحے قدیم طرز کے پُرانے مضامین سے خالی
نظر آنے لگے۔ جو کچھ رہی سہی آب وتاب باقی تہی منشی سجاد حسین کی علالت نے
اُسکا بہی خاتمہ کردیا۔ اس مین کلام نہین کہ اس مٹی ہوئی حالت مین بہی اودہ پنچ
کا نام بکتا تہا اور جب کبھی کوئی مضمون اسکے اڈیٹر کے قلم سے نکل جاتا تہا تو اُسکی
دھوم ہوجاتی تہی۔ علاوہ اسکے کبھی کبھی منشی احمد علی شوق نواب سید محمد آزاد اور
حضرت اکبر کے نظم ونثر کے مضامین بہی شائع ہوتے رہتے تھے۔ مگر اودہ پنچ کی
مالی حالت روز بروز خراب ہوتی جاتی تہی۔ منشی سجاد حسین کی حمیت وغیرت
نے یہ گوارا نہ کیا کہ جب تک اُنکے دم مین دم ہے وہ اسے اپنی آنکھون کے سامنے



گویا تمھین جنبش نہین آنکھون مین تو دم ہی۔
رہنے دو ابھی ساغر و مینا مرے آگے

خیر اودہ پنچ کا جاری رہنا تو درکنار۔ یہ وہ نازک زمانہ تھا کہ اگر اودہ کا ایک
عالی ظرف رئیس جسکی فیاضی ضرب المثل ہو دستگیری نہ کرتا اور دو اک پرانے
دوستون کی محبت شریک حال نہ ہوتی تو شاید اودہ پنچ کا اڈیٹر نان شبینہ کا
محتاج رہکر دنیا سے سدہارتا۔
غرضکہ چھتیس سال تک زبان اور قوم کی خدمت کرکے اودہ پنچ نے دنیا کو خیرباد
کہا اسوقت اُردو زبان مین بہت سے قابل قدر اخبار موجود ہین مگر اودہ پنچ
کی جگہ خالی ہی اور زمانہ کا رنگ کہہ رہا ہی کہ عرصہ تک یہ جگہ خالی رہیگی۔
مگر اُردو زبان کی تاریخ مین یہ زندہ دلی کا افسانہ ایک یادگار افسانہ ہے اور
اسکی یاد قدر دانون کے دلون سے آسانی سے فراموش نہین ہو سکتی۔
آج اودہ پنچ ہماری نگاہون کے سامنے نہین۔ مگر اسکے تذکرہ سے سخن سنجون کی
محفل خالی نہین۔

بھر گئے آنکھون مین مشتاقِ گذشتہ نشہ مین
دور جامِ مے مین اکثر ذکر خیرِ جم ہوا

چکبست لکھنوی

منشی سید محمد سجاد حسین صاحب مرحوم

ایک خوشحال و معلی خاندان سے تھے۔ آپکے والد منشی منصور علی صاحب ڈپٹی کلکٹری
پر مامور تھے اور بعد پنشن کے ایک مدت تک حیدرآباد میں عدالت کے جج رہے۔ آپکے ماموں نواب
فدا حسین خان صاحب کہ جو لکھنؤ کے ایک معزز وکیل تھے حیدرآباد میں ہوم چیف جسٹس تھے
تھے اور ریاست میں آپکا بہت اعتبار تھا۔ منشی سجاد حسین کاکوری میں ۱۸۵۶ء میں پیدا ہوئے
اوائل عمر میں زیر نگرانی نواب فدا حسین صاحب لکھنؤ میں تعلیم پاتے رہے۔ ۱۸۷۳ء میں
انٹرنس کا امتحان پاس کیا اور کچھ دنوں تک کیننگ کالج میں ایف۔ اے کی تعلیم بھی
پائی لیکن طبیعت انگریزی سے اُچاٹ ہو گئی اور ایف۔ اے کے امتحان میں شریک نہ ہوئے
کالج چھوڑ کر تلاش معاش میں فیض آباد پہونچے اور وہاں فوج میں اردو پڑھانے کو
منشی مقرر ہوئے۔ لیکن طبیعت کو اس شغل سے کیا مناسبت ہو سکتی تھی سال بھر کے
اندر ہی اسکو خیرباد کہکر اودھ پنچ کے شائع کرنیکا ارادہ کیا۔ منشی محفوظ علی صاحب جو حیدرآباد
میں ڈپٹی کلکٹر ہوئے اور جنکی عنایت اور توجہ سے ہم کو یہ حالات معلوم ہوئے ہیں اس کام میں
آپکے شریک تھے اور انہیں کے مشورہ و شرکت سے ۱۸۷۷ء میں اودھ پنچ کی بنا پڑی
منشی صاحب نے پنچ کے لئے پہلے ہی سال میں ایسے ایسے سحر البیان و جادو رقم
نامہ نگار ڈھونڈھ نکالے کہ جو اُردو نظم و نثر ادب کے آسمان پر چاند سورج ہو کر چمکے
انہیں سے پنڈت تربھون ناتھ ہجر۔ مرزا مچھو بیگ ستم ظریف۔ نواب سید محمد [illegible] صاحب
آزاد۔ سید اکبر حسین صاحب اکبر۔ منشی احمد علی صاحب شوق۔ منشی جوالا پرشاد برق
منشی احمد علی کسمنڈوی کے نام نامی خاص طور سے قابل ذکر ہیں۔ چند عرصہ تک
سرشار بھی اول دو سال تک نظم و نثر سے اودھ پنچ کو سرفراز کرتے رہے
لیکن عرصہ میں اہل پنچ کی انجمن بیدار ہو گئی اور سلسلہ منقطع ہو گیا۔ منشی صاحب
[illegible] کے اہل [illegible] تھے نظام معاشرت
میں [illegible] مغربی تہذیب کے دشمن تھے [illegible] میں

کھلے خط و سربستہ مضامین

نمبر ۱

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

مولوی گلیڈاسٹن صاحب طال عمرہٗ۔ دعاے خیر نصیب شما باد۔ ایسے زمانے
مین جبکہ چارون طرف سے ہواے شر و فساد۔ ہر ملک سے سموم بغض و عناد
کے جھونکے آرہے ہین۔ تمہارے حق مین اس سے بڑھکر مناسب دنیا مین شائد ہی
کوئی اور دعا ہوگی۔

تم غالبًا واقف ہوگے اور اگر نہین تو اب کان پٹ پٹا کر سُن لو کہ یہ تمہارا
بوڑھا خرانٹ۔ تجربہ کار۔ زمانہ دیدہ۔ فلسفی۔ حکیم۔ مؤرخ۔ پولیٹشن۔ اور خدا
جانے کیا کیا دوست۔ ایسا تاریک خیال اور نامنصف نہین کہ محض ضد۔
ہٹ دھرمی۔ استبداد سے کسی معاملے مین اک طرفہ راے قائم کرے۔ اور اوسکے
دوسرے پہلو کی طرف سے عمدًا اور ارادۃً اپنی دوربین اور باریک بین
آنکھین بالکل بند کر لے۔ آجکل ہزارون دوست ہین تو لاکھون تمہارے دشمن
دس اچھا کہتے ہین تو بیس برا بھی۔ مگر یہ سب ہوا کے رُخ اپنا جہاز اڑاے چلاتے
انصاف کا انجن ہرگز کام مین نہین لاتے۔ لیکن یہ تمہارا اور اپنی ملکہ معظمہ کا سچا
بے میل۔ پکا۔ سولہ آنے ڈبل۔ دوست۔ خیر خواہ۔ جان نثار۔ اودھ پنچ
ان عیوب سے ایسا دور ہی جیسا روس۔ ایمان۔ یا ہندوستان نمک حرامی کی
مصلحت وقت۔ دسترس انجام کار۔ سب باتون پر غور کر لیا اور تمہاری
[illegible] مشکلات عہدہ کو خوب جانتا بوجھتا ہے۔
[illegible] صورت نہین بنایا جاتا ہے

نیشنل کانگرس مین شریک ہوئے اور مرتے دم تک اسکے حامی رہے ۱۹۱۰ء مین
پہلی مرتبہ فالج گرا لیکن چند ماہ بیمار رہکر اچھے ہو گئے۔ ۱۹۱۱ء مین فالج کا دوسرا دورہ
ہوا کر جسنے تندرستی ہمیشہ کے لئے تباہ کر دی۔ اسوقت سے بولنے کی قوت قریب قریب
بالکل جاتی رہی تہی۔ گو گفتگو کرنے کی کوشش کرتے تے لیکن بات سمجھ مین نہین
آتی تہی مگر چل پھر سکتے تھے اور دماغ اپنا کام برابر کرتا تہا۔ متواتر علالت۔
ضعف و دیگر مکروہات زندگی کی وجہ سے آخری زمانہ نہایت مصیبت و پریشانی
کا گذرا و بالآخر ۱۹۱۲ء مین اودھ پنچ بند کرنا پڑا۔ اسکے بعد حالت روز بروز
بُری ہوتی گئی اور ۲۲۔ جنوری ۱۹۱۵ء کو اس دارالمحن سے کوچ کیا ؎

خدا بخشے بہت سی خوبیان تہین مرنے والے مین

منشی محمد سجاد حسین صاحب اُردو اخبار نویسی مین طرز مذاق و ظرافت کے
موجد۔ لکھنؤ کی زبان اپنے رنگ کے اُستاد تھے اودھ پنچ کے ذریعہ سے جو
خدمات اُردو لٹریچر کی آپنے کین وہ جو قابل قدر اضافہ اس زبان مین آپکی
کوششون کے بدولت ہوا اس قابل نہین کہ آسانی سے بھلا دیا جاوے۔
آپکی سب سے بڑی خوبی یہ تہی کہ آپنے اپنا دامن شہرت مذہبی تعصب سے
خواہ پولٹکس ہو یا لٹریچر ہمیشہ صاف و پاک رکھا اور آزادی و ایمانداری
کو کبھی بھولے سے بہی ہاتھ سے نہ جانے دیا جو وضع اختیار کی اُسکو مرتے دم تک
نبھایا کسی حالت مین اصول سے مُنہ نہ موڑا۔ بلا کی شوخ طبیعت پائی تہی بذلہ سنجی
و ظرافت تو گویا مزاج کا خمیر تہی۔ نہایت پریشانی و تنگی کی حالت مین بہی
حتی المقدور خندہ پیشانی رہتے و مذاق سے باز نہ آتے تھے۔ منشی جوالا پرشاد
برق مرحوم سے نہایت درجہ کی خصوصیت تہی۔ آپکے قدردانون مین
آنربل پنڈت بشن نرائن صاحب آنربل راجہ سر محمد علی محمد خانصاحب بہادر
والی ریاست محمود آباد و آنربل پنڈت گنگا پرشاد صاحب مرحوم کے نامی نامی
خاص طور سے قابل ذکر ہین۔

فارن پالیسی کا مزعفر اور متنجن کیونکر خوشگوار چاشنی پیدا کرتا ہی۔ کہتے ہین جو کوئی چھچھوندر مار ڈالتا ہی اوسکے ہاتھہ سے لذت جاتی رہتی ہی۔ شاید ایسا ہی ہوا ہو۔ مگر اب یہ ضرورت بیشک معلوم ہوتی ہی کہ پہلے اچھا باورچی درکار سب طیار کرے۔ پھر دسترخوان لگانے اور خاصہ چننے کو تم بلالیے جاؤ تم ہرگز اس لائق نہین کہ دونون کام تمہارے سپرد ہون۔ یہ خدمت کچھہ کنسرویٹو ہی خوب جانتے ہین۔ لیکن سردست کچھہ کرتے دہرتے نہین بنتا۔ اس دفعہ کی الٹ پھیر مین تمہارا تو وہی حال ہوا

آسمان بار امانت نتوانست کشید — قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

کہانا طیار۔ نہ سامان درست۔ مگر دعوت (جنگ) کی وہ دہوم دہام کہ عالم گونج رہا ہی۔ (ناخواندہ) مہمان ہین کہ چلے آتے ہین۔ بلکہ ایک آدہ تو آستین ہاتھہ دہوئے قرار واقعی تمھے مارنے پر مستعد ہین۔ نظر غور سے دیکھا جائی تو تمہارا قصور نہین۔ جن لوگون نے اس دفعہ تمکو بلایا اور وقت سمجھے کہ کہانا تو اس دفعہ رکابدارون نے ہنوز طیار نہین کیا۔ ہم اونکو باورچیخانے سے کیون لگا لے دیتے ہین۔ اب عین وقت پر کون ہتھیلی پر سرسون جمانے آتا ہی۔

اشارہ کنایہ برطرف صاف صاف یہ ہی کہ آجکل تمہارے واسطے بڑے بڑے افکار موجود ہوئے۔ گو خزانہ۔ و فوج و قوم ہر طرف سے اطمینان ہے مگر سمجھہ لو شیطان مارتا نہین پریشان تو ضرور کرتا ہی۔ خیر اسکی نوبت خدا نہ لائی فی الحال ایرل الرایون نے تمکو اور بہی بوکھلا رکھا ہی۔ جو ہے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ ہی اوٹھاتا ہی۔ مگر صلاح کی صلاحیت ایک مین نہین۔ سب اپنے

اول جب واقعی اوسمین صفت بنائے جانے کی پائی جاتی ہو۔ اور
کھلی بازا اپنے ڈھب کا اوسے پاتے ہون۔
دوسرے اگرچہ وہ فی الحقیقت اس قابل نہو۔ مگر اتفاقاً کچھہ حرکات سکنات
یا معاملات کی ظاہری صورت ایسی ہوجائے کہ لوگون کو غلط فہمی واقع ہو۔
بہر نوع دل لگی بازون۔ دور سے تماشا دیکھنے والون کا اوکھین نہین گیا۔
جہان تک میرا تجربہ ہے۔ اور مین تمہارے افعال ماسبق وحال پر انصافانہ
غور کرتا ہون۔ کہہ سکتا ہون کہ تم بیچارے درحقیقت ایسے ہرگز نہین جیسا
تمکو آجکل لوگ خیال کرتے ہین۔
مگر اسمین بھی کلام نہین کہ تم بن گئے اور خوب بن گئے۔ بخت واتفاق
کو کوئی ڈزریلی روک سکتا ہی۔ نہ گلیڈاسٹن۔ مگر ابتو بدنامی کا ٹوکرا تمہارے ہی
سر ہے۔ اور سچ بھی یہی کہ اُسکے مستحق بھی تم ہی ہو۔ مین نے تمہاری فارن
پالیسی کبھی لائق ستائش نہین پائی۔ رفاہ وفلاح۔ آرائش وزیبائش
ظاہری ٹیم ٹام۔ اوپری لیس پوت کے واسطے تمہاری ذات مخصوص ہے۔
مگر اسکے لوازم اور مصالحون کی فراہمی اور ترکیب سے تم ایسے محروم جیسے
ہندوستانی جودت سے۔ تم پولیٹکل دسترخوان کے اچھے خانساماں اور ہوشیار
خدمتگار ہو۔ پکا پکایا کھانا۔ طیار ہانڈی تم خوبی سے چن سکتے ہو۔ مگر ہانڈی
پکانے اور چیز طیار کرنے کے نام سے خاک دھول بکائن کے پھول۔ تم نہین
جانتے کہ طرح طرحکے کھانون کے واسطے کون کون مصالحہ کیونکر پیسا اور ترکیب
دیا جاتا ہی۔ کبابون مین کس چیز سے گلاوٹ آتی ہی۔ پلاؤ کو دم کیسے دیتے ہین۔

کیا وجہ کہ مہدی ملک مانگتا ہی نہ سلطنت۔ اوسکو تو تجدید اسلام کا خبط ہے۔ اودہر اطمینان ہوا کہ گلے اور ٹرکی پر لپکا۔

وسط ایشیا مین تمہاری کارروائی چندان قابل اعتراض نہین۔ اوسکی وجہ یہ کہ تم نے کچھ کیا ہی نہین۔ اچھا یا برا کیا کہا جاوے۔ باقی اس کاہلی سے جو نتائج پیدا ہوئے۔ وہ بلاشبہہ تمکو مجرم ٹھراتے ہین۔ اسکی وہی مثل "وکچھ نکرنا بھی برائی کرنا ہے" جہانتک تمہارا بس رہا ہاتھ پانوٗن نہ ہلائے۔ مگر اب تو روس منحوس کے سر جا کر شیطان چڑہا۔ اب تو وہ خواہ مخواہ افغانیوں کو بچھا تا ہے۔

چونکہ یہ مضمون طویل ہی اور مین سمجھتا ہون تمکو بھی آجکل کام کی کثرت ہی مین اس خط کو ناتمام چھوڑتا ہون۔ اس بحث کو دوسرے خط مین لکھکر ان سب کے علاج بتاؤنگا۔ تم گھبرانا نہین۔ دیکھو اوسان نہ جانے پائین۔ گرنیول ایسے وقت مین کام کا آدمی ہی۔ ڈفرن کی مستعدی قابل صاد۔ زیادہ عمرت دراز باد۔

خط بنام مسٹر گلیڈاسٹن

نمبر ۲

مولوی گلیڈاسٹن صاحب ظو کمرہ۔ دعاے ہمت و جرأت مین اپنے پہلے خط مین وعدہ کر چکا تہا کہ دوسرے ہفتے اپنے خیالات روشن سے تم کو مستفیض کرونگا۔ تم سمجھو کہ پولیٹکل معاملات پر منحصر نہین۔ عموماً ہر کام مین بقاے وعدہ وراستی تقریر و تحریر فی زمانا جوہر انسانی تصور کی جاتی ہی

دل کی آرزو پیش کرتے ہین اور تم جانو صلاح و آرزو مین بہت بڑا فرق ہے
اس لحاظ سے مین اپنے دست و قلم کو تکلیف دیتا۔ اور تمہاری دماغ خراشی
کرتا ہون۔ تم جانتے ہو فارن معاملات آجکل کیسے پیچیدہ ہو رہے ہین۔
مصر اور وسط ایشیا کے معاملات تو سمجھو۔ وہ بڑے ستون ہین جو جمعہ مسجد کی طرح
دور ہی سے سربلند کیے کہڑے ہین۔ باقی ٹرکی کا تذبذب۔ فوج کی حفاظت
مین امیر کی تحاشی۔ برہما مین کشیدگی۔ مغربی افریقہ مین جرمن کی بیہودگی
یہ سب امور اگرچہ فرداً فرداً خفیف ہین۔ مگر بہیئت مجموعی اطمینان خاطر کے
دشمن جانی ہین۔ بُرا نہ لگے تو مین صاف کہون کہ اکثر یہ دقتین تمہاری قوم کے
غلط قیاسات اور تفرضات سے پیدا ہین۔ تم نے جو کچھ کسی قوم یا معاملے کی نسبت
رائے قائم کی وہ اکثر غلط نکلی۔ چنانچہ مصر کا معاملہ لیجیے تم بغاوت کو قومی نہین
شخصی سمجھے۔ مگر دیکھا۔ ایک عربی گیا۔ مہدی سودائی (یا سوڈانی) آیا۔ اوسکو زیر
کرو دیکھو کل ہی عثمان دغنا موجود ہے۔ عثمان کو بہگاؤ یا گرفتار کرو۔ دوسرے
کوئی انکے بہائی بند بلا سے بوغنا پیدا۔ پہر آجتک خیال کرو کتنی فتحین پائین۔
کتنی شکستین دین۔ باغیون کو کیسے کیسے کنوین جہکائے لیکن بارہ برس بعد کتے
کی دم وہی ٹیڑہی۔ جب دیکہا مصر کا قوام وہی بگڑا ہوا۔ کوئی بادشاہ ہو۔
صاحب تخت و تاج ہو۔ اُسکو زیر کیا۔ تخت و تاج لے لیا دار السلطنۃ پر قبضہ کیا
یہان سب اک سرے سے لنگوٹی بند۔ خانہ بدوش۔ ادہر سے بہاگے ادہر ہوئے۔
اودہر سے آئے ادہر ہو رہے۔ بہلا ایسون سے اولجہنا اپنی بات کہونا نہین تو
اور کیا ہے۔ اگر کسی حصۂ ملک کو اونکے حوالے بہی کر دیا تب بہی مطلب حاصل نہوگا



پولیٹکل قربانی

اسمٰعیل (پاشا خدیو مصر) ع - راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تری رضا ہے

لہذا زیادہ زحمت کش انتظار نہین رکھتا۔ اور مخاطب کرتا ہون۔
مین نے اپنا سلسلۂ سخن اوس دفعہ وسط ایشیا تک پہونچکر چھوڑا تھا۔ یہ وہ مقام ہی کہ جس نے بہتون کے جی چھوڑا دیے ہین۔ اس سے تم اپنی طرف کوئی اشارہ نہ سمجھنا۔ میرا دستور ہی کہ ہر کس و ناکس سے بیتے کی دل لگی نہین کرتا۔ کیونکہ اس سے انسان اپنے ہی دل مین خجل ہو جاتا ہے۔ اور مجھے سردست شخصی۔ قومی۔ ملکی۔ سب مصلحتون سے تم کو بد دل کرنا منظور نہین۔ کیا وجہ ایک تو تم یونہین صورتاً سیرتاً بچھیا کے باوا تھے۔ اوسپر آجکل کی چکر گھنیون نے اور بھی کولہو کا بیل بنا دیا ہی۔ برداشتہ خاطر تو ہو ہی رہے ہو۔ اگر ووٹ آو کریڈٹ کی ٹھہرائی تو یقینی قوم سے ہنسی خوشی رخصت ہو۔ ہوارڈن کیسل مین تیشے سے نجاری کرنا شروع کردو گے۔ دل لگی بازون کا کیا بگڑے گا۔ یہان کار سلطنت مین خلل کا اندیشہ ہے اور سب سے بڑھکر تو یہ سمجھ لو کہ آج تم نے استعفا روا خل کیا اور کل روسی ہرات پر قابض۔ وہ لوگ بڑے قابو پرست اور بیباک موقع شناس ہین۔ تم وقت گذر جانے کے بعد گدی کی طرف چوٹی ڈھونڈھتے ہو۔ وہ دو قدم آگے سے اوسکی پیشانی والے چار بال اس پھرتی اور چالاکی اور استواری سے پکڑتے ہین۔ جیسے ہمارے مسٹر ٹیبو کا ڈوریا اپنی نازک بدن زوجۂ محبوبہ کے جھوٹے۔ جب وہ شخص از راہ غمزۂ و عشوہ کسی دن اوسکے واسطے کھانا نہین پکاتی۔
اچھا اب مصر سے چلو۔ واقعی اگر تم مین کچھ انصاف و شرم و کانشنس ہے

تو تمہارا دل ہی جانتا ہوگا کہ اس ذراسی پھنسی نے کیسا دل باندھا ہے
اور زمانۂ تہذیب مین کیا کیا سفاکیان کرائی ہین۔ اسکی وجہ یہ ہی بعض دفعہ
پھنسی اپنی جسامت کی وجہ سے تو بہت خفیف سی ہوتی ہی۔ مگر موضع اور موقع
کے بدولت بڑے بڑے کاربنکل اور پھوڑون سے گوی سبقت لے جاتی ہے۔
مصر بجاے خود کچھہ نہ سہی۔ اوسکی سوزرائین یا دریئی سلطان کچھہ تو اپنے ہاتھون
اور کچھہ خودغرض دغاباز دوستون کی بدولت چندان قابل خوف وخطر نہین
مگر یہ بہی معلوم رہے کہ تمہاری یورپین طاقتین سب مصر کے معاملات مین حصہ
بخرہ لگانے کو موجود ہین۔ وہان یورپ کی ناک پر بیٹھکر تم چاہو کہ کوئی ایشیا
کی سی کارروائی بے غل وغش کر جاؤ یہ محال ہی۔ دوسری بات یہ کہ ہمکو اپنے
زمانۂ طفولیت کا واقعہ یاد ہی۔ کہ ایک دفعہ ہمارے دوستون مین کنکوا لڑتا تھا۔
تم جانو جہان کنکوا لڑتا ہی۔ کٹے کنکوے چٹانے یونہین ہاتھہ کی صفائی دکھانے
کو بازاری لونڈے لاڑی بہی ارد گرد اپنی دمڑچی اور ڈہیلچی کنکیان بڑہائے
رہا کرتے ہین۔ ایک صاحب اس بلا کے جلد باز اور عجلت پسند تہی کہ جب تک دوسری
طرف چہکے آپ اونہین کنکیون سے اولجھہ جائین۔ اکثر ایسا اتفاق ہوا ہے۔
اچھے اچھے شُدھ کنکوے اور نفیس مانجھا سب اسی مین صرف ہوگیا ہی۔ اور جب
اودہر کا سر پہ تڑتڑایا تو حضرت ہاتھہ لگانے کی جگہہ ہاتھہ ملنے لگے۔
بس مصر کی کارروائی بہت کچھہ اس سے مشابہ ہی۔
ہان یہ سچ ہی کہ یہ ساری گل افشانیان تمہاری ہی جودت طبع کا نتیجہ نہین
یہ قضیہ بہی گذشتہ وزارت نے ترکہ چھوڑا ہی۔ اور تم بیچاری کے سر پڑا

اب رہی کوئی اور یورپین طاقت خانۂ خود مطلبی خراب۔ اتو برابر والون
کے ساتھہ یہ حال ہے سے

اسی خاطر تو قتل عاشقان سی منع کرتی تہ اکیلے پہر رہے ہو یوسف بی کاروان ہوکر

ہان ایک اٹلی ہی۔ سو میرے نزدیک چہ خفتہ چہ بیدار۔ عقلا کے نزدیک کچہہ
نہ سہی۔ مگر حال مین فرانس نے تمکو زک فاش دی۔ فرانسیسی اخبار بند کروا کر
مصر سے معذرت کرانا داب شاہنشاہی کے خلاف تہا۔ مگر تم سی ہمکو اول روز
وزارت سے ایسی ہی امیدین تہین۔ وزارت سابق مین تم امریکہ والون سے
کہا بدے۔ جنیوا مین چند چلتے پُرزے جمع ہوئے اور تمہاری سلطنت کو
الباما کا تاوان دینا پڑا۔

وزارت حال پر آنے کے کچہ روز پہلے تمنے سلطنت اسٹریا کو سخت سُست
کہا تہا۔ منسٹری نصیب ہوتے پر تمہاری پہلی حرکت کا تاوان دینا پڑا۔

سالی کہ نکوست از بہارش پیداست

بس تمنے تو بار یا شاسے معذرت کرالی تو کون نئی بات کی۔ جسنے اپنی
ٹوپی اوتار لی اوسکو اور کا کیا خیال۔

لیکن حال کی پیچیدگیون کو دیکہتے تمنے کمال حلم اور بردباری کی
اسپر میرا صاد ہے۔ مین اس کاروائی کا مخالف نہین۔ واقعی ایسا ہی
چاہیے تہا۔ کاش خدا تمہاری ایسی ہی موقع شناس عقل رکہے۔ جس دہن
اور ڈہرے پر ہو اُسی پر قائم رہو۔

لیکن یہ بھی تو سمجھہ لو آخر قوم نے ایسی ہی ایسی خرابیون کی درستی کے واسطے
تو تمکو قلمدان وزارت دلوایا۔ اور تم نے قبول کیا۔

علاوہ اسکے بہت سی بے عنوانیان تو خاص تمہارے ہی صدقے مین
واقع ہوئین۔ بھلا جنرل گارڈن کو بھیجکر تم خاموش ہو رہے۔ پھر اوس
بیچارے کی خبر بھی نہ لی۔ آخر مروا ڈالا اس سے تمہاری کتنی بدنامی ہوئی
اب بھی دیکھکر تو سر ہیٹر لمسڈن وسط ایشیا مین جھلا رہے ہین۔ دیکھو جتنا تمہارا
فرقہ کشت وخون سے محترز تھا اوسیقدر اب باعث ہوا ہی۔

خیر یہ تو داستان پارینہ ہے۔ اب مطلب کی یہ بات ہی کہ کرنا کیا چاہیے۔
خداوند کریم تم کو عقل اور ناصحان مشفق کی بات پر توجہ دے۔ تو سب کچھہ
درست ہو جائے۔

اس امر کا تصفیہ کہ آیا مقصد مہم مصر حاصل ہوا کہ نہین تو میرے نزدیک
کوئی نہین کرسکتا۔ اجی جب کوئی مقصد ہو تب تو دیکھا جاے۔ وہان سرے سی
متزلزل اور مبہم کارروائی تہی۔ مقاصد بھی اوسیطرح پورے ہوتے رہے۔ پس
اب انتظار ہی کس بات کا کرنا لازم آتا ہی۔ اب تم اپنی فوج ٹھکانے پہونچاؤ
ٹرکی کو اول تو اس لائق نرکھا۔ دوسرے اگر کسی حکمت عملی سے چاہو گے کہ اسکی
فوج وہان بھیجوا دو کہ وہ بھی حیران پریشان ہوتی پھرے۔ تو یہ سمجھہ لو کہ
تم وہی غلطی پھر کروگے جو اس فتنۂ عظیم کی بنا ہے۔

شائد تم اپنی بطی الفہمی سے اس بلیغ جملے کو فوراً نہ سمجھو گے۔ مگر مجھے
سردست صراحۃً منظور نہین۔ مناسب ہوا پھر کبھی بتا دونگا۔

مهدی وعثمان دیغنا وغیرہ کی عداوت سینہ بے کینہ سے آزاد ہو۔اب جسقدر
قبض وتصرف مین ہی اُسپر ایک دفعہ آیۃ الکرسی پڑھکر پھونک دیجاوے۔
اور اوسی طرح اوسکی محافظت کی جاوے جیسے مرغی اپنی ساری جھول
پیٹ کے نیچے چھپائے رہتی ہی۔اگر حملہ کرو تو دفاعی۔مقابلہ کرو حفاظتی۔
ساری بلا لینا اور ملک کو اس سے تتر بتر کرکے چھوڑ دینا یہ کس خدانے بتایا
اور کس ایمان نے سکھایا ہے۔اب لازم ہی سب افواج دو مقام مناسب
محفوظ پر جمع رکھو۔کہ مصر والون کے کام بھی لاسکو اور سرحد ہندوستان
کے جھگڑے مین بھی بلا سکو۔

اب رہا روس کا جھگڑا اوسکی کیفیت یہ ہی کہ ہر شخص کو کسی نہ کسی کے ساتھہ
حسن عقیدت ہوا کرتا ہی۔کسی کو اپنے کسی دوست سے ایسی امید ہوتی ہی
کہ سراسر خلاف ترصد حرکات دیکھتا جاتا ہی مگر عقیدت نہین جاتی۔کوئی
بزرگوار اپنی زوجۂ مقدسی کی جانب سے وہ حسن ظن (زن نہین) رکھتے ہین
کہ آیت حدیث غلط۔ ع

حکم جوروجی بہ از حکم خداست   انچہ جوروجی بفرماید رواست

کسی کو کسی حکیم طبیب ڈاکٹر پر وہ اعتقاد ہوتا ہی کہ صریح حضرت قلم کار تیغ وسنان
کررہے۔خداگنج کی نوآبادی کو ہر روز ہزارون کا چالان بھیج رہے ہین
مگر یہان مسیحاے دوران حضرت ہی ہین۔کسی کو کسی وکیل صاحب پر اطمینان
ہی۔کہ معاملہ فہمی سے اسقدر دور جیسے اعمیٰ بینائی سے مگر یہان سارے عالم کا
قانون انھین کی نوک زبان پر ہی۔بعض کو کسی شاعر کا عقیدہ ہوجاتا ہی۔

خط بنام مسٹر گلیڈ اسٹن

نمبر ۳

مولوی گلیڈ اسٹن طولعمرہ - آجکل زمانہ ایسی جلد جلد کروٹین بدل رہا ہی اور تم بھی اُسکے ساتھ وہ قلابازیان کہارہے ہو کہ معلوم نہین اس تحریر کے پہونچتے پہونچتے چمن دہر مین کون کون جدید گل کہلین - اور کون انوکہے شگوفے سر بلند کرین - اسی جہت سے میری دو دو باتین تم چٹ پٹ اور سن لو - اور اپنا راستہ پکڑو - باقی اتفاقات کا چکر تو کسی کے روکے رُک نہین سکتا - جو جس کام کے واسطے بنا ہی جب مہلت موقع پائیگا اپنی علت غائی پوری کریگا -

تم سمجھو - مہدی - عثمان دیغا - زار روس - اور اوسکے ارکان سلطنت ارنیل جرنیل - علی خانوف - کمروف - بیوقوف جنگی بے ایمانی پر ذوف آخر عالم اسباب مین جھگڑے فساد قتل غارت ہی کے واسطے آئے ہین کہ میری آپ کی طرح علوم - فنون - حکمت - فلسفہ - تہذیب - ترقی کے واسطے جان کہپانے کوشش کرنے - یہ مانا کہ تم نے درگذر کرکے معاملہ مختصر کیا - مگر حرامزادے کی رسی دراز - سردست یہ سلسلہ ختم ہوتا معلوم نہین ہوتا - پس جو بات کرو زمانے کے موافق - مین نے پہلے خط مین سب تفصیل لکہدی ہی کہ اگر تم مصر کے جھگڑے کو یون چھوڑ بھاگے تو بڑی خطا کی - جنکا جنکا بہر دسا تہا مین نے اونکی قلعی بہی کہولدی - پس اب سوا اسکے کوئی صورت ہی نہین باقی کہ مصر مین اگریسو پالیسی یعنی فتاحی کی حکمت عملی بالکل ترک کیجائے -

ہوا اوسکا عذاب تواب اوسکی گردن پر۔ مگر انصافاً کہو کہ تم اوس پالیسی مین کیسے شریک غالب رہے۔ جہوٹ یا سچ جو کچھ وہ کرنے والے تھے تمنے ہفتہ ہفتہ بہر مین دو دو ولبے چوڑے رسالے شایع کرکے اونکو باز رکہا۔ بلگیریا کے مظالم رنگنے کو تو آپکا قلم خونین رقم روان دوان تہا۔ مگر اب فرمایئے بارہ سو افغان سرحد پر کٹ گیا۔ آپکی کمیشن کی توہین ہوئی۔ اوسکے ساتہہ کے لوگ بے رحمی فصل سے کہیت رہے۔ جاڑے پالے کے مارے ٹہنڈے ٹہنڈے ملک عدم کا راستہ ناپنے لگے۔ مصر اور سوڈان اور خرطوم مین انسانون کی قربانی کرا ڈالی اوسپر جودت طبع صرف نہین ہوتی۔ ؎

بس گرسنہ خفت وکس ندنست کہ کیست   بس جان بلب آمد کہ بروکس نگریست

المختصر روس کو غلبہ نصیب ہوا۔ پہر اسکا نتیجہ کہلا ہی رکہا ہی کہ وسط ایشیا مین کارروائی کرنے کو اب سلطان کو اپنی طرف ملاؤ تو کیا اور جدا رکہو تو کیا۔ اتبے روس ذرا ذرا سی بات پر اونکو دہمکا کر اپنی طرف سازش پر مجبور کرسکتا ہی بہت رعایت کی نیوٹرل رہنے دیا۔ اس حماقت کا خمیازہ تمہاری حیات مین کیا بعد ممات تک انگلستان کو بہگتنا پڑیگا۔ تمہاری قوم جسقدر رٹر کی سے مغائرت کرتی جائیگی۔ اوسیقدر غرور لایعنی اور تبختر فضول کے ثمرے اوٹہائیگی۔

دوسری خطا یہ ہوئی کہ جب معلوم تہا کہ افغانستان پر ہم قبضہ نہین رکھ سکتے۔ اوسمین آمدنی نہ منافعہ۔ قوم پرورش پا سکتی ہی نہ تجارت چل سکتی ہی تو پہر شیر علی خان سے لڑنا۔ اور کابل قندہار فتح کرنا سراسر فضول تہا۔ اسمین اتنی بات ہوئی کہ تم شریک نہ تھے۔ لیکن اول منزل پہونچانے کی خدمت

کہ ساری دنیا ھل گوئی پر ملامت کنان ہی مگر آپ کو وہی کلام مرغوب و
مطبوع - پس اسی طرح سمجھ لو تمکو بھی روس کے ساتھ حسن عقیدت ہی - تمہارا
دل و دماغ اتنا وسیع ہی نہین کہ روس کی چالاکیون اور فریب کے دفتر کا ایک
حرف بھی اوسمین سما سکے - تم بیچارے اوسکے فتنۂ و فساد کا ادراک ہی
نہین کر سکتے - تم مین فر بودیت کا وہ جوش ہی کہ تم جان نہین سکتی - آن سلطنت -
صولت و شوکت شہنشاہی - شکوہ و شان قیصری کیا ہی - پھر اوسکی کمی بیشی کا
اندازہ تمکو کیا خاک پتہ مل سکتا ہی -

الغرض اس حسن عقیدت نے تمکو تگنی کا ناچ نچا رکھا ہی - علاوہ اسکے دو
حماقتین تمہاری قوم سے ایسی ہوئی ہین کہ مدت تک اونکا اثر بد تمکو سہنا پڑیگا -
اول تو مختلف تعصبات مذہبی - قابو پرستی - تنگ نظری کی بدولت تمہاری
دونون پارٹیون نے سلطنت ٹرکی کو ایسا ضعیف اور نحیف کر دیا کہ روس کے
ساتھ کلہ بکلہ لڑنے والا کوئی نہین رہا - یونان کی بادشاہت نئے سرے سے
قائم ہو گئی - کرسنڈم مین اسلامی سلطنت خلل انداز تھی وہ قوت مین کم ہوئی -
مگر یہ بھی سمجھ لو تم نے ایک دوست کے ساتھ گھاٹ کے وقت پر کنائی کاٹی -
سلطنت و شہنشاہی کے خلاف کیا - یہ تمہاری کوتہ فہمی ہے کہ دنیا کی بادشاہت کو
مذہبی سلطنت سمجھتے ہو - اگر مذہب کو بادشاہت مین ایسا دخل ہوتا تو سارے پیغمبر
اور اولیا رشی اور منی بادشاہت ہی کرتے تمنے ایک طرف مذہبی تعصبات پر
قہقہہ اوڑایا اور دوسری طرف مذہبی عناد و عداوت کو ہادی بنایا - حال کی
جنگ روم و روس مین اگرچہ کنسرویٹو پارٹی بر سر حکومت تھی - اور جوامر فرو گذاشت

کابلی سے روس نے اوسکو محض آتشبازی بنایا۔ کمیشن سمیت بیچارہ چھنک کر رہگیا۔ اوراب اگر چھوٹا بھی تو کمیشن سے مستعفی ہو کر بم کے گولے کی طرح سیدھا اپنے گھر کی طرف راہی ہوا۔ اب اس سگھڑ بھلائی کو تہ کرر کھیئے اور سارے کمیشن کو بلا لیجیے۔ لندن ہو یا ڈنمارک بطور خود کارروائی کیجیے۔ اسکے بعد جب قضیئہ زمین برسر زمین فیصل کرنے کی نوبت آئے تو اپنا کمیشن سینٹ پطرس برگ سے بمعیت کمیشن روس بھیجیے۔ کیونکہ پولیٹکل معاملات ایک طرف یون بھی دو شخص جب کسی جگہ اس طرح ملنے کا بندوبست کرتے ہین کہ ایک طرف سے ایک دوسری طرف سے دوسرا چلکر مقام پر پہونچے تو وقت سے خالی نہین ہوتا۔

اب رہی شاہ ڈنمارک کی ثالثی۔ یہ سچ ہے کہ ثالث صاحب کی ایک بیٹی زار روس کو ایک پرنس آف ویلس کو بیاہی ہین۔ دونون سلطنتون سے قرابت قریبہ ہی۔ مگر تم اسقدر ضرور سمجھلو کہ گو وہ بادشاہ اعزاز مین قدیم ہی مگر بادشاہت اور ملک گیری سے بالخلقت محروم ہی۔ (ایسے بادشاہ کے واسطے تمہارا سا وزیر بہت مناسب تھا۔) اوسنے اپنا ہی ملک جیزون وغیرہ مین دے دلا کر مختصر کرر کھا ہی۔ وہ ملک گیری اور ملک دہی کی لذت سے بالکل ناواقف۔) اسکے علاوہ مین پوچھتا ہون اوسکی نظرون مین روس اور انگلستان بوجہ قرابت کیون برابر ہونے لگے۔ ہان تم کسی جدید منطق سے ثابت کردو کہ جس طرح شہنشاہ روس کو ایک بیٹی بیاہی ہی۔ اوسی طرح ہماری قیصرہ ہند ملکہ معظمہ کو دوسری۔ تو البتہ مین بھی برابر سمجھون۔ ورنہ بادشاہون مین ایسی باتون کو مانین تو زار روس ہی کیون انگریزون کو ستائین۔

تمہارے ہی سر پڑی۔ ادھین تم نے اپنی حماقت صرف کی یعنی ساری کارروائی کالعدم کردی۔ حالانکہ قندہار پر قبضہ رکھنا لازم تھا۔ خیر جو ہونا تھا ہوگیا۔ اب روس نے قدم بڑہایا۔ اور تمہارے کمیشن کی سخت توہین کی۔ مین اس جگہ اس سے بحث نہ کرونگا کہ تم سے اس بارے مین کیا عقلمندیان ہوئین۔ مگر اسقدر ضرور کہونگا کہ جو چال تم چلے وہ بری چلے۔ اگر کوئی اچھی سوچی بہی تو انجام بخوش اسلوبی نہوسکا کمیشن سرحدی کی تجویز ایسی معقول تھی کہ باید وشاید۔ مگر وہی دم کی کسر رہ گئی۔ جسکا اعادہ فضول ہی۔

اب بعد قبضۂ پنجدیہ و مرد چک و چراہی بصرہ جو ثالثی کا معاملہ ٹہرا ہے۔ اسکی نسبت بہی کچہہ نہ کہونگا۔ جو ہونا تہا ہوگیا۔ تمنے میرے اشارات پر عمل نہ کیا۔ تمہاری قوم اور تمہارا خدا اپنے سمجھ لیگا۔ اب واقعی انگریزی عظمت وحشیون کی نظر مین کم کرادی۔ سرپیٹر لمسڈن سا افسر کمیشن روس کے چالاک اور چلتے پرزے کمروف علی خانوف کے مقابلے مین دوسرا خدا نے پیدا ہی نہین کیا۔ اب سے

قرنہا باید کہ تا یک لمسڈن از لطف طبع ... صاحب غیرت شود یا زیرک ڈپلومسٹ

سر بمعنی صاحب نہین بلکہ یہی سر جو آجکل مصر کے مخروطی میناروں اور وسط ایشیا کے لق ودق میدانون مین ہم آپ ٹکرا رہے ہین۔ اور پیٹر معنے پیٹنے والا (از علامت فاعل) لمس معنی چھونا۔ ڈن یا دن آواز توپ بندوق پس مطلب یہ کہ ایسا سر پیٹنے والا کہ لمس کرنے سے دن سے چھوٹ جاتا ہی۔ آدمی کا ہے کو چاندی کی بارود ہے۔ خشکی کا تار پیٹ دہی۔ مگر افسوس تمہاری

کھلے خطوط اور سر بند مضامین

نمبر ۴

بنام ملکہ وکٹوریا قیصر ہند

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا - اگرچہ تمہارے ملک وحشم کے آئین وقوانین ملکداری رفتہ رفتہ ایسے ڈہرے پر آرہے ہین کہ حاکم وقت کو انتظام مہام مین خودسری وخودرائی کے منہ زور ٹٹو پر سواری کی نوبت نہین آتی - اور محض زمانہ کی ہوا - قوم کی نبض دیکھکر اپنی رفتار مطابق کر لینا ہوتی ہی - سلطنت ایک ٹرین ہی جسکا انجن پارلیمنٹ - چند چلتے پرزون کی قوت اور کام سے واقف ہوکر مباحث ملکی کی سردی گرمی سے رائون کی سلنڈر کی رفتار پر نظر رکھنا اور ٹرین چلانا صرف کاریست کہ فراست حاکم میخواہد - اور باقی دنیا کے سارے بکھیڑے جھنجھٹ پارلیمنٹ کے سر اور وزرا کے حوالے - مگر پھر بھی بندہ بشر گہوارۂ عالم کے نشیب وفراز زمانے کی سردی گرمی دماغ پر تو کچھہ نہ کچھہ اثر ضرور پیدا کرتی ہی - چونکہ میرے علم ویقین مین تم بھی انسان اشرف البنیان ہو - لہذا تمکو بھی ایسے خرخشون سے معرا ومبرا نہین پاتا - اور ضرورت دیکھتا ہون کہ بعد تعلیم وتلقین گلیڈ اسٹن چند کلمات تمہارے گوش حق نیوش تک پہونچا دون -

آجکل معاملات کا قوام بہت کچھہ بگڑا معلوم ہوتا ہی - اگر فعالہ اولوالعزمی کی چاشنی اندازۂ اعتدال سے بڑھکر حلاوت ملکداری مین زیادہ ترشی دکھائی تو چندان ناگوار نہین گذرتا - کیا وجہ کہ وہ تو ایک باطنی بنگ ہی جو کاسۂ دماغ مین گھٹ گھٹ کر اثر پیدا کرتی اور موجین دکھاتی ہی - مگر صلح اور امن کی حالت

تمھاری کارروائیون سے معلوم ہوتا ہی کہ روس جس حصۂ ملک پر
قابض ہوگیا ہی۔ وہ برضامندی امیر کابل اوسی کے سر رہیگا۔ آیندہ کا
وعدہ لے لیا جائیگا۔ مجھے افسوس ہی کہ تم فضولیات مین مبتلا ہوکر مقصد
اصلی کو اس طرح سٹ سے نکلجانے دیتے ہو۔ جیسے چوہے دان سے چوہا
یا ہاتھ سے زندہ مچھلی۔ امیر تو وہ ویران حصۂ ملک جو بقبضۂ روس آیا
۳۰ مارچ کو بیع کرچکے۔ اور تم سے دام بھی راولپنڈی مین وصول کرچکے۔
اونکو پروا ہی کیا۔ تم نے جس مصلحت سے افغانستان کو وظیفے دیے۔
تحفے نذر کیے اوسکا خیال تو تمکو لازم ہی۔ اگر روس کو بڑہنے دیتے ہو تو خیر
جلال آباد۔ قطع۔ پیشاور۔ ڈیرہ جات پر فوج جاکر منتظر روس بیٹھو۔ پھر امیر کی
اعانت کی ضرورت۔ نہ وظیفون کی حاجت۔ الا اگر ہمسائگی روس نہین
چاہتے تو ایک چپہ زمین نہ لینے دو۔ یا ہرات جسپر وہ کوئی دن آیا ہی چاہتا ہی
روس کی سرحد ہو۔ اور قندہار پر خود قبضہ کرو۔ جی چاہے دام دو تو نکے اپنی خزانے
سے دینا۔ روس بیچارہ مفلس ہی۔ سمجھ لینا ڈچس اڈنبرا کی مہر مین رقم مجرا ہوئی۔
اگرچہ جانتا ہون تم میری باتونکو کم سمجھتے ہو۔ مگر اتنا پھر بتاؤنگا کہ یہ سامان
طیاری افواج جاری رکھو۔ اسکی بدولت پارلیمنٹ روپیہ دیگی۔ روس دبیگا۔
افاغنہ تالیان اور بغلین نہ بجائینگے۔ وحشی اقوام عبرت کی نظر سے دیکھین گے۔
چونکہ یہ اخیر خط تھا کسیقدر طویل ہو گیا۔ اب مجھ اور شاگرد ونکو تعلیم دینا ہی۔
تمکو بندے کوئی خط نہ لکھونگا۔

مکرر اینکہ ان اہم معاملات کے علاوہ اور جو چھوٹے چھوٹے خرخشے ہین وہ بھی لیل پرستی کے ساتھ خود درست ہوجاینگے

دیگر نتائج کے یہ نقصان ہوتا ہی کہ وقت پر چند ایسے امور ناپسندیدہ ونامطبوع سے سامنا ہو جاتا ہی کہ جنسے طبیعت میل کہاتی ہی۔ نہ گوارا کر سکتی ہے۔

عالی ہمتی اور بلند خیالی اور کارہاے سترگ کرنے کے واسطے خفیف سی لاپروائی اور بلند نظری وہی خدمت انجام دیتی ہی جو راہگیر کو لاٹھی یا چہڑی۔

مگر کون کہہ سکتا ہی کہ بہرام گہاٹ کے پورے لٹھے کی لاٹھی موجب زحمت نہوگی۔

ترقی ہو یا تنزل دراصل دونون ایک اور ایک ہی دو ہین۔ صرف نام کا فرق ہی۔ گیند کو دیکھو اور بتاؤ وسمین سے کس مقام کو اونچا اور کسکو نیچا کہہ سکتے ہو۔ اسی طرح زمانے کو چکر یا دائرہ یا چرخ جو چاہو کہو۔ دنیا کی ساتہہ رواں دواں ہی۔ یہ محض ہماری فہم ہی کہ مختلف نام پیدا کرتی ہی۔

حیات وممات صحت وعارضہ ترقی وتنزل چولی دامن کا ساتہہ رکہتے ہین۔ تمہاری قوم تہذیب اور ترقی کے درجے کو طے کر چکی اب اوسکو سنبھلنا چاہیے۔ اور بہت پہونک پہونک قدم رکہنا لازم ہی۔ سارا یورپ اپنے واسطے ایک طوفان عظیم بنا رہا ہے۔ تمہارا ملک اس سے قبل کسیقدر فصل اور مغائرت کے باعث بہت سی آفات مین شریک یورپ نہو سکا۔ اب عنایت خدا سی تمہاری وہ سلطنت ہی جسپر آفتاب غروب ہی نہین ہوتا۔ اب ہر جگہ کی سرد وگرم ہوا کچہہ نہ کچہہ اثر ضرور پیدا کریگی۔ اگر تمہاری قوم عقیل ہی تو اُسکو لازم ہی کہ

اگر خواہی سلامت بر کنارست

منفعلہ کا شربت بزوری معتدل ادنی سی کمی بیشی مین بگڑ جاتا اور خدا جانے کیسی اولٹی پلٹی تاثیرات پیدا کرتا ہی۔ جب کوئی فعل درجۂ لازمی سے گذر کر متعدی ہو جاتا ہی تو ایک شخص کی ذات تک محدود نہین رہتا۔ ممکن ہی کہ بہت سے امور کا وقوع ایک کو نا پسند ہو مگر ضرور نہین کہ دوسرا بھی اوسیقدر کراہت کرے۔ پس انسان لامحالہ چارنا چار طوعاً و کرہاً بہت سے افعال اسی وجہ سے کرتا ہے۔ تم بھی اس قاعدۂ کلیہ سے مستثنیٰ نہین ہو۔ سب سے اہم اور ضروری کام عموماً حاکمون اور خصوصاً تمہارے واسطے زمانے اور قوم کی رفتار پر نظر رکھنا ہے۔

زمانے کا چلن آجکل پر کیا منحصر ہے ہمیشہ آگے کی جانب رہا ہی۔ چستی اور سستی عارضی امور ہین مگر میلان و رجحان اسی جانب ہے

قدم وقت بیشتر باشد

گاہے ماہے وقفہ یا یکلخت زیادہ تیزی اور سرعت کے ساتھ روان ہونے کو ہوا کرتا ہی۔ جیسے آندھی آنے کے پہلے ہوا مین سکون کی سی کیفیت ہو جاتی ہی اوسی طرح جب عالم اسباب مین تولید واقعات کمی پر ہو تو سمجھنا چاہیے کہ مادر گیتی اس دفعہ بڑے بڑے گمن گرج جھول نکالنے والی ہی۔ عقلمند اور انجام بین ہر وقت چوکنا اور ہر کام کے واسطے مستعد رہا کرتے ہین۔ تم بھی ایسی ہی ہو۔ مگر اتنی کسر ہی کہ تمہاری قوم کثرت کامیابی اور فرط سامان سے اسقدر مغرور اور متکبر ہو گئی ہی کہ اب بلا خوض و فکر اور داہنے بائین دیکھے دوسرون کے مقابلے مین اپنی ہر چیز کو اعلی اور افضل سمجھتی ہی۔ اس سے علاوہ

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۵

ملکۂ سکندر حشم دامت ظلہا۔ مین نے اپنے پہلے خط مین دوسرے کا وعدہ کیا تہا۔ اسی جہت سے اگرچہ مجھے سارے دنیا کے بکھیڑون اور تمکو اپنی پارلیمنٹ کے جھگڑون وزرا کی استعفا سے مہلت کم ہی۔ مگر ایفاے وعدہ کرتا ہون۔

سب سے پہلے پیش پا افتادہ مضمون وزارت کا ہی۔ جو کچھ ہوا اور تم نے اور گلیڈ اسٹن نے کیا وہ تو ہوچکا اوسکا ذکر نہین کیا وجہ کہ میری عادت ہے معاملات گذشتہ کہ بجز سورخانہ تجربہ کے اور کسی لائق نہین سمجہتا۔ تم نے سالسری کو وزارت دی۔ اچھا کیا نہ برا۔ آخر تم بیچاری کرتی ہین کیا۔ کنسرویٹیو فرقہ اب ایسا بے سرا اور بے تکا ہورہا ہی کہ کوئی ٹھکانا نہین۔ بس یہی اندہون مین کانے راجا تھے۔ اب نظر تعمق سے ملاحظہ کیجیے تو ایسے فرقے کا کمزور ہوتا جانا جو قدیم باتون کا (جن مین شخصی سلطنت بہی شامل ہی) حامی ہو بادشاہون کی ذات کے واسطے فال نیک نہین۔

لارڈ رنڈالف چرچل جو بدقسمتی ہندوستان سے وزیر ہند ہوئے ہین۔ بجاے خود تیز آدمی ہین۔ مگر کم سنی اور درشت گوئی اور بدزبانی مانع ترقی ہی۔

معاملات ہندوستان تمہاری خاص توجہ کے محتاج ہین اور میری راے مین تم بہی اوسکی۔ آجتک تمہارے ملک اور پارلیمنٹ مین جسقدر توجہ ہوئی ہی وہ بالکل ناکافی ہی۔ اور لاپروائی سے ملو یہ سمجھ لو کہ آزادگی

پر عمل کرکے پہونک پہونک قدم رکھے۔

لبرل فرقہ باعتبار پولٹیکل مباحث بے شک مجھ پسند ہی۔ مگر اعتدال کی دم ضروری۔ افعال لازمی اسکے بہت اچھے ہوتے ہین متعدی مین بوجہ تکبر وغرور قومی۔ اور لاپروائی کبھی۔ ودیگر اسباب خفیف وعظیم معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔

ایک اور امر جو تمہاری توجہ خاص کا محتاج ہی یہ ہی کہ یورپ کی ساتھون ساتھ تمہارے انگلستان مین مذہب کی خیالی باغ وبوستان کی ہری بھری سبز وشاداب تناور درخت سموم علم نظری وظاہری کی جھونکون سی جڑ سی اکھڑ اکھڑ کر گر رہے ہین۔ صرف تھوڑے سے تنا مند تنے اپنی سخت جانی سے بچ رہی۔ سو وہ بھی امروز فردا مین کوچ کرتے نظر آتے ہین۔ اور یہ ظاہر ہی کہ کوئی قوم ظاہری صوری ومعنوی طور سی خود سر وآزاد ہوکر بادشاہی کو اچھی نظر سی نہین دیکھہ سکتی۔ جس نے حاکم حقیقی کی اطاعت کا بوجہ سر سے پھینکدیا وہ حاکم مجازی کو پہلے سلام کر چکا مذہب اب صرف ظاہری مراسم اور آرائش اور زیبائش کیواسطے رہگیا ہی۔ اوسکے اصلی تقدس وتسکین سے مدت ہوئی کہ ناآشنائی ہو چکی ہی۔ اگر کچھہ ہی تو تقدس کی جگہ وضعداری۔

خلقی و نیچرل رفتار زمانہ کسی کے روکے نہین رک سکتی۔ آگ پانی اور ہوا کسی کی تدبیر سے اپنی قوت ترک نہین کر سکتے۔ مگر انکی قوتون سے کار مفید لینا آجکل کے حکما اور عقلا کا کام ہے۔

المختصر اسی طرح اور بھی چند امور ہین جنکو دوسرے خط مین لکھونگا۔

اب تم جاؤ زار روس کو خط بھیجو۔ مین بھی کائنات کی سیر کو جاتا ہون۔

تہذیب اور ترقی صدق اور راستی کے جانی دشمن ہین مگر کیسے جیسے مار آستین۔ حکما کہتے ہین کہ نیکی کو کسی طمع سے عمل مین لانا نیکی نہین۔ اور اسی کو ایشیائی شاعر یون کہ گیا ہے ؎

کب حق پرست زاہد جنت پرست ہے   حورون پہ مر رہا ہے یہ۔۔۔۔ست ہے

اصلی نیکی وہ ہے جو از خود بلا ارادہ سرزد ہو۔ پس مہذب دوستی ہرگز طمع اور نمایش کی آلایش سے پاک نہین ہوتی۔ تم مہذبون کے جو لمبے چوڑے عہدنامے اقرارنامے۔ اسٹامپ۔ رجسٹری سے اپنے وعدے کو آراستہ و پیراستہ کرتے ہو بجنسہ اوس ہندوستانی سبزہ رنگ۔ ملیح دلربا معشوق کی طرح ہو جو انگریزی صابون سے عارض باصفا کو دہو کر آنکھون کے پپوٹے سیاہ کر ڈالتی ہے۔

پس نتیجۂ سخن یہ ہے کہ آجکل کسی کی دوستی اور عہد پر اعتماد نہ کرو عہدنامے چاک کرنے اور اقرار توڑنے دوستی دشمنی کرنے کے واسطے ہوتی ہے۔ انگریزی مثل ٹرسٹ ان گاڈ اینڈ کیپ یور پوڈر ڈرائی۔ (خدا پر بہروسا کر اور بارود خشک رکہو۔) پر عمل کرو اور دیکہو جنگ گاہ عالم مین کیا تماشا ہوتا ہے۔

جس انسان مین اخلاط متضادہ جمع ہین ممکن نہین کہ ایک کم اور دوسرا زیادہ نہو۔ یہی حال سلاطین کے جبروت وسطوت کا ہے۔ گلیڈ اسٹن اور آرام طلب قوم نے خون صلح اور طاقت اہلی بہت کچہ فضول فصدون اور مسہلون مین نکال ڈالی ہے۔

مثل مشہور ہے آپ کاج مہا کاج۔ تمہاری قوم بڑی خود غرض اور

اور شوریدگی قوم کے دست برد سے اعزاز قیصری محفوظ رکھنے کا صندوقچہ ہندوستان ہی ہی۔ اگر تنکا ہوا کا رخ بتاتا ہی تو ایک شہزادے کی تنخواہ کے بارے مین قوم کی خست بہت کچھ سمجھاتی ہی۔ یہ اسی ہندوستان کے جگرے ہین جو بادشاہون کا تقدس تک چاہتا ہی۔

بھلا کچھ تو ہی کہ ہر اولوالعزم کو جہان زمانے نے کسی قدر بہی وسعت دی اوسنے اسی طرف کو رُخ کیا۔ ظاہر مین اگرچہ مین یہان کا باشندہ نہین۔ مگر دراصل مین ساری دنیا کا رہنے والا ہون۔ ازل سے اس ملک کی خوبیان مجہپر اسطرح روشن ہین جیسے بادشاہون مین آجکل زار روس۔ سکندر نے میرے ہی مشورے پر کاربند ہو کر ادہر کا قصد کیا تھا۔ مگر افسوس اوسکی فوج نے وہی ارادے ایک دوسرے عنوان سے برتے جسکے جام سے تمہاری قوم آجکل بدمست ہی۔ اور آخر اوسکا نتیجہ جو ہوا اوس سے میرا ایاسکندر ہی کا دل آگاہ ہی۔ اور تہا۔ جب تک ہندوستان انگلستان کا ضمیمہ و دُم چھلا بنا رہے گا پارلیمنٹ انگلستان مین اس کا گیند دہڑ کا ہو گا۔ وہان کا ادنی سے ادنی گورا ہندوستان مین دیوتا بنکر جہاز سے اوتریگا۔ تب تک ہندوستان ہندوستان نہوگا۔ لاکھہ روپیہ کی بات تمکو یہ یاد رکہنا چاہیے کہ ہر شے کی خوبی ذاتی اُسی وقت تک قائم رہ سکتی ہی جب تک اوسکی ذات مین فرق نہ آئے۔ آم تب ہی تک آم ہی جب تک املی نہین بنایا گیا ہی۔ بس اسی طرح ہندوستان اوسی وقت تک ہندوستان ہی جب تک ہندوستان کی ذات مین خلل نہین آیا۔

سلطنت چھوڑ جانے والے ہون دنیا مین چندان رنج و تاسف نہین پیدا کرتا۔
بعض جگہ تو ادہر مرنے والے باپ کی نعش پڑی ہوتی تہی۔ اور ادہر صاحبزادہ
بلند اقبال جشن تخت نشینی مناتے ہوتے تھے۔ ایک جلد باز جلے تن نے بوڑھے
باپ کو اسی بات پر مار ڈالا کہ تم تو مروگے نہین۔ ہم بوڑھے ہوئے جاتے ہین
لطف ریاست کب اوٹھائین گے۔ پس اب نہ تو میری صلاح ہی۔ اور نہ غالباً تمہارا
دل باپ کا غم منانے کو چاہتا ہوگا۔ مضی مامضی۔ اب ریاست کا جھگڑا۔
ملکداری کا بکھیڑا تمہارے لیے کیا کم ہی۔

تمنے جو کچھ گدی پر بیٹھتے ہی رفاہ و فلاح کے احکام جاری کیے۔ اوس سے
نہ صرف یہ معلوم ہوتا ہی کہ یہ مدت کے سوچے ہوئے ہین۔ بلکہ اسکا بھی پتا چلتا ہی
کہ آجکل کی مصلحت کے موافق بیہودہ دستور اور لایعنی تکلیف دہ مراسم کی قدر
اوسیقدر تمہارے ذہن مین ہی جتنی ہونا چاہیے۔ بات تو اچھی ہی بشرطیکہ
تمہارے دماغ سے نکلی ہو۔

تمہارا ملک دستکاری۔ نفاست میوہ جات۔ لطافت۔ موسم۔ خوبی
آب وہوا مین ضرب المثل۔ مگر ساتھی اوسکے بدانتظامی و بدحالی مین شہرۂ آفاق
ہی۔ تمہارے خوشامدیون نے اگر انگریزی یا اور ہندوستانی عملداری کی نظر مین
ہیش کرکے نیچی آنکھ اوپر اوٹھوا دی۔ عرق خجالت رومال خوشامد سے پونچھ ڈالا
تو اس سے نہ شالبافون نے گاڑہی کمائی کا پورا اجرہ پایا۔ نہ مفلوک اور
کنگال مسلمان خوش ہوئے۔

آجکل کی تہذیب کی کنجی یہ مثل ہی۔

خود مطلب تمسے تو چاہتی ہی کہ خدمت لی۔ مگر تمہاری خدمت پر جو ن چرا کرتی ہی
پس ایک نصیحت آخری تمکو کرتا ہون۔ اگر اوسپر عمل کیا تمہارا ہی فائدہ ہوگا۔
ورنہ گلیڈ اسٹن کی طرح اس کان سے سن اوس کان سے اوڑا دیا
تو تم جانو تمہارا کام جانے۔ اپنے تاج کے نہایت درخشان اور تابان
جواہر کو پہلے اس ترکیب سے جدا کردکہ نہ تو اوس فرنگی کی طرح اوسکو صدمہ
پہونچاؤ جسنے اورنگ زیب سی دوستی کے واسطے لیا۔ اور کاٹ چھانٹ کر
ستیاناس کیا۔ اور نہ اپنی تاج کو بدنما بناؤ۔ اوسکے بعد ایک جداگانہ تاج بنوا اور
اوسمین وہ جواہر لگاکر کسی اپنی اولاد کے سر رکھو ہم خوش ہمارا خدا خوش
الکنایۃ ابلغ من التصریح۔

کھلے خط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام مہاراجہ کشمیر

مہاراجہ صاحب۔ آجکل طویلۂ عالم مین وہ لتیا ہج۔ عرصۂ کائنات مین وہ
ہم بچ ہی کہ ہر متنفس محتاج پند و اندرز نظر آتا ہی۔ مگر تم جانو میری نگاہ بلند تو
ازل سے آج تک کبھی نیچی پڑی ہی نہین۔ اور خاصکر جب محل در موقع دیکھا ہو
اپنے مذہب مین آئی پر چوکنا حماقت اور گناہ دونون خیال کیا ہی۔ اسواسطے
آج تمہین سے لگا لگاتا ہون۔ تمہاری اہلیت اور معقولیت جو تم مین حد سے
زیادہ ہی۔ شائد بہرک سنا کر اس بوڑھے خرانٹ کی دو باتین سننے دے۔
پھر تم اچھی طرح سمجھ لو کہ اپنے باپو لگا مرنا جو اولاد کو دولت ثروت۔ ریاست

وہ کم ہی۔ برمحل کارروائی کرنے والے توگھات کے منتظر ہی رہتے ہین۔
والیان ملک کچھ آئے دن تو مرتے ہی نہین۔ غالبًا کو ہاگرم ہی پیٹا جائے۔
مگر تم کو مین ایک گر بتائے دیتا ہون۔ تم سب کرنا مگر اوسان نہ کھونا۔ قیام
رزیڈنٹ منظور کرنا مگر سمجھ کے۔

جو حماقت عقل سے نادانی جان بوجھکر ہو وہ حماقت ونادانی نہین ہے

من نگویم کہ این مکن آن کن　　　مصلحت بین وکار آسان کن

اب مین تم سے رخصت ہوتا۔ اور تم کو انگریزون کے سپرد کرتا ہون۔ چند نکتے
مین نے بتا دیے ہین۔ اور باقی مفصل مشورے تمہارے ابا جان کو اودہ پنچ
نے سالہا سال دیے ہین۔ اگر اونپر غور اور عمل کروگے لطف اوٹھاؤگے۔
ورنہ ما بخیر شما بسلامت۔ ع

بر رسولان بلاغ باشد وبس

کھلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۲

بنام حضور نظام دکن

ڈیر۔ یہ تو مجھے معلوم ہی آپ نے اور دن کے نام خط دیکھکر کسیقدر شک
کھایا ہوگا۔ مگر تم جانو یہ پرانا خرانٹ ناصح بہت کچھ دنیا دیکھے ہوئے ضرورتون
اور حاجتون کو خوب پہچانتا ہی۔ جیسی مصلحت وقت دیکھتا ہی کارروائی کرتا ہی۔
سچ ہی کہ تمکو میرے نصائح کی سخت حاجت اور بے انتہا ضرورت ہی۔ اور آج
سے نہین جب سے تمہارے وزیر باتدبیر سرسالار جنگ اس جہان سے سدہارے

ہاتھہ پانون بچائے اور موذی کو ٹرخائے

جب تک اسپر عمل ہی مزے سے ڈل مین عیش مناؤ۔ گلمرغ مین جشن اوڑاؤ
کس نتے پرسد کہ بھیا کون ہو۔ سرحد کا جھگڑا کچھہ تمہین کو بیم ورجا مین نہین رکھتا
سارے ہندوستان اور انگلستان۔ اور افغانستان مین بکبر کود مچاتا پھرتا ہی
ہندؤن مین سانڈ چھوڑ دیے ہین۔ وہ جانتے ہو کسقدر ظلم کرتا پھرتا ہی۔
بازار مین جدھر رخ کیا دوکاندار کی جان اگاڑی پچھاڑی تڑا کر تو دو گیارہ
ہو گئی۔ پس اسی طرح سمجھہ لو علۃ العلل نے روس کو بھی سانڈ دیا ہی۔ اسکے علاوہ
نوش مین گزند نیش۔ گلستان شادی مین خار غم۔ تیز بنی الفت مین
چاشنی شکایت۔ بہار حیات مین خزان موت۔ رنگ مین بھنگ۔ کلیل
مین غلیل نہو تو لطف کیا آئے۔ قدر منزلت کیا معلوم ہو۔ قدر عافیت کسی
داند کہ بہ مصیبتی گرفتار آید۔ صاحب توبۃ النصوح کا قول ہی۔ اگر مرنا نہوتا تو لوگ
درختون سے گر کر۔ کنوؤن مین پھاند کر جان دیتے۔ سرکس مین محض تماشائیون
کی توجہ مین تحریک پیدا کرنے کے واسطے سہوا و عمدا گھوڑون پر سے گر گر
پڑتے۔ اور دوڑتے ہی مین اوچک جاتے ہین۔ یہ سب کیا ہی۔ بندہی ملکی
وضعداری۔ سلامت روی کی چالون مین چہل پہل پیدا کرنا ہی۔ تاکہ دلچسپی
ہاتھہ سے جانے نپائے۔ روس ادہر سے آئیگا نہ آئیگا۔ مگر تم یہ سمجھہ لو۔ ٹیکے کا ڈر
شیر کا پتا پانی کرتا ہے۔ علاوہ اسکے ناؤ مین خاک اوڑاتے۔ یا پانی گنڈ کا
بہانہ تو بآسانی مل سکتا ہی۔

آجکل رزیڈنٹ کا تقرر بہتون کو چکر مین ڈالے ہی۔ تمہاری جو حالت ہے

نمک حلال۔ وفادار۔ خیرخواہ۔ عقیل۔ عالی دماغ دیوان کے حقوق کو
خوب ادا کیا۔ مگر؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل   کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

لاپروائی۔ استغنا۔ گستاخی۔ جو بعض اوقات۔ سوء ادبی کی حد تک پہونچ
جاتی ہی۔ سب خاک مین ملا دیتی ہی۔ تم تو اپنی سی کر گذرے۔ آگے جو جیسا
کرے گا۔ ویسا پائے گا۔ مثل مشہور ہے۔ سکھائے پوت (یعنے بیٹے) دربار
نہین جاتے۔ قصہ یون ہی کہ ایک سلطنت مین نہایت لائق ہوشیار وزیر تھا۔
بادشاہ بھی اوسکو مانتے اور بہت معزز جانتے تھے۔ وزیر انجام بین نے
اپنی اولاد کی آیندہ بہبود۔ اور وزارت موروثی کرنے کے واسطے مناسب سمجھا
کہ میرا لڑکا حین حیات اگر دربار شاہی مین حاضر ہو کر کاربار سیکھا کرے۔ تو
غالب ہی بعد میرے میرے آقا اور لڑکے دونون کو دقت نہ پڑے: وزارت
بھی بلا تکلف خاندان مین قائم رہے۔ مگر سلامتی سے صاحبزادے پورے
صاحبزادے ہی تھے۔ باپ تو ریاست کے وزیر تھے۔ صاحبزادے احمقون کے
بادشاہ نکلے۔ تاہم وزیر پر تدبیر نے طبیعت انسانی کی تربیت پذیری پر
اطمینان کر کے خیال کیا کہ کچھ نہ کچھ میرے جیتے جی سیکھ جائینگے۔ آگے
کام چل نکلے گا۔ چنانچہ ایک روز کسلمندی مزاج کا حیلہ کر کے خود تو دربار نہ گئے
مگر صاحبزادے کو بھیجدیا۔ اور چلتے وقت امور ذیل بطور ہدایت نامہ پڑھا دیے۔
اول۔ پہلے بادشاہ اور پھر ولیعہد کو نہایت ادب اور محبت سے سلام کرنا۔
کیونکہ وہ ہمارے بڑے خواجہ اور یہ چھوٹے خواجہ ہین۔

ور بقول بازاری عوام کے۔

گل گئے گلشن گئے جگ مین دہتوری رہگئے

کا معاملہ ہوا۔ یا جب سے تخت ریاست نصیب ہوا۔ مگر تم جانتے ہو عذر معذرت
ور سگھڑ بہلائی کا میدان سلامتی سے اسقدر وسیع ہی کہ عمداً پہلوتہی کیجیے۔
نا دانستہ غفلت کی تبیجیے کچھ نہ کچھ بیش ہی ہو سکتی ہی۔ اس لیے اگر مین صحیح
اور واقعی بات کہون کہ مجھے پہلے تمہاری طبیعت اور لیاقت اور عقل کا حال
دریافت ہونا مقدم تہا تو کچھ بیجا نہو گی۔ چنانچہ اتنے عرصے کی نگرانی سے
یہ مقصد پورا ہو گیا۔

انسانی خوبیون اور بدیون کے اعتبار سے اگر مین تمکو بشریت اور
ور انسانیت کا معدن کہون تو مبالغہ نہوگا۔ بلکہ بعض اوقات اپنی طبع وسیع
وخلقت گنجائش طلب سے تمہاری انسانیت حیوانیت تک بہی پہونچ جاتی ہی۔
لیکن مین اوسکو بہی بشریت قرار دیتا اور تمکو مستوجب لزام نہین سمجھتا۔ کیا وجہ
کہ التزام۔ سامان۔ لوگون کی ہمت۔ نیت۔ صحبت کے اثر سے تم کسی طرح محفوظ
نہین رہ سکتے۔ خصوص ایسی حالت مین جب ہر طرح کوشش کی جائے۔ کہ فعالہ
کی جگہ صرف انفعالیہ ہی ترقی پکڑے۔ اب بجز اسکے اور چارۂ کار نہین۔ کہ
مہام ریاست۔ حالات رعایا۔ کارگزاری اہلکاران مداخل ومصارف خزانہ
بغیر عینک کے دیکھو۔ اور پہر جس بات پر دل کا استخارہ واجب آئے۔ اوسپر
عمل کرو۔ تم انتخاب دیوان مین ہر انسانی خوبی کو کام مین لائے۔ قدردانی
ریاست مصلحت۔ وقت۔ عزت افزائی۔ سب کچھ کر گزرے۔ اور واقعی

مزاج پوچھا۔ مین نے کہا روئی۔ ریشم۔ سمور۔ قاقم۔ سے بڑھکر کون چیز نرم ہوگی وہی مین نے بتایا۔ مشغلہ پوچھا لڈو۔ پیڑا۔ برفی کہا۔ اسپر بادشاہ بہت خفا ہوئے۔ آپ ہی فرمایئے اس سے میٹھی کون شے ہوسکتی ہی"

وزیر نے سر پیٹ لیا اور کہا۔ واقعی سکھائے پوت دربار نہین جاتے۔ نتیجۂ سخن یہ ہی تم نے بھی سلام لیا۔ اور باوجود مخالفت بٹھایا۔ مزاج پوچھا۔ مشغلہ دریافت کیا۔ بعد حد ہو چکی۔ آگے جو جیسا نکلے ویسا سمجھو۔

اولاد مین اکثر جسمانی ونفسانی تاثیرات آبائی ہوتی ہین۔ مگر کبھی کبھی نہین بھی ہوتین۔ ملکداری اور ریاست کے امور سترگ کی انجام دہی کے واسطے جابجا بادشاہ تک بدل جاتے ہین۔ وزیرون کو کون پوچھتا ہی۔

اس موقع پر یہہ نکتہ یہ بھی گوش گذار کرنا ضرور ہی۔ کہ جو کچھہ کرنا اپنی بہروسے پر کرنا۔ قدیم فریق پیرانہ سالی اور بوڑھاپے کے مارے سست تدبیر ہورہا ہی سوچتا بہت ہی۔ کر کچھہ نہین سکتا۔ ڈاک کے گھوڑے۔ کرکری تلوارین۔ سردیا ہے پڑاتے کام نہین دے سکتے۔

دنیا مین ریاست کے انتظام کے واسطے نوکر چاکر ہوتے ہین۔ مگر تہوڑے عرصے سے ریاست نوکری چاکری کے واسطے ہو گئی ہے۔ دوچار چلتے پرزون کی بدولت۔ اونہین کے ہیر بدل سے مہلت نہین ملتی۔ احکام کی خوبی وبدی۔ ریاست کی بہبود وفلاح پر کیونکر نظر ہوسکتی ہی۔ انقلاب مین نفع ذاتی وصفاتی حاصل کرنے والے آئے دن ریاست کا تختۂ انتظامی اُلٹا کرتے ہین۔ اُنکو دوزخ جنت سے کام نہین۔ اپنی حلوے مانڈے سے مطلب ہے۔

دوسرے۔ چونکہ تم وزیر کے بیٹے ہو۔ کسی ایسے ویسے مقام پر نہ بیٹھ جانا۔ جب بادشاہ اشارہ کریں کسی اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

تیسرے۔ اگر کوئی بات بادشاہ پوچھیں تو نہایت نرم اور میٹھی باتیں کرنا۔

اب سنیے حضرت داخل دربار ہوکر کیونکر نصائح آبائی و تعلیمات پدری کو صرف کرتے ہیں۔ کہ پہلے جاتے کے ساتھ ہی باواز بلند پکارے "وہ بڑے کھوجنیا تھکا (تجھے) سلام اور چھوٹے کھوجنیا تو ہوگا (تجھے بھی) سلام۔

بیٹھنے کا اشارہ پاکر آپ لگے بلند مقام ڈھونڈھنے۔ آخر ایک گوشے میں سامان روشنی کے واسطے ڈیوٹ کی قطع کی چیز رکھی ہوئی تھی۔ آپ اوچک کر اُس پر بیٹھ گئے۔ بادشاہ نے محض اپنے لائق وزیر کی قدر افزائی کے خیال سے مزاج پوچھا۔ جواب ملا۔ "روئی ریشم۔ سمور۔ قاقم"

دریافت کیا کیا مشغلہ رہتا ہے۔ ارشاد ہوا "یہی لڈو پیڑا۔ برفی"

اب تو بادشاہ سے نہ رہا گیا۔ حکم دیا۔ اس مردود مجنون کو نکال دو دربار سے۔

گھر پہونچکر والد بزرگوار نے پوچھا کہو کیسی گذری تو آپ فرماتے ہیں۔ اجی بس جائیے ابا۔ آپ نے کس دیوانے کے پاس مجھے بھیجا تھا۔ جو جو آپ نے سکھایا سب کمال احتیاط سے عمل کیا۔ مگر بادشاہ ہیں کہ کسی طرح خوش ہی نہیں ہوتے پہلے تو ہمنے دونوں کو سلام کیا۔ آپ نے خواجہ کہا تھا ہمنے مارے محبت کے "کھوجنیا" کہا۔ بیٹھنے کو کوئی اونچی جگہ تھی نہیں۔ ایک چوکی بچھی تھی۔ اوسپر بادشاہ خود بیٹھے تھے۔ زیادہ گنجائش نہ تھی۔ آخرکار بعد تلاش ایک کونے میں دیوٹ سب سے بلند رکھی تھی میں اوسپر اوچک گیا۔

کے واسطے منتر ہی تو یہی - اور خزانۂ ترقی کے لیے کلید ہی تو یہی یعنے جب غور کر لیا کہ یہ امر ہماری ذات وصفات کی واسطے مفید ہی - اور اسکو تکمیل تک پہونچانا ضروری - تو پہر ہر وقت ہر لحہ - ہر جگہ اوسکا خیال رکھنا فرض ہے - اسی کا نام دُھن ہی - جب تک اسمین پکے نہو گے ہرگز ہرگز مقصود حاصل نہوگا تمہارے وزیر کو بہبود و ترقی ملک کی بہت سی دہنین تہین جنمین وہ سوتے جاگتے ہر ساعت مستغرق رہتے تہے - تم جانو دنیا مین بجز ایک کے نقصان کے دوسرے کا فائدہ نہین ہوتا - پس وہ فکرین ہی اسی طرح کی تہین کہ جہان تمکو اور تمہارے ملک کو فائدہ پہونچاتین وہان دوسرونکا نقصان بہی کرتین - بس اب اون حضرات نے موقع اور گہات پاکر ایسے ایسے رخنے اور جھگڑے بکہیڑے شروع کر دیے کہ تمکو ریاست ملنے پر دُہن نہ بندہنے پائے - گو تم کم سن تہے مگر نہ ایسے کہ اپنے وزیر کی تدابیر و مساعی وابسی برار کی خبر نہ سنتے ہو - اوس کو مرتے مرتے بہی دہن رہی - اب انصاف کرو - اوسکے بعد پہر بہی کبہی سکا چرچا ہوا - ملک وہی - والی ملک وہی - برار وہی - سرکار وہی - مگر افسوس انگریزی مثل دد کوشش کرد کوشش کرو - اور پہر کوشش کرو " پر عمل کرنیوالا نہین - ممکن ہی تمہارے دلپر ایسا اثر ڈالا گیا ہو - کہ وابسی برار کا جملہ سنکر رونگٹے کہڑے ہوتے ہون - یا طبیعت وحشت کی لیتی ہو - مگر سمجہ لو اگر تم کچہ کہو گے تو ایسے ہی مہمات سر کرنے سے ورنہ کٹھ پتلیون کا ناچ تو عالم مین ہوا ہی کرتا ہی -

ایک اور بات اخیر مین کہتا ہون - کہ غور کا مقام ہی خدا کو عوام اور بعض خواص خدا کیون مانگتے ہین - صرف یہی وجہ ہی کہ اپنی ذات کسی قدر محتاج ر

گھوڑ دوڑ۔ تفریح امرا و رؤسا کے واسطے مردانہ کھیل ہی۔ مگر وہی جو بوقت فرصت
ہم نے یہ بھی سُنا ہی کہ بعض بعض لوگ عہدونکی سوداگری کرتے ہین۔ اور غالباً
یہی وجہ اور بھی باربار انتظام بدلنے کی ہوگی۔ خیر سر دست اور کچھ نہین۔
اس تجارت پر محصول جنگی تو تم ہی قائم کردو۔

اور بھی چند مضامین دوسرے قابل تحریر ہین۔ انشاءاللہ
دوسرے خط مین لکھے جائینگے۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

ڈیر۔ مین اپنے پہلے خط مین تم کو لکھہ چکا ہون۔ کہ تمکو اپنے ہی دل سے
استخارہ کرنا چاہیے۔ اوس سے یہ نہ خیال کرو کہ کوئی شخص مشورے کے لائق
تمہاری قلمرو مین باقی نہین رہا۔ نہین۔ ہین۔ اور متعدد ہین۔ مگر اون کو
پہچاننا۔ اور اونکی مناسبت طبیعت کی لحاظ سے راے لینا اور اوس راے
کو میزان عقل مین تولنا تمہارا کام ہی۔ دیکھو تمہارے وزیر مرحوم نے کیسے
کیسے متضاد صفات کے حضرات مختلف اقطاع ہندوستان سے جمع کیے تھے۔
مگر ہر ایک سے کام وہی لیتا تھا جس مین اوسکو لیاقت ہوتی تہی۔ یہ سمجھ لو
جسقدر تیز جیت چالاک گھوڑا ہوگا۔ اوسیقدر سوار کو اور بھی ہوشیار بیٹھنا ہوگا۔
مین تمکو ایک لٹکا فقیرون کا بتاتا ہون۔ گو یہ آسانی اور مفت میسر آنے
کی وجہ سے تم قدر نہ کرو۔ مگر سمجھ لو کہ کشود کار۔ سرانجام مہمات۔ حصول مقصد

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۹

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ مین نے جو آپ کے نام خطون کی بہرمار شروع کر دی ہی۔ اوس سے مقصود یہ ہے کہ کچھہ دنون یاد کیجیے۔ جسقدر کم توجہی کی شکایت تہی غالبًا وہ رفع ہو گئی ہوگی۔ اور کچھہ کچھہ آنکھین کہلی ہونگی۔ کہ ابتک مین نے کیا کیا۔ اور کیا کرنے کو باقی ہی۔ لیکن مشکلات و معاملات موجودہ کا جم غفیر ایسا مضطرب الحال بنائے ہی کہ آپکو مشکل سے آگے پیچھے نظر پہیر دیتا ہی۔ خیر یہ تو امور اتفاقی ہین۔ چارہ ہی کیا ہی۔ اگر اتنا ہی خیال ہی جتنا میرے خیال مین ہی وہی بہت ہی ع

عمرت دراز باد کہ اینہم غنیمت ست

آدمی کی تلاش عالمگیر اور سعادت علیخان کو عمر بہر رہی۔ اور ہمیشہ پہیلیان بجہایا کیے۔ کہ وہ کیا ہی۔ کہ بہت ہے اور پہر نہین۔ یعنے انسان۔ مگر خدا کی عنایت سے کوئی نہ ملا۔ اس سے یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ اوسوقت کوئی بھی انسان نہ تہا۔ بلکہ بات یہ تہی کہ اونکی طبیعت اور مزاج کے موافق کوئی نہ مل سکا۔ اسپر کوئی کام اونکا رُک رہا نہ انتظام ملتوی۔ ایک نے سلطنت کی شاخین۔ انتظام کی سختیان اُوہر تک پہونچا دین۔ دوسرے نے ایک جدید ریاست کی بنا ایسی قائم کی کہ سلطنت کی حالت نصیب ہوئی۔ پس اسی طرح کام چلانے کے واسطے تم بہی رُکے نہ رہو۔ کسی نہ کسی طرح جہگڑا

اور کسی قدر مجبور پاتے ہین۔ اور اوس سے نتیجہ یہ نکالتے ہین کہ جب ہمارے
اختیارات محدود ہین تو ضرور ہی کوئی ذات ایسی ہو جو بہمہ وجوہ مکمل اختیارات
رکہتی ہو۔ بس وہی ذات خدا ہی۔ غرض یہ کہ جو کچہ ہین یہی لوگ حضرت اختیار
صاحب ہین۔ جو لوگ اسکی قدر کرتے ہین وہ حتی الوسع اپنی ہی اختیارات
وسیع رکہا کرتے ہین۔ تمہاری طبیعت نے بہی دانستہ یا نادانستہ تمکو اسی وادی
پر پہونچایا ہی۔ اب تم کو لازم ہی اپنے ہی اختیارات کا میدان گہوڑ دوڑ کے
چکر سے زیادہ وسیع بنائے رکہو۔ اور کسی دوسرے کو عام اس سے وزیر ہو
یا وزیر کا بہائی۔ عزیز ہو یا قریب۔ کسی کو نہ دو۔ میری صلاح تو یہا ٹہیک ہی۔
اگر ملک غارت بہی کرو تو اپنے اختیار سے اور خزانہ لُٹا دو تو اپنے اختیار سے۔
کسی بہا دے کو نوکر رکہو اپنے اختیار سے۔ غرضکہ جو کچہ جا بجا کرو اپنے اختیار سے۔
ایک بات اور چلتے چلاتے سن لو کہ مالی انتظام تو خیر جیسا ہی۔ ویسا ہی۔
مگر اہل سیف کی جانب بہی تمکو توجہ چاہیے۔ پُرانے اور قدیم طریقے نے تمہارے
خزانے کو سپاہیون کی جیب مین ڈالا۔ نہ تمہارے صندوقون مین رکہا۔ بلکہ
اکثر جمعدارون کے پیٹ کی لپیٹ مین اولجہایا۔ اسکا انتظام بلطائف الحیل
نہایت سہولیت سے کرنا چاہیے۔ کیا وجہ کہ ؎

درشتی و نرمی بہم در بہ است
چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است

اور بہی چند امور باقی ہین۔ اگر فرصت ہوئی تیسرے خط مین گوش گزار
کیے جائین گے۔

وہ رزیڈنٹ کا جانا آنا - وہ مراسلہ لانا - وہ تخلیے مین ہی سرگوشیان - وہ
اخفا مین اہتمام - جو کچہہ ظاہر کرتا ہی اس بوڑھے خرانٹ پر آئینہ ہی - ہان
(سر ہلا کر) اچھا تو ہی - تمہاری خاطر کسکو منظور نہین - خصوص جب تم ناراض
بہی نہ کرو - امور ناگوار زبان تک نہ لاؤ - مشرق کے جانیوالے کو سمجہہ لینا
چاہیے اگر برابر چلا ہی جائیگا تو ایک دن مغرب مین آنکلیگا -

"اگر در خانہ کس ست یک حرف بس ست"

تمہارے مدار المہام کے چھوٹے بہائی گھوڑ دوڑ مین (جو تمہارا خاص مشغلہ ہی) اپنے
گھوڑے پر سوار ہوئے - اور خود بازی جیتے - اونکو اور تمکو مبارک - اگر حیدر آباد
کی مدار المہامی مین صرف شہسواری درکار ہوتی تو پہر کیا تہا - ترقی و تنزل
مدارج کے واسطے حاکم کی توجہ یا کم توجہی کے ساتہہ امور اتفاقی لازمی ہین -
پس یہ بہی اونہین امور اتفاقی سے ہی -

مجھکو تو تم جانو ہندوستانی نہ دکنی - پارسی نہ مدراسی - انگریزی نہ ارمنی -
مین تو باشندۂ دنیا ہون - میری نظر وسیع مین سب یکسان - پس میری صلاح
و مشورت مین کسی کی جنبہ داری کو دخل نہین ہو سکتا - فی الحال ہندوستانیون
دکنیون کا جھگڑا ہاؤ او تار ریاست کو ہنڈولا بنائے ہی - تم کو لازم ہی سب مین
اپنا مطلب مقدم رکھو - نہ وہ افراط کہ ادہر سے کوئی بہی بال کترا فبر ہووے -
جہاڑن کا کوٹ پتلون پہن - کہڑے گہاٹ نیچری بن - سید صاحب پیالہ پی
جوتی کے چادر گہاٹ جا او ترا - اور آنکہہ بند کر تمہارے یہان سے تنخواہ - عمدہ
جگہہ - کام سب بگٹٹ چلا آتا ہی - بلکہ اسٹیشن پر ریل سے قدم نیچے رکہا نہین

چلا جائے۔ چلتی کا نام گاڑی ہی۔

سعادت علی خان کوئی نائب نہ مقرر کرتا تہا۔ اگر لوگ پوچہتے یہی جواب دیتا۔ کہ وہ ریاست ہی ایسی کیا ہی جسکے واسطے نائب کی حاجت ہو۔ مین دیکہتا ہون تمہارے ہان معاملہ بالعکس ہی ریاست اور اوسکی آمدنی سے شائد محض اسوجہہ سے ترقی نہین کی جاتی کہ وہ نیابت ہی کیا ہی جسکے واسطے ریاست بڑہائی جاے۔ خیر اسمین اور دیگر امور مین کلیہ یاد رکہو۔ کہ وزارت ریاست کیواسطے ہی۔ نہ ریاست وزارت کے لیے۔

عاشق و معشوق کے خطوط کیسی احتیاط سے کیون نہ بند ہون ضرور تاڑ لیے جاتے ہین۔ وہ اونکا وزن۔ وہ چارون طرف سے نئی نویلی دولہن کی طرح سمٹا سمٹایا۔ ٹہسا ٹہس بند ہونا۔ وہ گوند کی چار چار تہین۔ وہ سیکڑون تختے کاغذ۔ اور لمبے چوڑے مضامین۔ ارمانون۔ آرزؤن۔ حسرتون کے جم غفیر سے چست اور تنگ لفافے کے گوشے سطح معشوق نوخیز کے سینہ و بازو کی طرح اوبہرے اور بہرے بہرے۔ وہ اعلی درجے کا کاغذ وہ انتہا کی خوش خطی۔ وہ خوشبوؤن مین بسا ہونا۔ وہ بند کرنے کی جگہہ پر اکثر پان کی ہلکی سرخی۔ وہ اسم بر خاتمہ۔ وہ دوسرون پر طلاق۔ یہ سب محبت الفت شکوہ و شکایت۔ راز بتاتے۔ لب در پان خوردہ کی شیرینی ظاہر کرتے ہین۔ مشاق اور نظر باز ع

خط کا مضمون تاڑ لیتے ہین لفافہ دیکہکر

بس ہندوستانی رئیسون کے ساتہہ گورنمنٹ انگریزی کی مراسلہ بازی۔

تاے و نوش ۔ مستی کا جوش و خروش ۔ کیا مزا دیگا ۔ جب ہم پڑے پڑے مسہری پر بالسم کہیا ۔ اور مرکیوری کے مرکبات کے محتاج نیم کا ٹیرا بلا رہے ہین ۔ تاج پر زر ۔ لباس مکلف کیا اوس چہرے پر بہلا معلوم ہوگا جسکو فساد خون نے تہیج سے اس طرح بگاڑا جیسے گلفام اور بے نظیر کو اندر سبہا اور مثنوی میر حسن کے مصورون نے ان امور کا اثر اعصاب پر اور اعصاب کا اثر دماغ اور جسم لطیف (حواس خمسہ ارادہ وغیرہ) کے افعال پر جو کچھ پڑتا ہی طب و حکمت گواہ ہین ۔ واجد علی شاہ باوجود لحیم و شحیم ہونے کے انتزاع سلطنت کی خبر سنکر رونے لگے ۔ اسکی وجہ علی نقی خان اور لارڈ ڈلہوزی سے پوچھو ۔

شائد تم فساد خون مین شہزادہ بسمارک کی مثال پیش کرو ۔ مگر اتنا بہی سمجھ لوکہ یورپین طرز تعلیم ۔ وخیالات ۔ وسعت معلومات اور کندی جذبات انسانی وہان کیسی ہی ۔ اوسپر بہی دیکھہ لو فساد خون کو افساد عالم اسباب مین کسقدر دخل ہی ۔ جو بات اوسکے دماغ سے نکلتی ہی دنیا مین فتنہ وہنگامہ پیدا کرتی ہی ۔

اب مین تمکو رخصت کرتا اور سید بلگرامی کو سونپتا ہون ۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۲

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا ۔ غالبًا ۔ اس غیر مانوس دعا پر تم مسکراؤ ۔ اور دل مین

کہ تنخواہ بیش قرار نے نذر دکھائی - عہدے نے سلامی اوتاری - اور ترقی

کی چوکڑی پر یہ جا وہ جا -

اور نہ یہ مناسب و مصلحت ہی کہ ڈھونڈہ ڈھونڈہ ہندوستانی نکالی

جائین - ایک آغا صاحب ولایت سے ہندوستان تشریف لائے - ایک

دوست نے پھلیندے کھلائے - ہندوستان کا یہ میوہ آپ کو بہت لذیذ معلوم ہوا

پوچھا کہان پیدا ہوتا ہی - اَم کو آنجا لے چلے تو بر اُمہر بانی ہو - دوست صاحب

نے ایک پھلیندے کے درخت کے نیچے جاکر دکھا دیا کہ لو یہان ٹوٹے ہوئے

سیاہ سیاہ یہ بہت سے پڑے ہوئے ہین - جتنے کہائے جائین کہاؤ - آغا صاحب

لگے ذوق شوق سے کہانے - اتفاق پھلیندون کے ساتھ مین کئی بھونرے

بہی مرے پڑے تھے - آپ ایک آدھ وہ بھی چکھ گئے - وہ جب دانت کے نیچے

پہونچا کر کراہٹ معلوم ہوئی - آغا صاحب فرماتے کیا ہین "تم چاہی چر کرے

چاہے مر کرے کالا کالا ہم ایک نہین چھوڑے گا - بس کچھ ضرور نہین

ہندوستانی ہندوستانی ایک نہ چھوڑے - ہان افراط تفریط ہر شخص

کے نزدیک معیوب ہی -

خیر یہ تو ہو چکا - ایک ضروری اور اہم ضروری بات لکھکر مین یہ

خط ختم کرتا - اور کسی دوسری طرف رُخ کرتا ہون -

سنو مثل مشہور ہے جی ہی تو جہان ہی - اگر اپنی طبیعت درست مزاج

صحیح ہے - تو ریاست سلطنت عیش عشرت - شراب کباب - سیر تماشے

سب کا لطف ہی - بھلا معشوقان پری تمثال - ومہو شان خوشخصال

اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور آہ   معلوم ہوگیا ہمین لیل و نہار سے
بڑے سے بڑے درخت - اور چھوٹی سی چھوٹی گھاس - ہوا کے جھوکون یا گرد و غبار کے ہاتھون - صدمہ اوٹھاتے یا تکلیف سہتی ہین - مستحکم مکانات کی چھتین - اور سڑے پھوس کی جھوپڑیان - یکسان ٹپک نکلتی ہین - رفیع مہیب عظیم الشان پہاڑ جنکی چوٹیان آسمان سے سرگوشی کرتی ہین - آتشی مادون کی بے اعتدالی سے سینہ چاک ہوجاتے ہین - پس اگر معاملات کا اولجھاؤ تمہاری خاطر نازک پر بار تکدر ڈالے تو چندان متردد و متفکر نہونا چاہیے ؎

نرنج و راحت گیتی مرنجان دل مشو خرم   کہ آئین جہان گاہی چنان گاہی چنین باشد

تمہاری کارروائی نسبت عقد سید صدیق حسن شخصی اور پولیٹکل لحاظ سے قابل ملامت ہو یا لائق عفو - مگر سر دست اوس سے بحث کرنا بے موقع ہی مضی مامضیٰ - ہان جو کچھہ بعد عزل سید صدیق حسن تم نے کیا ہی اوسکو مین ہرگز قابل اعتراض نہین پاتا - حاکمانہ اور معشوقانہ اداؤن مین ابہام اجمال و راخفا کے ذریعے سے ایسے ایسے مہمات سرانجام پاتے ہین کہ جنکا طی ہونا دوسری طرح سے ممکن ہی نہین - پس سر لیپل گریفن اور سید صدیق حسن کے ساتھہ جو کچھہ برتاؤ ابتک ہی ہر طرح لائق پسند ہی - دنیا مین پالیسی اسی کا نام ہے - اول تو آجکل اسی کی فصل ہی - دوسرے یہ طریقہ تمہاری جنس کے موافق مزاج و سرشت بھی ہی - عملدرآمد مین بہت کچھہ تکلف بھی نکرنا پڑے گا -

تمہارے کلکتے جانے کی خبر پر سب لوگ کان کھڑے کئے ہوئے ہین -

سو جو اقبال ہا کا بدل بھوپالہا کیسا- سو اسکی وجہ یہ ہی کہ سلامتی سی تمہاری ذات مستجمع صفات مین خداوند تعالیٰ نے تمام خوبیان جو آجکل اقبالمندی کی واسطے لازمی ہین بدرجۂ اتم کوٹ کوٹ- اور ٹھونس ٹھونس کر بھری ہین تمہارے حق مین ایسی دعا تحصیل لاحاصل ہی- رہی بھوپال کی تخصیص وہ خمیر زمانہ دیکھتی ہی- اسمین بُرا ماننے کی بات نہین- خدانخواستہ کوئی بدشگونی ہی نہ بدفالی- صرف اچھا طاز مانے کا رجحان یاد دلادینا ہی-

مین اب تو خدا جانے کس عالم مین ہون- مگر کوئی زمانہ تہا کہ شجیع اور بہادرون ہی کے گروہ مین مدت تک رہا- قوت فعالہ و منفعلہ- موجبہ سالبہ- اکٹو پیسیو- پازیٹو نگیٹو کی ماہیت آدم حوا کی خلقت- جنس مذکر و مؤنث کی منزلت سے از روے فلسفہ و منطق- و مذہب- و قواعد زبان بخوبی آگاہ- اور ایک دوسرے کے مرتبے والتزام- میلان طبعی- و خواہشات نفسانی سے بہمہ وجوہ واقف- زمانہ نزاکت محسوسات- و ضلالت استعداد- ضعف عقل و قوت جذبات کو اچھی طرح جانتا- اور مردانہ شجاعت اور خاطرداری کماحقہ پہچانتا ہون- پس جو کچھ مشورہ دونگا سب امور ملحوظ رکھکر- تمام باریکیان سمجھکر-

خدا کی عنایت اور تمہاری اور تمہارے بزرگون کی لیاقت سی تمہاری ریاست اپنی طاقت اعلیٰ سے اچھا برتاؤ رکھا کی ہی- تمنے بھی شخصی اور ذاتی طور سے کچھ ہی کیا- مگر بحیثیت ایک رئیسہ اور حاکمہ کے وہ کیا جو بڑے بڑے مردون سے نہو سکا- مین تم کو تہ دل سے سراہتا- اور دست اشراقی سے تمہاری پیٹھ ٹھونکتا ہون- مگر تم جانو-

جابر۔متعصب۔شوہر کی اطاعت مین۔حق رسانی۔رعایا نوازی۔معدلت مذہبی آزادی ندارد۔

سردست اسقدر پر خوض کرو۔آیندہ اور ضروری امور مین مشورہ دیا جائیگا۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۳

بنام بیگم بہوپال

دام بہوپالہا۔پہلے خط مین مین تمکو چند ابتدائی امور سمجہا اور سُنا چکا ہون کچہ مضامین باقی رہ گئے تھے۔جب تک وہ بہی گوش گزار نہ کرلون مجھے چین نہ تمہین تسکین کی امید ہوسکتی ہی۔

جو کچہ ویسراے کی ملاقات کی نسبت میری راے تہی غالبًا اوسکا حال بخوبی ظاہر ہوگیا ہوگا۔اب تم اندازہ کرسکتی ہوگی کہ دیگر معاملات مین بہی میرے خیالات صحت و واقفیت سے کسقدر نزدیک ہوا کرتے ہین۔

دنیا مین کم و بیش ہر جگہ اور ہر زمانے مین یہ دستور ہی کہ جس چیز کے ملنے کی جسقدر امید قوی ہوتی ہی اوسیقدر اوسکے حصول مین سعی کرنے کو ہمت زیادہ ہوا کرتی ہی۔مگر ساتہہ ہی اوسکے قرائن وہواس ظاہری کی غلطی بعض اوقات ایسے مغالطے پیدا کردیتی ہی کہ محال ممکن اور ممکن محال نظر آنے لگتا ہی۔ عرب کی وسیع کف دست میدان بالو کے سمندر یعنی ریگستان مین جہان منزلون بجز خاک کے پانی کا نام و نشان تک نہین وہ صاف شفاف افق وہ

نازک حالتون مین حکام اعلیٰ سے مل لینا مضطرب اور منتشر دل کو بہت کچھ
تسکین دیتا ہی۔ مگر تمکو لارڈ ڈفرن کی طبیعت اور مزاج پر پہلے غور کرلینا چاہئے
کہ ایسے ملنے والون سے وہ کیونکر ملتے۔ اور اونکے ساتھ کس طرح پیش آتے ہین
تم جانو گھاٹ گھاٹ کا پانی پیے ہوئے۔ بیس بسوے تو وہ نوبت ہی اسکی
نہین آنے دیتے۔ کہ کوئی اونسے ملکر اپنی غرض ظاہر کرے۔ اور اگر شرماشرمی مڈبھیڑ
ہوگئی تو ابل غرض ٹپے گاتے۔ یہ شعر پڑھتے بیرنگ واپس آتے ہین۔ ؎
بدقت میتوان فہمید معنیہاے نازِ او کہ شرح حکمۃ العین ست مژگانِ درازِ او
مدت سی میرا یہ قول مشہور کہ اقبال اس وجہ سے بطی السیر اور ادبار سریع السیر ہے
کہ اوسمین اسفل سے اعلیٰ کی جانب صعود۔ اور اسمین اعلی سے اسفل کی جانب
نزول ہوتا ہی۔ اگر تمہارے شخصی شوہر کے اتنے دنون کی قسمت ایک سنفس کی
گردش چشم کے ساتھ اوس سے پھر گئی تو کوئی تعجب نہین۔ گو مین جانتا ہون یہ
معاملہ تمہارا بخوبی سمجھا بوجھا ہی۔ مگر احتیاطاً گوش گذار کرتا ہون کہ بندہ بشر ہو۔
کہنے سننے سے دیوارین ٹل جاتی ہین۔ ایسی کوئی حرکت نہ کرنا کہ ریاست
اور مستحقین ریاست کو صدمہ پہونچ جائے۔ یہ سمجھہ لو سید صدیق حسن تمہارے صرف
شرعی شوہر ہین۔ نہ ریاست بھوپال کے پولیٹکل شوہر شخصی طور سے جو چاہو کرو۔
مگر پولیٹکل امور مین پالیسی ہی برتو۔ گرتے کو اوٹھانا۔ ڈوبتے کو سنبھالنا انسانی
ہمدردی اور جرأت کا کام ہی۔ مگر دو مختلف الاصول حرکات گو نیکی ہی کے
کیون نہون۔ ہمیشہ موجب فساد ہوتے ہین۔ مثلاً۔ انصاف اور رحم۔ انصاف
اگر ہے رحم دلی کجا۔ رحمدلی ہے۔ تو انصاف کدھر۔ اسی طرح۔ خود غرض

نپولین کا یہ مقدر صحیح ہی۔ کہ دنیا مین کوئی کام محال نہین۔ مگر یہ بھی صحیح ہی
کہ کوئی امر یقینی نہین۔ یونانیون کی ایک مثل ہی کہ جام شراب و درلب کے
مابین بہت سی کھنڈتین ہین۔ جو بات اچھی یا بُری رضامندی یا خوشی
سے کسی قوم پر عرصے تک مُسلط رہتی ہی وہ قوم اوسکی عادی ہوجاتی ہی۔
العادت کالطبیعۃ الثانیہ مشہور ہی۔ بس اسی وجہ سے ہندوستان مین
عموماً گھر کی مرغی دال برابر رہتی ہی اور غیر کی ہراوا بدل مرغوب ہوتی ہے۔
مدار المہامی کے عہدے پر کسی انگریز کا تقرر توکونہ موکو جولے مین جھوکوکے
مطابق ہی۔ حیدرآباد کے عہدۂ چیف جسٹس کے واسطے اگر یورپین کی پکار ہی
تو لائق عہدہ دارون کا اپنے اپنے عہدے پر شاکر رہنا۔ نالائق مدار المہام
مین مردم شناسی کا نہونا۔ نوجوان رئیس کا اِبتلا ہونا موجب ہی۔ تمتو خدا کی
عنایت سے باران دیدہ سرد و گرم چشیدہ ہو۔ بخوبی تمام تمیز کرسکتی ہو کہ
معمولی لیاقت کا ہندوستانی (جسکا ملنا آجکل کی ترقی تعلیم اور سرکاری
ملازمت کے تجربہ کے بدولت کوئی دشوار امر نہین ہی) جو ہندوستانیون کے
طرز خیالات عادات اطوار ضروریات حاجات طبعی سی واقف۔ جذبات
و تعصبات سے بہمہ وجوہ ماہر ہی۔ کسی غیر ملک کے لائق سی لائق باشندے
سے بدرجہا بہتر اور بکار آمد ہو سکتا ہی۔
یہ بھی بخوبی ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ نکلے دانت اندر نہین جاتے اگر کوئی
زبردستی مسوڑھے دبا کر پھر اونسے وہی کام لیا چاہے جو پہلے دیتے تھے
تو اوسکو نوک دار جڑون کی خلش زبان کی ذرا ذرا سی ٹھیس پر

تڑاقے کی دہوپ وہ جلتی ریگ وہ آتشبار سموم وہ جلنا بھنتا آفتاب مسافر
بیچارہ تشنہ لب ہونٹون پر پٹریان جمی ہوئین۔ حلق مین کانٹے پڑے ہوے
پانی کی تلاش مین آنکھین پہاڑ پہاڑ چارون طرف دیکھ رہا ہی۔ کہ دور سے
ایک بڑی لمبی چوڑی جہیل صاف شفاف نتہرے ہوے موتی سی پانی سے
لبالب نظر آتی ہی۔ وہ پانی کی آب وتاب وہ کنارے کے درختون کا دوہرا
سایہ اور عکس۔ آنکھون مین تراوٹ۔ دل مین ڈہارس۔ پیدا کرتا ہی۔ اور
وہ بے اختیار ہوکر اوس طرف لپکتا ہی۔ مگر وائے نادانی وہان پہونچکر معلوم
ہوتا ہی کہ سراب ہی۔ بجھے دل۔ ٹوٹی ہمت۔ اور مایوس خاطر سے آہستہ
آہستہ۔ آگے قدم بڑہاتا اور تضیع اوقات ومحنت پر متاسف۔ اور غلطی
پر خجل ہوتا ہے۔

پس ہر کوشش اور سعی کے پہلے عقل وعلم صحیح کی میزان مین ہر امر تول
لینا چاہیے۔ کہ آیا یہ بیل منڈہے چڑہے گی یا نہین۔ دنیا کے معاملات مختلف
طور سے مختلف مقدار توجہ کے محتاج ہوا کرتے ہین۔ ممکن ہی کہ ایک ندلاوبالی
اپنا اہم سے اہم کام۔
نالہ کرتا ہون اثر ہو کہ نہو ڈر کیا ہے　　　　وہ مثل ہی کہ لگا تیر نہین تکا ہی
پر عمل کرکے اول جلول طور سے آنکھ بند کرکے انجام دینے کی کوشش کرے
اگر والیان ملک اور رئیسان عظام ایسی اندھا دہند کارروائی سے
کبھی نفع نہین اوٹھا سکتے۔
پس جس کوشش مین تم ہو جس فکر مین ہو پہلے سوچ لو۔ یہ کام ہونیوالا ہی یا نہین

جلتا تہا۔ اور اب اونکا نام ونشان تک باقی نہین۔ اونکی جگہ خدا جانی کس کس وسادر کا ریزہ۔ کس کس جنگل کا بہالو۔ کس کس ملک کا جانگلو۔ کس کس اقلیم کا انسان آکر حاکم بنا۔ دہان ایک ویسرائے جو صرف پانچ سال کو آتا ہی کس شمار قطار مین ہی۔ پس کون شخص یقینی طور سے کہہ سکتا ہی کہ کبہی کسی زمان و مکان مین اس زمانہ دیدہ سرد و گرم چشیدہ بوڑہے کے۔ یہ دو جملے محض بیکار اور بیفائدہ ہونگے۔ اب رہی یہ اسوقت بالفعل۔ در نیولا۔ ضرورت اظہار خیالات اوسکی یہ صورت ہی کہ مین کار امروز بفردا انگذار پر عمل کرنے والا۔ جو بحث جس زمانے مین پیش ہوتا ہی اوسکی نسبت اوسی وقت کارروائی کرنیوالا ہون۔ جو کچہ کہنا ہے کہے دیتا ہون۔ اپنی وقت پر جاکر اثر پیدا ہوتا رہیگا اور مین اپنے اوسوقت کے مباحث مین مشغول رہونگا۔

طلب الکل فوت الکل مشہور ہی۔ جو سبکو خوش کیا چاہتا ہی وہ کسی کو نہین خوش کرسکتا۔ مگر تمکو اپنی ظاہری کامیابیون پر خوش ہونا چاہیے کہ جنسے تمکو مطلب ظاہری تہا جنکی خوشی وناخوشی تمہاری ظاہری حالت پر ایک قسم کا اثر پیدا کرسکتی تہی اون سب کو اپنی اپنی باری سے خوش رکہا مگر یہ سمجہ لو۔ ایمان وانصاف۔ کانشنس۔ ذری بیڈہب ہین۔ جمہور رعا کا دل کارروائیون کا فوٹو ہی۔ اگر وہان کا حاکم خوش۔ اور یہ دل دعاگو۔ اور ایسا فوٹو خوبصورت ہی۔ توالبتہ موجب فخر ونازش ہی۔ ورنہ مدقوق کے چہرے پر تومرتے دم تک روپ روغن رہتا۔ دماغ مین تادم واپسین قوت باقی رہتی ہی۔ اگر کوئی اس دہوکے مین رہے تو اوسکی نادانی ہے۔ ایک عاشق

روح فرسا درد کا منتظر رہنا چاہیے۔ اگرچہرے کی روہت اور زیبایش کا ایسا ہی خیال ہی تارون سے بند ہوا لو یا کمانی بنوالو۔ گھر بھلائی ہو جائے گی۔ اور باقی اللہ اللہ خیر سلّا (صلاح)

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۴

بنام لارڈ ڈفرن

سن توسہی جہان مین ہی تیرا فسانہ کیا کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

صاحب من۔

جب کسی قسم کی کارروائی کا مصمم ارادہ کرلیا جائے۔ اور کچھ لحاظ نہ رہے کہ ملک کے مناسب حال ہی یا نہین تو ظاہر ہے کہ موقع افہام وتفہیم گنجایش بند وا اندر زاس طرح غائب ہی جیسے برہما سے تیبا یا ہندوستان سی اتفاق۔ مگر دنیا کا کوئی فعل بے نتیجہ نہین رہ سکتا۔ آج نہین کل یہان نہین وہان ضرور بالضرور سہ ضرور کچھ نہ کچھ اثر پیدا کرتا ہی۔ ممکن کیا یقینی سہی کہ تمنے آہ ونالے کی طرف سے کانون مین اونگلیان بڑے زور سے ٹھوس لین حالت خستہ کی طرف سے آنکھ پہیر لی۔ لیکن ع

سدا دور دورا یہ رہتا نہین

دنیا گذشتنی اور گذاشتنی ہے۔ ع۔

بہوش باش کہ عالم رواروی ہی

جہان بڑے بڑے راجے مہاراجے۔ بادشاہ گذر گئے۔ جنکے پیشاب سی چراغ

دہوم دہڑکے اغیرہ وغیرہ کا باب مسدود ہوچکا۔ پہر آخر روپیہ آے تو
کہان سے۔ اور کام چلے تو کیونکر۔ تمہاری فارن پالیسی لوگ کہتے ہین دیسی
نہین جیسی ادہر چند روز سے تمہارے ہم رتبہ حضرات کی تہی۔ تم گہاٹ گہاٹ
کا پانی پیے ہوئے مختلف سلطنتون کے دربارون مین پولیٹکل کشتیان
لڑے ہوئے۔ دیسی ریاستون سے برسر حساب رہا کرتے ہو۔ برہما۔ کشمیر
بہوپال۔ نیپال۔ کی کارروائیان کچہ کرنے والے ہاتہہ اور سوچنے والے دل
اور متفکر دماغ کے پورے چربے ہین۔ حیدرآباد دکن کے معاملات ژولیدہ
سے چشم پوشی عقل دوراندیش کی معابازی کا پتا بتاتی ہے۔ جمہو ہندوستان
کی تحریری اور تقریری رایون پر برہمی کی افواہ اور دیگر انتظامات درست
و درشت کے اشتباہ نے وہ اثر پیدا کر رکہا ہی جو ڈسپاٹک گورنمنٹ ہیبت
و صولت اپنی ہمراہ رکاب لاتی ہی۔ جس طرح اولیات مین کوئی فلسفی و منطقی حجت
واعتراض نہین کر سکتا یعنی دو اور دو کو چار کی جگہہ پانچ یا تین نہین ثابت
کر سکتا۔ یا مثلث کے دو ضلعے لقیہ تیسرے ضلع سے بڑے کے عوض چہوٹے نہین
کہہ سکتا۔ اوسی طرح معاملات کی خلقی دور کو کوئی روک نہین سکتا۔ ممکن ہی
جائز ناجائز کوششون مناسب غیر مناسب تدبیرون سے برائے چندے کسی
نتیجۂ لازمی مین مکث یا دیر واقع ہو۔ مگر مجال کیا کہ بالکل عدم ہو جائے
یا ہمیشہ کے لیے ملتوی رہے۔ پس جو جو خلقی نتائج مہذب اور منصف آزادی
پسند اور فائدہ رسان انگریزی حکومت کے ہین ہندوستان مین ایک
نہ ایک دن ضرور بالضرور ظاہر ہونگے۔ اون کے مخالف تدابیر کرنا

اپنی معشوق کی نادانی اور اپنے چہرے کی بے محل رونق پر کہہ گیا ہے شعر
اُنکے دیکھے سے جو آجاتی ہی رونق منہ پہ ۔ وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی
رعایا کو ممنون ہونا چاہیے کہ مثل دیگر جابرون کے تمنے جبریہ سیاست کی
ٹرین ہانک دی ۔ اور نہ حاکمان بالادست اور محکومان زیردست کو
آئے دن مبتلاے زحمت رکہا ع
قول ہی مشہور بن مٹائے ۔ مطلب کے دو
اگرچہ چند امور زمانے کی خرابی و فساد سے بگڑتے چلے آئے ۔ اور قرض سول انتظام
مین کچہ سین پڑتی چلی آئین جنکا درست کرنا اور جہول نکالنا تمہارے
سر پڑا تو اس مین تم مجبور تھے ۔ یہ اتفاقی بات ہی کہ یہ معاملات اور ایسے
ہاتھون سے ! اتفاقات کا کیا علاج ۔
جو کچہ خدا دکھائے سو ناچار دیکھنا
تمہاری مستعدی اور جودت بیشک اچھی بات ہی مگر وہین تک کہ کسیکو
نقصان نہ پہونچے ۔ اوسکے واسطے چٹکی بجاتے فوج فراہم کرلو ۔ مگر یہ جہٹ پٹ
ٹکس جاری کرنے یا اسی طرح دیگر انتظامات سخت کے لیے ۔ جس ترکیب اور
عنوان سے خرابی کی حالت درست کرنے کی کوشش کی گئی ہی اوسکو
دیکہتے دل سے یہی دعا نکلتی ہی کہ خدا مشکور کرے ۔ کیا وجہ کہ ولایت کے
کپڑے کا محصول بڑھنے سے رہا ۔ نمک کے محصول کا انتظام نمک خوارون
کی آسایش کے لحاظ سے پلٹنے سے رہا ۔ اخراجات مین کانٹ چھانٹ شاید
ممکن ہی نہین ۔ فوج کی ترقی ۔ افغانستان کی پرورش ۔ شہنشاہی

کسی زمانے سے متعلق ہو۔ یہ حضرات دو چار آنون کے عوض آپکی طرف سے
گواہی دینے کو موجود۔ اور اکثر حاکم عدالت کو ان جھوٹی گواہون سے مغالطہ
عظیم واقع ہوا ہی۔

پس بعض اوقات اسی طرح عدالت جمجمہ مین حاکم دماغ بھی حواس خمسہ ظاہرہ
کی جھوٹی شہادت سے دھوکا کھاجاتا ہی۔ جولوگ اس گر سے واقف ہین وہ
نمایشی ترکیبون دھوم دھڑکے کی چاٹ دیگران پانچون گواہون سے اپنے موافق
گواہی دلوا لیتے یا اور کچھ نہین بیانات مین ایسا اختلاف ہی پیدا کرا لیتے ہین کہ
اپنا مطلب حاصل ہوجاتا ہی۔ یقین ہی تم فضول آرایش وزیبایش۔ ناچ۔ دعوت
تھیٹر۔ گھوڑ دوڑ مین ایسے اولجھ جاؤ کہ اس آمد کی علت غائی تھوڑی دیر کو
بھول جاؤ۔ یا جو چوٹ مدت سے تمھارے دل پر ہی اوس مین خفت وکمی گوارا کرو
اور اگر ان سب مہمات کے مقابل مین ثابت قدم بھی رہو تو پردۂ غیض وغضب
تدابیر سے آنکھون پر ایسا ڈالدیا جاے کہ تدابیر معقول اور نا معقول مین تمیز نہ کرسکو۔
تمھارے عادات تمھارے مشاغل۔ تمھارا سن۔ تمھاری گپ چپ۔ یا پاسیو
سنمسمہ مشیر دن سے مجھے ہرگز ہرگز امید نہین کہ تم بدون میری فہمایش
اور نصیحت کے بطور خود حملہ یا ضبط جذبات کرسکو۔ اسیواسطے مین نے آج
یہ زحمت گوارا کی۔ ورنہ تمکو یاد ہوگا کہ ضروری اور اہم امور کے اصول مدت
ہوئی مین تمکو سمجھا چکا ہون۔ ماننا نہ ماننا تمھارا کام ہی۔ حصول مطلب
کے واسطے کوشش معقول ومناسب اور ہمت مستقل شرط ہی۔ نپولین سے
دچھو اوسکے نزدیک کوئی چیز محال نہین۔ پس مین کیونکر فرض کرسکون کہ تمھار

ہمالیہ کی پہاڑیون کو سر کے ٹکر دن سے ہٹانے کی کوشش کرنا۔
دو پنجہ ایسمین خود رانجہ" کرنا ہی۔
مین تمہاری خوش قسمتی پر مبارکباد دیتا ہون کہ تمکو لیڈی صاحبہ وہ
نیک دل اور رحیم مزاج ملی ہین کہ جنکے مثل شاید ہی آجتک ہندوستان
مین کسی اعلیٰ عہدہ دار کی آئی ہون۔
اب مین تم سے رخصت ہوتا اور تم کو ضمیر و ایمان کی روشنی مین معائنہ
اشباہ کی ہدایت کرتا ہون۔

کہلے خطوط اور سربستہ مضامین

نمبر ۱۵

بنام نظام دکن

حضرتنا۔ گورنر جنرل کی آمد آمد نے جب رعایائے دکن کے دل لاکھ روپیہ چٹ
کرنے پر ہمت باندہی۔ ریاست کے چلتے پرزے کیل کانٹے سے لیس ہوے۔
دو ایک سست تدبیر پست ہمت بہی بستر یاس سے اوٹھ بیٹھے۔ شہر مین
ظاہری صفائی۔ فوج مین نمایشی ٹیم ٹام ہوئی رزیڈنسی مین نئی کچہریون کی
ہانڈی چڑہی۔ دیوانی کارروائی کے چہرے پر نقرئی بعت سی ہوشیاری کا پوڈر
لگایا گیا۔ تو بہلا یہ تمہارا بوڑہا۔ خرانٹ خیرخواہ۔ کیونکر نہ سمجھے کہ تم اوسکی صلاح
دوستانہ اور مشورہ مشفقانہ کے آجکل محتاج ہو۔
انگریزی کچہریون کے گرد (اور شاید دیسی عدالتون کے بہی) ایک گروہ
گواہ پیشہ حضرات کا منڈلایا کرتا ہی۔ کہین کا معاملہ ہو۔ کسی جگہ کا مقدمہ ہو۔

اوسپر ناراضی ظاہر کرنا آسان تہا۔ مگر اب تمہارا منصب دہ ہی تمکو یہ امر ہر حال
مین ملحوظ رکہنا چاہیے کہ اعتراضات کے ساتہہ دوسری چلتی ہوئی تدبیرون کا
اور ہوتے ہوے انتظام کا نشان دنیا بہی فرض ہی۔ مگر افسوس اول تو
نازک اور اہم معاملات کی تمکو فرصت ہی کسدن تہی۔ دوسرے سب کام
تن تنہا (دیوان کے ہوتے ہوئے) تم کر بہی نہین سکتے۔ اگر ہر ایک ایسا ہی
ہو تو سعادت علیخان کی طرح سب رئیس بدون نائب دیوان حکومت
کر لیجایا کرین اُسپر طرّہ یہ کہ حضرت دیوان کچہہ بہی نہ نکلے۔ ڈہول کا اندر خول تہا
اعلی درجہ کے مباحث جو بڑے بڑے مُدبّرون کو چکّر مین ڈالے ہوے تہے۔
اب خواب و خیال مین ہی نہین۔ بقول احمد مرحوم ؎ ع

وہ بات کو وہ کن کی گئی کو بکن کے ساتہہ

آپ تمکو اتنا ضرور چاہیے اور بلند پروازیون سے قطع نظر کرکے ریاست
کی ٹوپی سنبہالو۔ زمانہ بُرا ہی۔ وہ تو کہیے بہلے کو دکن مین آرام سے بیٹہے ہو۔
اگر سرحد شمالی کے قرب و جوار مین ہوتے والئی کشمیر کی طرح بو کہلاے ہی
رہا کرتے۔ کونسل آف اسٹیٹ بلاشک اپنے حدود سے باہر قدم رکہتی ہے
اوسکے واسطے دستورالعمل مناسب بننے کی کوشش اور کمال سختی کی ساتہہ اُسکی
تعمیل کی نگرانی تمہارا کام ہی۔ مگر خرابی تو یہ ہی۔ افیون کی پینکی جب مہلت دی۔
بیلی صاحب کا آنا گورنر جنرل کی آمد کا دیباچہ۔ تمہید براعتہ الاستہلال تہا۔
بیلی صاحب بلاشبہہ حیدرآباد کی مٹی سے بنے ہین۔ اونکی کارروائیان ویسی ہی
ٹہس ہوتی ہین جیسے تمہارے دربار کے خطاب ورعہدون کے نام۔

مقاصد ملکی پورے نہون گے۔ مگر ساتھہ ہی اوسکے تمہارے طفلانہ مزاج۔ اور
عیاشانہ عادات سے استقلال ہمت کی جانب سے اندیشہ اور تردد ہی۔
مجھے اس امر سے کمال درجہ حیرت ہی کہ باوجود امتداد زمانہ تم آجتک اعلیٰ تر
رایون پر یہ امر حالی نہ کر سکے کہ تمہارے اور تمہارے والد بزرگوار میر لایق علیخان
اور میر تراب علیخان سر سالار جنگ مرحوم کے امزجہ اور نوعیت معاملات۔
فہم وفراست۔ خبط وحماقت مین آسمان وزمین کا فرق ہی۔ تمکو ثابت کرنا چاہئے
کہ سب وہان پنیری نہین ہوتے۔ نہ سب مریضون کی بدپرہیزی اونکے پلنگ
کے نیچے پڑی ہوئی چیزون سے معلوم ہو سکتی ہی۔
نہ ہر گھینگے والے کا علاج موگری کی ضرب سے ہو سکتا ہی۔
ایک بات ضروری گذارش کردینا اور باقی ہی۔ اگر جامۂ ریاست تمہاری قامت
زیبا کے واسطے قطع نہوا ہوتا تو انتظام موجودہ پر آزادی سے اعتراض کرنا یا

۱؎ ایک طبیب نے اپنے مریض کی بدپرہیزی اوسکے پلنگ کے نیچے نارنگی کے چھلکے پڑے دیکھکر پہچانی
اونکے ایک شاگرد صاحب نے بھی اتفاقاً ایک مریض کے یہان دیکھا پلنگ کے نیچے نمدے کے ٹکڑے پڑے ہین۔ آپنے
زجر و توبیخ شروع کردی کہ تمنے بدپرہیزی کی ہے۔ وہ لاکھ لاکھ کہتا ہے آپ ایک نہین مانتے۔ جب وسنے پوچھا
کہ اچھا کیا بدپرہیزی کی ہے۔ تو فرمانے لگے تمنے نمدا کھالیا۔ ! ۔ !! ۔ ؟

۲؎ ایک طبیب کے پاس ایک شخص اونٹ لایا کہ حضرت تدبیر بتائیے اسکے گلے مین خدا جانے کون عارضہ
ہوگیا ہے کہ بے انتہا ورم کرایا اور دانہ پانی موقوف ہے۔ طبیب نے پوچھا یہ کہان چرتا تھا۔ معلوم ہوا
تربوز کے فالیز مین۔ فوراً اوستے لٹا کر دوچار موگریان مارین تربوز ٹوٹ کر حلق مین اوترگیا
اونٹ اچھا ہوگیا۔
ایک شاگرد صاحب بھی دیکھتے تھے۔ اتفاقاً کسی روز ایک گھنگھے والا شخص ملا۔ آپ نے اوسکو لٹا کر
حلق پر اتنی موگریان مارین کہ وہ مرگیا۔ ! ۔ !! ؛

پیارے کارسپانڈنٹ کا پیارا خط پیارے سالے کے نام

میرے پیارے جورو کی عزیز بھائی خدا تمکو نیک راہ پر چلائے جس مین تمھاری بہن
پژمردہ رہ کر مجھکو پریشان نہ رکھا کرین افسوس تمھاری بیکاری اور اُسپر شادی کی
خواستگاری تمھاری بہن کو تو بڑی خوشی ہی کہ ایک پیاری تربیت یافتہ بھاوج ملیگی مگر بھائی
مین ایک سلیج ملنے کی آرزو مین سالی کو برباد کرنا پسند نہین کرتا۔ تمھارے گلے مین سنت پیغمبر کا
طوق پڑنا نہین چاہتا۔ شاید یہ سبب ہو کہ پان کھانا جو مین نے چھوڑ دیا ہی تو تخت سخت گلوریون کی
تمنا نہین رہی۔ سلیج اور نندوئی کے مزاحون کو بھی مین عیب سمجھتا ہون۔ نہین تو اسی پر خوش
ہوتا کہ کبھی کبھی دو منہ ہنس ہی لینگے۔ آپکی باجی نے کوئی ایسا نتیجہ بھی نہین دکھایا کہ
سلیج اوسکے غور و پرداخت مین ہاتھ بٹائین۔ اور وہ میری خدمت کچھ زیادہ کر سکین
جب یہ کچھ نہین تو مین کیون پسند کرون ہان رہی یہ بات کہ دنیا مین شادی ایک ضروری
فعل ہی خدا کی ودیعت اُس سے بڑھتی ہی۔ مرد کو گھر کے کامون سے چھٹی ملتی ہی کمانے مین جی
لگتا ہی۔ گھر کا بندوبست ٹھیک ہوتا ہی مگر یہ تو تب ہی ہونا چاہیے کہ جب پہلی کا وقت گذرا جاتا ہو
اور دوسرے مین فتور پڑتا ہو۔ ہندوستان ایسے گرم ملک مین پچاس برس کی عمر تک مرد اولاد
سے مایوس نہین ہوتا۔ تم تو ابھی خیر سے بالغ ہونے مین بھی مشتبہ ہو۔ قانون نابالغی تمکو نابالغ
کہتا ہی اور یون بھی پیر نابالغ نہین کہے جاتے۔ ابھی تو تیس ۳۰ برس تک تم خدا کی ودیعت اور
نبی کی امت کو بڑھا سکوگے پھر عجلت کیا ہی رہا انتظام خانہ داری تو وہ آپ کی ہوئی نہین انتظام
کا ہیکا ہو گا ظرف سے پہلے ہمیشہ مظروف کی فکر کرنی چاہیے۔ پھر تم پہلے گھر تو بنا لو گھر والی بھی
ملجائے گی مین تو کبھی ہندوستان کی اس رسم کو پسند نہین کرتا کہ بھوجن ہو یا نہو مگر وہ ہو !!!

سُنتے ہین جب گدہون کی کافی تعداد بن چکی اور بہت سا تخمہ باقی رہا تو ملائکہ نے خداوند تعالی کے حضور مین عرض کیا کہ اسکو کیا کرنا چاہیے۔ حکم ہوا۔ انکو صورت انسانی مین لاکر اور کسی بلند مقام پہ کہڑے ہوکر زمین پر برسا دو۔ چنانچہ چار مینار سے ان حضرات کی بارش ہوئی غالبا اونہین مین سے دو چار تمہاری مصاحبت مین آگئے ہین۔ ورنہ لائق علی خان کی دیوانی ہانڈی اور اتنے دن تک گرم رہے۔ یعنی چہ۔

تمکو یہ بات ہر وقت لمحوظ خاطر رکھنا چاہیے کہ رئیس ریاست کے واسطے بنا ہے نہ عیش و آرام۔ لہو و لعب کی واسطے کسی سے۔ نا چاقی۔ عداوت۔ شکر رنجی۔ کچہہ ہی کیون نہو مگر کوئی وجہ نہین۔ انتظام ریاست کی باگ چھوڑ دیجاے۔ ملک کی رونق رعایا کے دل سے فرحت اس طرح قرار ہو جیسے تمہارے دیوان کے دماغ سے تمہاری عظمت۔ تم خفا ہو۔ خوش ہو۔ لڑو جھگڑو۔ جو چاہو کرو۔ مگر ملک کی جانب سے غفلت نہ کرو۔ اور خدا کے یہان گنہگار نہو۔ مردم شناسی کرو۔ قدردانی مین مشق بڑہاؤ۔ ملک کے رنج و راحت کو اپنا رنج و راحت بناؤ۔ تب حق سے ادا ہوگے۔ ورنہ پولو مین کرتب دکھانے یا گھوڑ دوڑ مین بازی جیتنے سے کچہہ نہین ہوتا۔ تم رئیس ہو نہ سوار و سائیس۔

جلد معاش حاصل کرنیکا یہی منشا ہی کہ ادہر ڈپلومہ لو اودہر مخطوبہ رات دن پڑہنے کی جگہ کچہری اور سونے کے کمرے مین لا پٹنے اور بی بی دونون کے پیٹ بہرنے کی کوشش کرو پہر دیکھو کیسا جلد دولت والے گہر والے خدا کی قدرت ظاہر کرنیوالے اوس کی ودیعت بدیعت کے بڑہانے والے مشہور ہوجاؤگے اور اس حالت مین تو مین ہرگز شادی کرنیکی صلاح نہ دونگا تمہارے تو باپ کی بہی کوئی دولت نہین ہی اور اگر ہوتی تب بہی مین باپ کی قوت پر شادی کی صلاح نہ دیتا۔

نیچر کا مارشل لا

بہئی واہ قانون قدرت کو دیکھیے کیا افراط تفریط۔ کمی زیادتی نکالی ہی۔ میزان عدل کے پلّے ہین کہ بے ایمان بنیے کے دل کی طرح ڈہیکلی مات کرتے ہین۔ نیچے کو جہکا تو تحت الثریٰ سے بہی پلّے پار۔ اوپر کو اوٹہا تو گنبد گردون پر چتر بن گیا۔ چتر منزل کی کیفیت دکہادی۔ اک دفعہ لڑکیان پیدا کرنیکا وہ طوفان کہ جدہر دیکھیے ایک ایک دو دو کی جگہ چار چار ایک مشیمے مین ملفوف بیرنگ چلی آتی ہین۔ ہر حاملہ آدمی کیا چوہی کی اولاد ہوگئی اس کثرت وارادت کو دیکھکر مرد بیچارے لگے چوبیا کابل ڈہونڈہنے۔ اور اوسی طرح گہبرائے جیسے ریاست دکن مین ہندوستانیون کے جانے سے دکنی بہائی مارے گہبراہٹ کی عورتون کی عوض اونہین کے پیٹ مین چوہے گہس گئے۔ اس طوفان نسائی کا دیکھیے کیا انجام ہو۔ حقوق چہن جانے اور حکومت قوا سوفی کافور ہونے کا دہڑکا تو یورپ اور امریکہ کی ترقیان دیکھ دیکھ مدت سے دامنگیر حال تہا۔ اب اس خلقی بہرمار سے اور بہی رہے سہے حواس بیتر ہے ہوئے۔ بارے کب تک ایک دفعہ پہیر بدل جو ہوتا ہی تو عزرائیل نے بہی انہین کی جانب نظر توجہ مبذول فرمائی۔ اوکی سال پیٹ مین بچہ

لاجلال الدین نے لکھا ہی کہ شادی اسواسطے دنیا مین انسانی ضروریات کا جزو اعظم قرار پائی ہی
کہ انسان کا کوئی ایسا سربراہکار ہونا چاہیے جو کمائے ہوئے مال کو مثل اوسکی ذات کے خرچ
کر سکے اور بیجا خرچون سے مال کو محفوظ رکھکر اسکا نگران رہی اور اُس مال کو خرچ کرنے مین
حفاظت کر نہین اپنا سمجھے اسی لیے انتظام منزل مین داروغہ خانسامان کی ضرورت
پڑتی ہی مگر وہ لوگ کتنا ہی کچھہ کرین اپنا مال نہین سمجھہ سکتے ہان بی بی جو ایک بڑے فرقہ کی
رسم کے بموجب اردہنگ[1] کہلاتی ہی اور اوس سے اس کام کے سوا خدا کی قدرت کی ترقی
بہی ہوتی ہی یہ حق رکھتی ہی پس جب انسان کے گہر اور مال ہو تو ضرور شادی کرلے۔

بھائی اب تم بتاؤ کہ تم اسکے مصداق ہویا نہین۔ اگر نہین ہو تو اپنے ساتہہ ایک اور نیک بخت کو
کیوان خراب کروگے اور اگر روٹی نہ کپڑا اسینٹ کی . . . . . بناہی تو ہنوز سے کر دو دس دنکے بعد
اونکو پڑوسیون کے سپرد کرکے نوکری کی تلاش مین نکلو جہیز کا زیور زادراہ کیواسطے
کافی ہوگا سال بہر مین وہ بارہ ماسہ ختم کرینگے تم حیدرآباد اور گوالیار کا سفر جب زادراہ
چُک جایگا تہکے ماندے گہر مین آنا نکہٹو تو خدا بنا ہی دیگا۔ بی بی گہڑی گہڑی ٹٹول کر نوکری کے
دہوکے مین امیدواری کی عرضیون کے صاف جواب دیکھکر شادی سے بہت خوش ہونگی
مالک مکان کرایہ مانگے گا۔ بی بی نے جو قرض لیکر صرف کیا تہا اوسکے تقاضے ہونگے مجبوراً کہین
اور جائے گا وہ پہر اوسی مصیبت مین مبتلا اس شادی سے تو کسی . . . . تو تم
دو دن کے بعد جس مصیبت مین پڑنا تہا پڑتے وہ تو چین سے رہتی۔ شادی کا کیا نتیجہ کہ تم اور وہ
دونون پریشان۔ نہ خدا کی ودیعت بڑھی نہ گہر کا انتظام اگر ایسی ہی شادی کی بڑی
خواہش ہی تو لکھنؤ مین جاؤ کسی وثیقہ والی کو پیغام دو بن پڑے تو دونون باتین حاصل ہون
نہین تو میری صلاح مانو تو دو برس اور کالج نہ چھوڑو بی اے اور بی ایل پاس کرلو۔

[1] نصف حصہ تن کے (؟)

انتظام حال کا ستیاناس ہو۔ کہ آئے دن فصل بے فصل۔ وقت بے وقت جب دیکھو مردم شماری کی ڈائن دروازے پر کھڑی کنڈی کھٹ کھٹا رہی ہی۔ بتاؤ تمہارے گھر مین کے آدمی۔ کے بچے۔ کے بوڑھے۔ کے جوان کے لڑکے۔ کے لڑکیان۔ اور پھر خالی پوچھنا ہی نہین۔ دفتر پر چڑھا لیا اور دفتر پر چڑھاکے .... انگریزون کے روبرو پیش کیا۔ اوسنے انگریزی مین دن۔ ٹو۔ تھری۔ جوڑ جاڑ تمام دنیا مین گشت کرایا۔ ملکون ملکون ڈھنڈورا پٹ گیا۔ فلانے شہر مین۔ فلانے قصبے مین۔ فلانے گانون مین اتنے مرد اتنی عورت۔ سال مین اتنے بچے جنتی ہین۔ اتنی عورتین گابھن ہوئی ہین پھر آپ جانیے خدا جانے کس کس کی نظر پڑتی ہے۔ کس روسیہ کا جی للچاتا ہی آخر کسی نہ کسی کی نظر ہو گئی۔ اب مرنے کا لگا لگ گیا۔ حضرت عزرائیل کو دیکھیے ایک بولی تین کام کی کیا ترکیب ایجاد کی ہی۔ جس طرح ہمارے سرکار درندہ جانورون پر نر کی بہ نسبت مادہ مارنے سے دونا ڈیوڑھا انعام دیتی ہے کیونکہ وہ تو پیدائش کی جڑ ہے نا۔ اسی طرح حضرت عزرائیل نے عورتون پر چھری پھیرنا شروع کر دی۔ کہ نہ یہ ہونگی نہ انسان برسات کے مینڈکون کی طرح گلی کوچون مین کچ کچا کے پیدا ہو گا۔ نہ مردم شماری کے نقشے آئے دن غلط ہوا کرین گے۔ اپنے ایک دفعہ نقشہ بھر لیا سو دو سو برس کو کافی ہے۔ کبھی کبھی جانچ کر لی۔ فوتی فراری کا نام نکال ڈالا یہ روز کا قلم جاری رہنا تو موقوف ہو گا۔ الغرض بیان مصائب اہل بیت آسان نہ۔

کیبارہا ملک الموت حلول کر گئے۔جان سولی پر ہو گئی ۔زچہ جی کیا بچی گویا بچے کے
ساتھون ساتھ خود بھی مان کے پیٹ سے پیدا ہوئی ۔ اور جو گئی تو قصہ پاک ۔حکیمونکا
قول ہے۔کہ کارخانۂ قدرت مین جب کوئی چیز اپنی نسل پیدا کرتی ہی۔تو اوسمین
اپنی جان ڈال دیتی ہی۔بہت سے حیوانات اور نباتات ایسے ہین کہ ہروقت بار ور ہونے
یا بچہ پیدا ہونے اور پھل پک جانے کے مرجاتے ہین۔ایک دفعہ پھل لانے والے
درختون یا ایک بچہ جننے والون جانورون سے ثبوت کامل ملتا ہی۔پس اس طرح
انسان بھی اپنی جان اپنے قوے کے مطابق اپنی اولاد کو دیتا ہی۔جب تک دورۂ قوانین
قدرت کی رو سے انسان مین زیادہ جننے کی طاقت رہی بچے دنادن ہوا کیے۔کڑیان
جھیل لین۔ اب انحطاط کا دور دورہ ہی۔اب تو عورت کا ہیکو سچ مچ کی بچھو ہے۔
کیا سبب کہ بچھو کے بچہ پیدا ہوتے وقت اُسکا پیٹ پھٹ جاتا اور وہ مرجاتا ہی۔
علاوہ اسکے یون بھی مرد کی سرمایۂ راحت ہی۔اور عالم اسباب مین راحت کی ساتھ
نیش ریخ بھی اسطرح شامل جیسے مسوڑون مین دانت۔گلاب مین کانٹا۔پس اسطرح
بھی ان ذات شریف مین نیش موجود۔تیسرے بوجہ قربت اقرب بھی کہی جاسکتی ہین
الف کو عین سے بدل دیجیے اور بچھو کے معنے لیجیے۔ اب فرمائیے انمین اور بچھو مین کیا
فرق۔طبیعت اور مزاج کی کجی مقتضاے طبیعت کا ثبوت ہی۔یہی سمجھہ قانون قدرت
نے بھی بچے جننے مین خاصیت عقربی پیدا کر لی۔ اور بھئی ایک بات اور بھی ہے
بڑی بوڑھیان تو آپ جانیے پاؤ تولہ باون رتی تُلی ہوئی بات کہا کرتی ہین
اگر غور کر کے دیکھیئے تو معلوم ہو گا۔جہان کسی کے بچون کو ایک دو تین کر کے
گنتو۔اونکو وسواس ہو گیا۔بدشگونی ٹھہرادی۔آپ دیکھیے تہذیب اور

تمھاری سلطنت مین ریچھ کیون آیا۔ لومڑی نے کیون ماند بنایا۔ یا اللہ کیا غضب ہین جان پڑی چلو اس سی تھوڑا بہت اطمینان ہوا کہ بے صبرا یوب دور سی غرّے ڈبتے بتانے لگا۔ رعایا ہی کر مجھ بھکوے کی ایک نہین سنتی۔ ای لو یہ سب کچھ تو تھا ہی روسیون کو تازہ دل لگی جو سوجھتی ہی مردپر آ جھے۔ .... ہندوستانی بوکھلا گیٔ۔ کوئی تو کہتا ہے ہرات پر روس قبضہ کریگا تو انگریز قندہار لینگے۔ کچھ حصہ ایران دبالیگا۔ ارے یارو مجھ بیچارے کو کیون بوکھلا دیا ہی۔ میرا ملک نہوا تمھارے بابا کا مال ہوا۔ اگر روس اور انگریز نہین جھٹک ہی اپنے سمجھوتہ کرلین میرے ملک پر کیون دست درازی ہے۔ وہی مثل ہوئی دو کھسیانی بلّی کھمبا نوچے۔ مین حیرت مین ہون آخر کیا کرون۔ روس سی ملتا ہون تو انگریز دو ہی دن مین چھٹی کا دودھ یاد دلائین گے۔ نہین تو روسی ملک چھینے لیتے ہین۔ بھئی واہ۔ ع

دو نونکی ضد نے خاک مین ہمکو ملا دیا

گھوڑے گھوڑے لڑین موچی کا زین ٹوٹے۔ لے بھلا پوچھیے۔ مجھے ان باتون سی کیا مطلب اپنے انگریز جانین روس جانے ع گوش خر دندان سگ ،، حیرت مین ہون کیا کرون۔ اگر عوام کا قضیہ ہو حاکم وقت سی استغاثہ کیا جائے۔ اب یہ فرمایٔے کس سے بد مین داد بیداد مچائی جائے صرف ایک احکم الحاکمین ہی وہ قیامت کی دن اجلاس کا وعدہ کرتا ہی۔ چلو ع

تا تو من میرسی من بخدا مے رسم

اگر یورپ ہوتا تو اور ہمعصر دلسے کہا سنا جاتا۔ کمبخت ایشیا تو یورپین پولیٹکل کالج کے ناہموار طلبا کے واسطے گیند دہڑکے کا میدان ہی۔ جو جی چاہتا ہی کرتے ہین۔ کوئی بات بیجا ہی نہین۔ اب میرے واسطے سردست سوا اسکے اور کچھ مناسب نہین معلوم ہوتا کہ جہان تک ہو سکے انگریزون سے روپیہ اینٹھون۔ پھر دیدہ خواہد شد۔ کسکی رہی اور کسکی رہیگی۔

مٹی خراب خلق مین مہر و وفا کی ہی

(عبد الرحمن خان کے خیالات)

اگرچہ اس بات کی تصدیق کسیقدر خطرناک ہی کہ ان بزرگوار کے خیالات ہم تک کیونکر پہونچے مگر کابل کی طرف منہ کرکے ذرا غور و تامل کرلیسے یہ عقدہ اسطرح حل ہوجاتا ہی جیسے نائیٹرک ایسڈ مین چاندی۔ لہذا ہم اپنے ناظرین کو ان مزے دار خیالات کی اطلاع سی محروم نہین رکھتے۔

امیر عبد الرحمن خان

لاحول ولا قوة۔ عجب مخمصے مین جان ہی۔ پای رفتن نہ جای ماندن۔ اس ملکداری کی ہوس اور دوستونکی دوستی پر خدا کی مار کہ مفت مین بیٹھے بٹھائے یہ عذاب اپنے سر لیا اپنے مزے سے بسر ہوتی تھی اللہ رازق تھا ہر حال مین دیتا کچھ آرزو بھی نہ باقی رہی تھی سطرح کے مزے لے چکے تھے

شب تنور گزشت و شب سمور گزشت

جی چاہا ادہر ادہر کی سیر کی نہین اللہ سی لو لگائی۔ تخت و تاج کے جھگڑے دیکھے تسبیح مصلے کے جلوے نظر آئے دنیا کے بکھیڑون سے مطلب ہی نہ تھا۔ روس بخارا پر قابض ہوا تو ہمکو کیا۔ انگریزون نے شیر علی کو جیتے جی مزار شریف تک بھگایا۔ مارا چہ۔ مگر اس طمع کو کیا کیا جائے نہ رہا گیا ملک خالی ملا۔ گمان ہوا کوئی اور نہ قابض ہوجائے۔ مثل مشہور ہی "خانۂ خالی را دیو میگیرد"۔ چلو بھئی تم ہی قسمت آزمائی کرو۔ یہان یہ کیا معلوم تھا انگریز لوگ بیکار سمجھکر سر سے بوجھ اوتار نیو لے ہین۔ لو صاحب مجھ بیچارے کی گردن پھنسا ہی تو دی۔ واہ خوب سلوک کیا۔

آسمان بار امانت نتوانست کشید ❊ قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

ابایک طرف انگریزون کی احسانات اور دھمکیان۔ کہہ رہے۔ ادہر آؤ۔ ادہر جاؤ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ لفٹ۔ رائٹ۔ ایک بولی تین کام یہ کیون ہوا! وہ کیون ہوا!۔

جیہ ہند وجہ مسلمان ابتدا سے کانگرس کی مخالفت کرتے آئے ہین لہذا تدارک ہمیر
لازم ہی جسکے لیے ایک بڑا جلسہ منجانب مسلمانان لکھنؤ تاریخ مذکور ۹ بجے اتوار کے
دن مکان انجمن رفاہ عام مین قرار دیا گیا ہی لہذا استدعا ہی کہ وقت معینہ پر عام
حضرات اہل اسلام...... اس جلسے مین مع اعزا و اقربا و احباب و متعلقین کے
شرکت فرمائین اور گورنمنٹ کے خیر خواہ بنین "

یون تو اس اشتہار کی کئی باتین ایسی ہین جن مین اکثر گفتگو ہی مگر ایک
بات اس نیاز مند طرفین کو یہ پوچھنا ہی کہ مخالفین کانگرس کے متعلقین کو جو تکلیف
دی گئی ہی اوسکا انتظام کیا فرمایا گیا ہی۔کیونکہ اپنے انٹی بہائیون سے کچھ بعید
نہ سمجھیے کہ کنجرون کی طرح مع متعلقین جلسے مین آموجود ہون۔کیا معنے کہ جب اعزا
و اقربا اور احباب کے علاوہ مخصوص متعلقین کو بہی آپ نے یاد فرمایا ہی اور یہ بہی
غالباً دو لمشتہر" خمسہ یعنے خان بہادر نظیر حسن خان صاحب حکیم نواب
اغن صاحب۔مرزا عباس علی خان صاحب سکرٹری۔حکیم محمد رضا خان بہادر
شیخ علی عباس صاحب وکیل جانتے ہونگے کہ متعلقین بی گھر بسی۔یعنے گھر کے لوگون۔
یعنے لڑکون کی والدہ یعنے لے جی۔یعنی بیگم خانم صاحبہ۔یعنے جورو جی۔یعنے زوجۂ
معظمہ طال اللہ بائنجہا و آنجل اللہ وثہا علی روس الشوہرین الی یوم الوفات بل
بعد الممات کو کہتے ہین۔تو ان ذات شریف کا اوٹھ کہڑے ہونے مین کوئی کسر باقی
نہین رہی۔جس طرح تہیٹر۔سرکس۔گہوڑ دوڑ کے جلسون مین اکثر اتفاق ہوتا ہی
اوسی طرح یہان بہی آدہمکینگی اور یہ بہی دور نہ سمجھیے کہ جب سارا گھر یون شریک ہوگا
تو اوس دن ضرورت کا سامان بہی ہمراہ ہو گا۔خواصین۔پیش خدمتین۔شیرخوار بچے

انڈے بچے والی چیل چلہار

بھلا یہ کیونکر ممکن ہے کہ بی کانگریس صاحبہ لکھنؤ مرحوم مین جان تازہ پھونکنے۔ چہرے کی رونق بڑہانے خرامان خرامان تشریف لائین اور بی انٹی صاحبہ چپ شاہ کی بالکی منوہی نبی۔ مُنہ مین گُنگنھیان بھرے بیٹھی رہن۔ اجی توبہ کیجیے بولین اور بیچ کھیت بولین اس طرح بولین جیسے ارہر کے کھیت مین پھندیت بٹیر۔ بلکہ گلا پہاڑ کے۔ غل مچا کے۔ سارا شہر سر پر اوٹھا کے۔ جس مین یہان سے لندن تک تو خبر ہوجائے کہ لکھنؤ مین بھی کچہ انٹی بہائی ہین۔ چنانچہ یون تو عرصے سے سٹر پٹر جلسے ہوتے تھے اور بعض حضرات اپنے نزدیک حق اداکرنے یا مستحق بننے کی کوشش کرتے تھے۔ مگر جب دیکھا کہ کانگریس کا اجلاس سر ہی پر آپہونچا ادہر لفٹنٹ گورنر بہادر بھی شہر مین تشریف فرما ہین اودہر حضور ویسرائے بھی عنقریب دربار فرمانے والے ہین۔ چھتری سرکس بھی تماشے کر رہا ہے۔ الفریڈ تھیٹریکل کمپنی بھی آتی ہے۔ ان حضرات کو بھی مثل عارضہ متعدی ہیچ بچی چھوٹی۔ بے چینی بڑہی بادہ ہیجان مین آہی گیا۔ اور ایک بار آنکھ بند کرکے کچکیا کے "عظیم الشان جلسہ انٹی کانگرس" کا اشتہار دے ہی دیا۔ کس کی رہی اور کس کی رہجائے گی۔ وقت گزرجاتا ہے۔ بات رہجاتی ہے۔ اب خلاصہ اشتہار ملاحظہ ہو۔ "منجانب مسلمانان شہر لکھنؤ تاریخ ۲۔ دسمبر ۱۸۹۹ع بمقام بلند باغ کانگرس جلسہ سالانہ لکھنؤ مین ہونیوالا ہے اوسمین کچہ تجویزین قرار دی جائین گی اور کہا جائیگا کہ وہ کل باشندگان شہر کی ہین۔ حالانکہ اس شہر کے قریب کل باشندے

رنڈیون۔ خانگیون کا کہین ٹھکانا نہ کیا۔ جوایک کیا معنے ساری دنیا کی متعلقین
ہونے کا پیشہ اوٹھائے ہوئے ہین اور معاملہ فہمی کا یہ حال ہے کہ بی جدن۔
بی چودہرائن۔ وغیرہ وغیرہ کا تجربہ ذاتی تو غالبًا انٹی بازون کیا بڑون
بڑون تک کو ہوگا۔ پس اُن کی طرف سے آنکھین پہیر لینا یعنی جو۔ مناسبے
بُلوائین اور ضرور بُلوائین اسکے کیا معنی کہ جہان بگہیان۔ پالکیان۔
ڈولیان ہون وہان جو پہلے نہ ہون۔ واللہ انٹی ونٹی تو چاردن کی بات ہی
سابقہ انہین سے پڑتا ہی۔ اگر اس تقریب مین انکو نہ پوچھا تو بہتون سے
برادری ترک ہو جائیگی اور پہر شادی بیاہ ہونا۔ ناچ گانے کے جلسون مین
رنڈی منڈی ایک نہ آئیگی اور سفر دائیون کو جو شکایت ہوگی وہ نمک بہ جراحت
ہوگی۔ یہ سمجھہ لین انکی پشوازی گورنمنٹ بہی اندرونی قوت رکھتی ہی۔ انکا سکہ
دلون پر چلتا ہی۔ انکے طبلے کی گمگ نانک متی توپ۔ سارنگی ہنری مارٹنی۔
مجیرے نگزم گن سے زیادہ توڑ رکھتے ہین اور بی صاحب تو پوری ڈائنا مائٹ
یا ٹارپیڈو ہی ہین۔ انکے توڑ کا کیا پوچھنا۔ بلکہ سچ پوچھو تو یہ لوگ سُرنگ
ہین جنسے اکثر خاندان اوڑگئے ہین پس ان کی زد سے ضرور
بچنا چاہیے۔

راقم

ساتھہ لے دے کے اپنے یارون کو
عینڈ کی بہی چلی مدارون کو

جسکے ابھی ٹیکا لگا ہوگا اور دانہ اوبھرنے یا دانت نکلنے کی وجہ سے چڑچڑا ہورہا ہوگا۔
پھر اوسکا گھوارہ۔ پالنا۔ جھنجھنا۔ چُسنی۔ انا۔ چھوچھو۔ مع برادر رضاعی اسکے علاوہ
بکری کا بچہ۔ چند خرگوش اور چینی چوہے۔ طوطے کا پنجرا جو ریز کم کرتا ہی اور خاص
اس مصلحت سے آئے گا کہ بولنے والون کی بولیان یاد کرے۔ باورچیخانے کا بگلہ
انا کے صاحبزادے لطفہ نا تحقیق کا پالا ہوا لینڈی کتے کا پلہ۔ چھوٹی صاحبزادی کا
گلہری کا بچہ۔ بی گربہ خانم مسماۃ پُسی۔ کبوترون کی کابک۔ مرغی کا ٹاپہ۔ بٹیرون
کے تھیلے۔ بیگم صاحب کا پاندان یعنے سب کچہ دان۔ آفتابہ۔ آئنہ۔ اُگالدان۔
طشت۔ تسلہ۔ لوٹا۔ ڈھولک۔ بایان۔ مجیرے۔ بچھونے۔ گاؤ۔ بچے کے پوتڑے
نہالچے۔ لحاف۔ توشک سلامتی سے سبھی ہوا چاہین۔ بس معلوم ہونا چاہیے
اسکا کیا سامان کیا گیا ہی۔ اور ہان بڑی بات تو رہی جاتی ہی۔ یعنے ان
سب کا کرایہ کون ادا کریگا۔ بی صاحب خدانخواستہ کیون دینے لگین کیا وجہ
کہ یہ نہایت بدشگونی ہوگی۔ دوسرے اگر یہ جرمانہ دینا پڑا تو متعلقین کیا معنے
متعلقین کے متعلقین یعنے شوہران برخوردار بھی گھر سے باہر نہ نکلنے پاینگے۔
پھر اگر مع اعزا واقربا واحباب ومتعلقین کو بلانا چاہتے ہین تو پہلے جلسے کی
جانب سے ان سواریون کا بندوبست فرمایا جاوے۔ پھر اللہ نے چاہا تل
دھرنے کو جگہ نہ ملیگی۔ سارے انٹی بھائی بقول اہل دکن اپنا اپنا کھٹلا لیے
موجود جلسہ ہونگے۔ طاعون والے جلسے ہین تو دو کانین بند تھین اس دفعہ
چولھے تک گھرون مین نہ گرم ہون تب کی سند۔ بگر جاے اوستاد خالی۔
ایک بات مشتہر صاحبان بھول گئے یعنے متعلقین تک کو تو طلب کیا مگر





مرزا پچھو بیگ ستم ظریف

مرزا محمد مرتضیٰ نام عاشق تخلص عرف پچھو بیگ پیچ کی نامہ نگارون
مین ستم ظریف کے نام سے مشہور تھے۔ آپکے مورث اعلے مرزا
عطاء اللہ بیگ معروف بہ نواب حسین علی خان بہادر اٹک سے لکھنؤ
تشریف لائے تھے آپ کے نانا مرزا اسد علی بیگ بادشاہ اودہ
کی فوج مین کیدان تھے مرزا صاحب بچپن سے بائیس سال کی عمر تک
نانا کے ہمراہ رہے اور اسوقت تک بجز سپہ گری اور کوئی مشغلہ نہ تھا۔
لیکن ۱۸۵۷ء کے بعد بطور خود کافی علمی لیاقت پیدا کرکے مشغلہ
شعر وسخن کی جانب بہی توجہ شروع کی اور رفتہ رفتہ اس فن شریف
مین بہی اسقدر قدرت بہم پہونچائی کہ آپ کی زندگی ہی مین آپکا
نام اُردو زبان کے اساتذہ اور محققین کی فہرست مین داخل ہوگیا تھا
آپ مرزا نسیم کے شاگردون مین سے تھے۔

دراز قامت فربہ اندام صحیح وشدید القویٰ جسم وقوت کے اعتبار سے (بقول حضرت موہانی
شاعرون مین ناسخ ثانی کے نام کے مستحق بنے۔ رنگ البتہ ناسخ کے خلاف گندمی تہا
کھلتا ہوا۔ دوپلی ٹوپی انگرکہا گھٹنا لکھنؤ کی معمولی وضع آپکو بہی مرغوب تہی لیکن آخر عمر
مین کبہی کبہی کوٹ پتلون بہی پہن لیتے تھے۔ لطیف وظریف خوش بیان و
خوش گفتار اپنے چہوٹون سے بہی ظرافت کو دریغ نہ کرتے تہے۔ آپکی ملنے والون مین
پرانی وضع کے لوگون مین اشرف علی صاحب اشرف مرحوم منشی امیر اللہ تسلیم
وغیرہ اور نئی تہذیب کے لوگون مین منشی جوالا پرشاد برق مسٹر حامد علیخان بیرسٹر
اور منشی محمد سجاد حسین صاحب تھے صلح کل ومرنجان مرنج کی یہ کیفیت تہی کہ
دم تک بلکہ مرنے کے بعد بہی لوگون کو آپکے اصلی مذہب کی کیفیت نہ معلوم ہوئی
کرسنی تھے کہ شیعہ آپکے شاگردون مین منشی بالمکند گپتا مرحوم اڈیٹر اخبار بہارت

متر شگفتہ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہین کہ جس سے آپکی ہر دلعزیزی و بے تعصبی کا ثبوت ملتا ہی۔ حضرت حسرت موہانی کہ جنکے لطف و کرم سے یہ حالات زندگی مرزا صاحب کی ہم تک پہونچے ہین فرماتے ہین "

"آپ کے نظم و نثر کے تمام کارنامے ہنگامہ ۱۸۵۷ء کے بعد کے ہین۔ مرزا تسلیم مرحوم بھی اسی زمانے مین دہلی سے لکھنؤ تشریف لائے تھے انکی صحبت اور شاگردی نے سمند ناز پر تازیانے کا کام کیا۔ اور آپ کے ادبی مذاق کی خوبیون نے روز افزون ترقی کے ساتھ پایان کار وہ مرتبہ حاصل کیا کہ آپ نثر نگاری مین یکتائے روزگار اور سخن سنجی مین استاد قرار پائے۔ لکھنؤ کے مشہور ظریف اخبار اودھ پنچ مین اسکی ابتدا سے لیکر اپنی آخر عمر تک ۳۳ سال برابر "ستم ظریف" کے فرضی نام سے ایسے دلچسپ مضامین لکھتے رہے جنکا ادبی اور تنقیدی حیثیت سے بے مثل و نظیر ہونا آجتک اہل قلم کے حلقے مین مسلم سمجھا جاتا ہی۔ تذکرۂ شعرا کے مانند جب کبھی اردو زبان کے نثر نگارون کے حالات بھی مرتب کیے جائینگے اسوقت حضرت عاشق کا نام یقیناً طبقۂ اول کے انشاپردازون کی فہرست مین ممتاز نظر آئیگا۔ لکھنؤ کی زبان اور محاورون کی تحقیق مرزائے مرحوم کو تھی اسکا اندازہ انکی مشہور تالیف "بہار ہند" کے دیکھنے سے بخوبی کیا جا سکتا ہی۔ افسوس ہے کہ ملک نے اس لغت کی کافی قدر نہ کی ورنہ اگر اسکے باقی تین حصے بھی چھپ جاتے تو اردو زبان کی اصلاحون اور محاورونکا ایک لاجواب مجموعہ مرتب ہوجاتا۔ مولوی حکیم الدین وکیل اکولا نے علم ادب کے متعلق اودھ پنچ سے آپکے بعض مضامین کو نقل کرکے "چشمۂ بصیرت" نام ایک کتاب کی صورت مین چھپوا دیا تھا مگر وہ اب کمیاب ہی۔ گلزار نجات میلاد شریف نظم اور مثنوی نیرنگ خیال معروف کے علاوہ آپ کا ایک ضخیم دیوان مشتمل بر جملہ اصناف سخن آپ کے خلف رشید مرزا محمد صدیق صاحب صادق کے پاس موجود ہی"

آنکھون والے لاٹھی کے سہارے اندھے حافظ جی بنے چلے جاتے ہین مکانات
ایک تو یونہین بڈھے کا دانت بنے ہوئے ہالے ڈولے مین تھے۔ اب جو پانی
برسا کسیقدر تراوٹ پائی چلیئے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ اڑا ر ڑا دہڑیم
کرکے بپشت بزمین رسید ہوئے۔ اب مٹی کون اوٹھائے مزدور تو مزاج
معشوق کی طرح ملتے نہین۔ برقنداز بہادر جیسے پولیس والون کی شکایتین ہوئین
اور بھی خون کے پیاسے ہوگئے چالان ہی کیے دیتے ہین۔ دوڑتے دوڑے
پھیپھڑی کیسے ہاتھہ پاؤن تک بھول گئے مگر بارہ بارہ چوبیس کوس مزدور کا
پتہ نہ لگا۔ بڑی خرابی نہایت مشکلون سے اگر کوئی لولا لنگڑا نصیب ہوا تو رسیان
باندھ کے رکھیے نہین رکتا پٹا توڑائے بھاگا جاتا ہے۔ سواگردن ہلنے کے ہونکارا
زبان ہی سے نہین نکلتا سوانیان کے ارسیان چار آنے آٹھہ آنے روپیہ
دو روپیہ دس بیس سو پچاس ہزار دو ہزار روپیہ روز لوگے۔ جی نہین اون ہون
یہ بھی دکلا کی تعلیم یافتہ بڑے ڈبلو آختہ ہوئے۔ لے توبہ استغفر اللہ پاؤن
کی طرح زبان بھی بھسل گئی کدہر کی کدہر ہورہی ہے۔ اب لاحول ولاقوۃ الاباللہ
ہان نیت کرتا ہون مین واسطے بیان کرنے حالت پُرملالت مقدمہ مذکورۂ
بالا جس سے بڑھ کے کوئی مرض لادوا نہین واسطے دوزخ کے منہ طرف کچہری کی
اللہ اکبر۔ استغفر اللہ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ لیجیے نیت بدہوگئی
نماز توڑنی پڑی پہلے سب سے اتنی بات بطور مقدمہ اور گذارش کرنے
کے ہے کہ فصل کا کچھ قصور نہین کوئی موسم کیون نہو قسمت اپنی اپنی دنیا کی
دورنگی عالم مین مشہور ایک برتاؤ زمانے کا سب کے ساتھہ نہین ہوتا

گرما بگذشت وروبکاری ہی وہی
سرما بگذشت وروبکاری ہی وہی
برسات مین سب سے بڑھکے چھچھالیدر
برما بگذشت وروبکاری ہی وہی

سُبحان تیری قدرت۔ کیون قبلہ مولوی اودہ پنچ خان صاحب بہادر دنیا
بہی بقول جُلا ہے بہائیون کے کیا ہی مقام ہی گہڑی مین کچہ اور گہڑی مین کچہ
یقین ہے آپ کو یاد ہوگا کہ ابہی کل کی بات ہی مئی جون کا مہینہ (سات
قرآن درمیان) کیا کیا آتش افروزیان اور گرمیان کرتا تہا۔ کس شدت کی
کیسی دہوان دہار جلا پے کی گرمی تہی۔ اے لیجیے اک ذرا مین ہوا جو بدلی
بادل خانصاحب ڈنکے بجاتے مع افواج قاہرہ برشکالی آدہمکے لگا دنا دن
مینہ پڑنے پہر لے میرے بہائی ابر ہی کہ دوڑا دوڑ کرتا چوطرفہ سے گہرا چلا آتا ہی
بانی کہتا ہی کہ آج برس کے پہر نہ برسونگا۔ وسلا دہار۔ چہاجون برس رہا ہے۔
چار ہی دن مین وہ پکار مچ گئی کہ توبہ بہلی ہی۔ نالے ندیان دریا سمندر کا بچہ
جدہر دیکہو عالم آب کام کاجی پسینے کے بدلے مینہ مین شرابور۔ رات کیسی دن کو
بجلی بن گہٹائین مست ہاتہیون کی طرح جہومتی چلی آتی ہین۔ بجلی کی چمک پہر
اوسکے بعد گڑگڑاہٹ کو اور کیا کہیے یا تو آسمانی بم کے گولے چہوٹتے ہین یا فرشتے
عالم بالا کی چہتین کوٹتے ہین۔ تاریکی وہ کہ ہاتہ کو ہاتہ نہین سوجہتا اچہے خاصے

ہوس گل کی کبھی مثل عنادل ہم بھی رکھتے تھے
کبھی تھا شوق گل ہمکو کبھی دل ہم بھی رکھتے تھے

سب سے بڑھ کے عیش باغ کے میلے جنہین انیو نکے دلسے پوچھا چاہئے۔ وہ خاکی پریزادون کہ بناؤ بیفکرون خوش نصیبون کے جماؤ۔ تنبولنون اور ساقنون کے ہجوم۔ سودے سُلف والون کی دھوما دھوم کہین بٹی دھڑا کا میان بیوی لڑاکا کی پکار۔ کسی طرف تنا نین سہال گو نیان مزیدار جابجا ہنڈولے گڑے۔ کبڑیون کا ہلڑ۔ ارے میان ملیح آباد لٹا دیا ٹپکے ٹپک پڑے کسی طرف چٹ پٹے سلونی گرما گرم چڑ بڑے۔ کباب ہین بارہ مسالے دا دہی کے بڑے۔ نگینون کے گرد مالی ہار نپیچنے کے۔ بہانے آنکھین سینکتی پھرتے ہین۔ جب سینئے۔ ارے میان بیلا یہ پلنگ توڑ بیلا۔ بیلا محبت مین کھلا۔ سونگھا اور گلے پڑا۔ کہین جھولے پر جنتی قربون کا تانین لگانا۔ مفلس شوقینون کا رانین پیٹ پیٹ کے تلملانا۔ یہ بھی آٹھوین دن کا ڈھکوسلا ہے قسمت درونکو تو برابر چین ہی چین لکھا ہے ہر روز دن عید رات شب برات۔ پھر واہ ری برسات اور واہ ری برسات یہان بلا تشبیہ نقل کفر کفر نباشد بھلے آدمی سے نرے کھرے سائل ہو کے رہگئے۔ جب سینئے سائل یہ چاہتا ہے سائل یہ عرض کرتا ہے سائل کو اطلاع دو۔ سائل حاضر ہے۔ واہ جی واہ اتنی بڑی سرکار سے خطاب بھی ملا تو بھک منگا کنگھرون کا سا۔ طرہ یہ کہ حاصل حصول خاک نہین بلکہ روز لینے کے دینے کچھ اپنی ہی گرہ کا خرچ ہوتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ ہم ایسے اور بندگان خدا جو معظمہ مکرمہ بی دیوانی خانم صاحبہ کے چکر سے ننانوے کے

خوش نصیبون کو اسمین بہی خوشی ہی چین سے گہرون مین بیٹھے ملار گایا کرتے ہین
اک ذراسی بیفکری ہونا چاہیے پہر واہ جی واہ پانچون گہی مین اور سر کڑہائی مین
یہی فصل وہ ہی جسکے لیئے تنتین مرادین مانی جاتی ہین۔ شعرا مین کشتی مے کا
اوتارا برسات ہی کے گہاٹ پر ہوتا ہی۔ جب سنیئے ؎

تند و پر شور و سیہ مست زکوہسار آمد میکشان مژدہ کہ ابر آمد و بسیار آمد

کا ترانہ۔ اُردو والے ؎

گرہ مین زر ہے رندون کے گہٹا اوٹھی ہی اوترے
خدا چاہے تو ساقی آج میخانے مین ہن برسے

کے شور غل سے کان پہوڑے ڈالتے ہین۔ نشہ پانی والے بہشتی جوان جب
دیکہیے آسمان ہی کی طرف تکا کرتے ہین معشوق لوگو لکایہ پیار امنہہ ہی
جتنی باتین ہوتی ہین وہ انہین دنون کے لئے اوٹہا رکھی جاتی ہین۔ جہان
اک ذراسی گہٹا آئی بوندا باندی کا لگا لگا اور گہر گہر کڑہائی چڑہ گئی۔ چہنن
مُنن کی آواز آنے لگی۔ کپڑے رنگ برنگی انہین دنون کے لیئے ایجاد ہوے
بی مہندی خانم کی قدر و منزلت شاید سال بہر تک ایسی کبہی نہین ہوتی
جب دیکہو قدمون سے لگی ہین اور عاشق تن رشک و حسد سی ہاتہہ ملتے ہین
جہولون پر لہک لہک کے سال بہر کی دل کی بہڑاس نکالی جاتی ہی۔
اہری بندے جب دیکہو دریا کنارے لال پری سے علیک سلیک کرتے
نشہ پانی کا رنگ جماتے مزے اوڑاتے ہین ہاے ہاے
یادش بخیر بقول کسے ؎

موسلا دہار پانی پڑ رہا ہی۔ گھبراہٹ مین تیل جلا رہے ہین اولتی تلے مسافر بنا رہے ہین ٹونکے پر ٹوٹکے ہوتے ہین۔ کبھی رات کے تارے دن کی دھوپ کا وظیفہ۔ کبھی چار مندے چار گندے چار مکر ہارے۔ بدلی گئی پہاٹ پہوٹ تارے نکل آئے۔ کی تسبیح جپنا۔ مگر توبہ بھلی ہی بدلی خانم صاحبہ کا اور گھٹا ٹوپ ہوتا جاتا ہی اب گھڑیال کی آواز جو کان مین آئی تو گنتی شمار کون کرے تن بہ تقدیر گھر سے نکل کھڑے ہوئے اور سیدھی کچہری کی راہ لی۔ مگر قطع شریف اتنی پاک وپاکیزہ کہ مئی جون کے مہینے کا ٹھاٹھہ بھی قربان کیا تھا۔ اے واہی واہ پائینچے دونون چڑھے دامن گردانے۔ موزہ باران کوٹ ایک تو نصیب نہین دوسرے انگریزی وضع بناتے پُرانی شریعت کے خلاف چلیے گھوڑے کی گردنی یا پُرانی سڑی کملی کا کھڈ رنگا کے دہی موی بستہ نائی کی سی کسبت یا اپنی قسمت کی طرح بغل مین دبا کے زیر پائی کے ہوادار پر سوار سٹر پٹر کرتے ہوے چلے اب ڈوبتے ترتے سڑک پر پہونچ کر نہ کسی کو دیکھتے ہین نہ سنتے ہین۔ اِکّے والے ہوت اکے والے ہوت کی صدا لگا رہے ہین۔ جواب کون دے مینہ کے دہاڑم دھاڑ مین کان پڑی آواز تو آتی نہین۔ بڑی بڑائی کسی دلگی باز نے اِدہر اودہر کونے کھدرے سے آواز دی بھی تو کیا دوت دوت۔ یہان اوسی کے سہارے ڈوبکیان کہاتے ہوئے رینگ چلے۔ اب ہوا کے سناٹے دانت کھٹے کیے دیتی ہین یہان کچہری کا بھوت سوار ہے۔ سے زیادہ یہ خوف لگا ہوا کہین بیگار ہو جائے نہین لشتم پشتم گول دروازے تک پہونچ گئے۔ اب اکے تو جمعرات کی ایسی دائین بہت مگر خالی ٹٹو پوشش بچھونا نداردَ۔ وہ بھی غنیمت است کہکے بے چکائے

پھیر ہین پڑے ہین اونہین دن رات وہی جھگڑا ہی بلکہ گواہی شاہدی اغیرہ وغیرہ کے بجز جھکڑے کو جرخ چون کرکے گھسیٹتا بدا ہے ہان اکثر بیجیائی کے تقاضے پر یہ شعر حسب حال الاپتے ہین ؎

وہی محبوب بھٹیاری جو آگے تھی سواب بھی ہے
وہی لنگا وہی ساری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی کہانا نہ پینا دس بجے جانا کچہری کا
نصیبون کی وہی خواری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی دولت کا لٹنا اور وہی خرچے وہی ہرجے
وہی پیسے کی بھرماری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی کپڑون مین کیچڑ کے چہپکے کائی کے دہبے
ہوائے جرخ زنگاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

وہی دیوانون کی سی رات دن گردش وہی چکر
جنون کی گرم بازاری جو آگے تہی سواب بہی ہے

اوسی صورت سے ہے ابتک بُرے کی جان کا رونا
طبیعت زیست سے عاری جو آگے تہی سواب بہی ہے



قصہ مختصر۔ کچہ ہی کیون نہو مینہ برسے آندہی آئے۔ ادھر کی دنیا چاہے اودہر ہو جاے اِن مصیبت کے مارون کو وہی ایک دہندہا۔ صبح ہوئی اور سوم جامے کے ٹکڑے مین کاغذات لپیٹ کر مستعد ہو بیٹھے۔ اور مینہ کہلنے کا نام نہین لیتا

جلو چین سے کنڑی پیر لگاتی ملاحی کاٹتے - ایک گاڑی ڈوبتی تیرتی پانی
مین خل خل کرتی نظر آئی دی جان مین جان پڑی جلدی سے کیون بھائی
لیجلو گے - وہ تو جان جو کہون بھولی بیوپاری کا مال لٹا دیا بھیک کے شوربہ
ہو ہی چکی تھی بڑی ڈپٹ سے بونے آئیے اور ایک رپاٹا لگائین مگر چہرہ دار
لگے گا - اجی اور سوا چٹا گلے گلے پانی گھٹنون گھٹنون دلدل منظور او منظور
چلیئے جھٹ پٹ داخل گاڑی مبارک ہوئی اور جلدی لیجلو کی تاکید شروع
ہوئی قصائی کے پل تک تو ٹٹوی ہزار خرابی اس ترکیب سے گھسیٹ لیگئی کہ بادشاہی
زمانے کے سزا ہر ہر قدم پر پانچ پانچ کوڑے پڑتے تھے آمین رجعت قہقری کا
وقت آیا کہ بالشت بھر بڑھے تو دو قدم پیچھے کو ہٹے یون ہی جون تون ڈلے
دے دے کر ریل کا پل نانگھے اب تو وہ نہ ہلے نہ جنبد نہ کھسکت زجا
کا زمانہ آگیا بایان ٹٹو اللہ کر کے زمین دوز ہوا - کوچبین صاحب نے لاکھ کوشش
ہزار سر مغزن کی - ہیچ نمی شود جنبش چہ معنی دارد لاجنب ولاتجنب جناب
ذرا باہر آکے پہیئے مین ہاتھ لگا دیجئے - بجا ارشاد ہوا پہیئے مین زور لگانے سے
کیا ہوگا آپ ٹٹو کے پہیئے لگائیے تو کچھ کام چلے - پھر صاحب عینہ بوندی مین
آدمی تو گرہی پڑتا ہی جانور کی کون کہے - ہٹ تیری کچہری کی دم مین تہ توڑ
کنوئین کا نل کیا تھا کس عذاب مین جان پڑی ہزارون باتین سناتی ہوئے
بگھی سے اوترے پیدل چلنے کا قصد کیا اسین کوچبان صاحب زکمر مین ہاتھ
ڈالا کہ ہمارا ہرجہ معہ کرایہ بائین ہاتھ سے دھر دیجئے اب تو ٹٹو بچتا نظر نہین آتا
سو پچاس روپیہ کا نقصان ہوا بہت خاصے مختانہ پھر دیکھے بھی جان

سوار ہولئے اور کہا کہ بہائی اکے والے کہان ہو ہمین کچہری لے چلو کے والے
دوکان مین کہڑے سلفہ اوڑا رہے تھے بولے لیچلنے کو تو ہم نئی دنیا تک لیچلین
لیکن پہلے آپ آسمان پر جاکے پانی کا برسنا بند کرا دیجئے تو کام چلے سڑک تو
دکہائی نہین دیتی آئے وہان سے لیچلو گے ایسے ہم بیدہے ہین کہ بن ناحق
اپنا ہاتہہ منہ توڑ واڈالین - بہائی جان ہمارا مقدمہ ہے ہمین دس بجے ضرور
وہان حاضر ہونا چاہیے رات کے دس بجے تک پہر ٹپکار ہنو لیکن حکم دس ہی
بجے کا لگا دیا ہے - پہر مقدمہ آپکا ہے ہمین کیا ہم تو بے پانی کہلے خدا ہی بلائے
تو نہین جاتے اپنا کام کیجئے بڑی جلدی ہے تو اور دو قدم ناک کی سیدہ پر
چلے ناجائیے ہمین فرصت نہین - اونہہ جہان ستیاناس وہان ساڑہے
ستیاناس چلو گاڑی پر چلین - اری بہائی ایک گاڑی کچہری تک لے چلو -
بہت خوب آئیے یہان سائین نکل آئے ابتو بنا کے بہیگ گئے صورت نہین
پہچانی پڑتی ہے لو ہمارے پرانے وہ ہین گ سواریان ہونگی - ارمیان اب
تقریرین نہ کرو ہمین جلدی ہے بس ایک سواری اور گہنٹون کا حساب - کیا کہا
گہنٹون کا حساب - تو آپ ضرور کچہری پہونچ میان جی ابہی آغا میر کی ڈیوڑہی تک
کرایہ دو روپیہ کا پہیر دیا کہ بہیا کون اپنے ٹٹوون کی جان لے کہین کچہ اینڈے
بینڈے پانون پڑگیا تو اپنا سو روپیہ کا نقصان ہو جایگا - لیکن آپکی خاطر ہے
خیر دو روپیہ دیجیے لے چلین گے پہر غصہ آگیا اور پیدل چل نکلے اونہہ کیا ہمارے
پانون نہین - اجی تو آئیے میان جی یہ لیجیے آپ تو خفا ہو چلے آخر کچہ دیجئیگا - کچہ نہین -
الکتے ہوئے یہ جا وہ جا سڑک پر معہ مبالغہ پونے تین قدآدم پانی گنگا جمنا کا دہارا ہو رہی

جا کھڑے ہوئے اتبوبے موت مرے جاتے ہین خیر لعنت بکا شیطان جب ذرا پیٹ
مین سانس سمائی کپڑے پھر ہرے ہوے تو وکیل صاحب کی تلاش کو نکلا ایک آدھے
شناسا سے علیک سلیک کی دہان خبر سنی کہ آپ کی تو پکار ہوئی تہی ادہر بہی پیشاب
پانی ہوگیا اب چلے پانؤن کی سی بلی ادہر وکیل صاحب کو دیکھا ادہر تلاش کی
وہ سلامتی سے چھلاوا بڑی جستجو اور تگا پو سے بانسون مین کنوئین ادر کنوون مین
بانس ڈال کے وکیل صاحب سے ملاقات نصیب ہوئی۔ غضب ہوگیا قہر ہوا
دیکھتے ہی ساون بہادون سے بڑھ کے برس پڑے۔ ایک گھڑی کی تباہی کر واہ وا
صاحب تم تو عدالت کو خالہ جی کا گھر سمجھے ہوئے ہو۔ نکلنے کا نام ہی نہین لیتے۔
وہ تو کہیے خدا ساز بات ہین اپنی چند مقدمات کا نقصان کرکے آج سویرے منہ اندہیرے
آیا حاکم ہاتہہ پر ہاتہہ رکہکے بیکار بیٹھے تھے کہ مین نے سلام کیا۔ تخلیہ تو تہا ہی پوچہا
کیون تمہارا آج کوئی مقدمہ ہے۔ بس مین لڑاوڑا۔ چنان و چنین حضور خداوند غریب کے دل
بات کو بڑہا وا دیکے مطلب پر لایا کہ جی ہان ایک فلانا مقدمہ ہے وہ کم بخت بد نصیب
ناشدنی ابہی تک نہین حاضر ہوا۔ وکیل ہون لیکن ابہی تک سوا محنتانہ لینے کے
اور کچہ نہین سمجہا اور نہ آج تیار ہوکے آیا وہ ہوتا تو خیر کچہ کام چل ہی جاتا آپ
مہربانی سے اسکی تاریخ بڑھا دیجیے کیونکہ مدعی کا بھی کوئی وکیل حاضر نہین آیا
پہلے تو خاموش سکوت مین بیٹھے رہے پھر فرمایا کہ اچھا برخاست کے وقت دیکھا جائیگا
پھر مین نے بہت منت سماجت کی ہاتہہ پانؤن باندھے مگر کچہ جواب ندیا اچھا کہا
کہیے۔ بس جناب اس حاضر باشی اور پیروی کا محنتانہ شکرانہ داخل کیجیے نہین آج ہی
سیدہے جہنم واصل تحت الثریٰ کے اندر چلے جاتے۔ بس مجھے کمشنری جانا ہی وہان سے

جتنے نظر نہین آتی - بہزار منت خوشامد تہکا فضیحتی آٹہہ آنے دیکے رضامند کیا
اور کچہری کا رستہ لیا - جلدی کا واسطہ گبہراہٹ کی چال ٹیڑہی کوٹھی والی
سڑک تک جاکے پاؤن جو پہسلا لنڈہکری کہائی راستہ صاف تہا اِدہر ادہر
دیکہہ کے اوٹہ بیٹھے کپڑے لت پت کُہنی لُہو لُہان کہڑے قدسے گرنے کا دہچکا ابہی
سیدھے نہوئے تھے کہ دوسری قلابازی کہائی آپ ہی یا علی مدد کہکے پہر اُٹھے
اور اُتو کرتے پو قدمے کی چال چلتے ہوے کچہری پہونچے دہان کی کیفیت قابل دید
معہ مبالغہ کئی ہزار غرض مند اور وہی ذراسی جگہہ بہلا گرمی مین تو ادہر اودہر پکریا
شہتوت کے تلے ٹکاؤ تو کیا نیچے ٹیک لیتی تھے اب تو بالکل جیسے بورا ہاکتا جدہر جائیے
دوت دیکہو پانی ٹپکتا ہے اے لو کاغذ بہیگ گیا - ہان ہان چہینٹین نہ اوڑانا
غرضکہ خدا کے سوا کہین ٹہکانا نہین - اسیطرح گہڑی دوگہڑی کا واسطہ ہو تو خیر
جہیل ہی ڈالا جائے - نئے نئے حاکم سویرے سے اجلاس پر آکے جو ڈٹے تو سات بجے
کی خبر لی بس جی پک گیا اُسپر کبہی ایک مقدمہ پیش ہوا کبہی دو - شام کو بدتہی دستان
قسمت سے کہدیا - دال پیش دو چلدو اپنا سا منہ لیکے پلٹ آئے کہان گئی تہے
کہین نہین کیا کیا خاک دہول پہانکی ٹن کے پہول کرنا کیسا لکہا پورا کرتے ہین جس
مقدمے والے سے پوچہیئے نت نئی آلہا گاتا ہے یہانتک کہ بعضے دوکہا چندہ کرکے
سرا بنوانے کی تجویز پیش کرتے ہین کہ بلاسے اتنی ہی راحت ہوجاے گہر سے
باتراب کرکے یہان آرہین گے کبہی نہ کبہی پیشی کی نوبت آہی جائیگی - اور کچہ نہین
تو کہانے پینے سونے بیٹہنے کی تو تکلیف نہوگی چین سے بی بہٹیاری کے یہان ٹکے
رہے جب کبہی وقت بیوقت اندہیرے اوجالے پکار ہوئی جلدی سے حاضر ہوکے

ہوگیا زندگی سے جی بیزار
وقنا ربنا عذاب النار

توبہ سو بہ تلا پلا دو ہائی تہائی چوتھائی۔ ساد بیدا دفریاد الغیاث وغیرہ وغیرہ۔
بایں ہمہ کان پکڑ کے اوٹھا بیٹھی بعد ملاحظہ نظر ثانی پھر توبہ کر بندے اس گندے
روزگار سے۔ کیا کیے اور کیا نہ کیئے۔ آجتک مع مبالغہ پونے پانچ کرور برس ہوئے
کہ اس عذاب النار کا مطلب سمجھ کے بیچا بیچ مین نہین آتا۔ بعضے عذاب لنار کے
یہی معنے بھاڑ چولھے کی آگ کہتے ہین۔ بہتیرے ملا قل اعوذ بے ... خ ...
ہمارے معزز مولانا سے عربی کے بقول یونہین سا ایک دوہڑ پکا ڈرا دے دہکا دیکا
آلہ ہے۔ مان بیٹی ہین۔ اکثر بیٹو سر بھکے پیٹ کی آگ یعنے بھوک پیاس کا عذاب
سمجھے ہوئے ہین۔ بعضے سپاہی پیشہ لڑنے مرنے مورچہ میدان داری کے آدمی
بندوق کی نلی سے تعبیر کرتے ہین۔ غرضکہ اپنے اپنے خیالی پلاؤ کون ایسا ہی کہ نہین
پکاتا خاص مطلب سچی بات وہی ہی جو ایک برگزیدہ سن رسیدہ گرم و سرد چشیدہ
پہونچے ہوئے اللہ والے بزرگ نے مرتے وقت چپکے سے کہی تہی کہ بہیا ناری مراد
عورت یہی عذاب وہ ہی کہ جس سے پناہ مانگنی چاہیے بلکہ پناہ بہی مانگے نہین ملتی۔
غرض یہ کہ چھٹکارا ہی نہین۔ بھاگے سے بہی جان نہین بچ سکتی اب ضرور ہوا کہ
مین تھوڑا تھوڑا سا ذکر بہی کر دون پورا مرقع اوتارے مین تو شاید کم سے کم کوئی
سوا لاکھ جزو کی کتاب ہو ہان دو ایک جلے پتے نشان کے طور پر وہ بہی لب لباب
لکہدونگا۔ ہان لے اب پڑھیے۔ کیا (وقنا ربنا عذاب النار) ای حضرت پہلی قسم

اور ایک جگہ وہان سے اور کئی مقام پر تم تاریخ پیشی دریافت کرکے معہ رقم محنتانہ شکرانہ مکان پر آنا
لیجیے بندگی۔ چلیے وہ سبکدوش ہوئی یہان پر ہزار ہزار مرتبہ دروازے کے صدقے ہوتی پھرتے ہین خالی
میدان نہ آج ہوتا ہی نہ کل۔ مگر ہان ایک بات ضروریات سے قابل گذارش ہی کہ پانی بوندی
کی سیلن سے ذرا مقدیات کی گرما گرمی جو سرد پا گئی تھی تو جسے دیکھیے وہ بھوک پانی کبوتر کیطرح
کند ہے تو اسے تعد بیٹھا ہی جید بر سینئے اللہ بھیج مولا بھیج کا وظیفہ جپا جاتا ہی جس سے دو چار
ہو ئی بڑی لمبی چوڑی مہربانی کی۔ اللہ کہان تھے آج کتنے دنون کہانی کہانی پڑی۔ تمہارے
کاغذات تیار رکھے ہین۔ واہ صاحب سلام آپکی نقل کئی بار لکھی اور نہ ہو ڈالی۔ اجی حضرت
آپکا ترجمہ رکھا ہوا ہے تو لیے جائیے بہت خوب بہت اچھا بہت بہتر آپکی مہربانی نوازش
بندہ پروری۔ مذکوری چپراسی آج کیا آپکی پیشی ہی۔ ہم تو بریدکوٹ مکان پر جاکے گھوم آئے۔
خیر صاحب کھڑے کھڑے سر کا لہو پانو مین اوتر آیا خالی ایری پھیری پوچھا گچھی کتر بیونت
جھیل جھال مین چار بجے پانچ بجے۔ اب تو چھکے چھوٹ گئے۔ بھوک کا غلبہ جدا۔ پاخانے
پیشاب کو ضبط کرنے سے جی بولا یا ہوا۔ بواسیر کا مرض ہوا کھڑے کھڑے تو شدت سے درد ہونے لگا
بھیگنے کی زحمت نے حرارت کی سی کیفیت پیدا کی۔ اودھر تو برسات کی فصل اودھر رات
ہو چلی ہوا کی خنکی اور بھی ناگوار ہونے لگی بالکل شام کے قریب پتا معلوم ہوا کہ اس مقدمے کی تاریخ
اس مہینے کم سال بھر کو ٹھہا دیگئی۔ سائل فریق ثانی کی اطلاع دہی کا خرچہ داخل کرے تو وقت کے
کاغذات ملاحظہ کرنیکو تاریخ اور مقرر ہوگی۔ بالفعل متفرقات کی پیشی مین نوابان بہادر کی پوشش
ضروری کی واگذاری کی گئی فقط سب بڑے کو پوشش کی نقط سمجھ مین نہین آتی آج تک کبھی گاڑی
سیر کرسی کی پوشش سنی تھی نواب صاحب بہادر پر کونسی پوشش پڑتی ہی تو بعد دریافت حال بسیار
اتنی صلیت ثابت ہوئی کہ پوشش سے مراد پوشاک ضروری باقی پھر انشا اللہ بعد پیشی دو پیشی

اکب نظر بچے کہ ہوا ہون تو بہ ہے تمسے تو نگوڑی کبوتری اچھی - جب دیکھو کبوتر
اوسکے گرد پہرتا ہی چونچ سے کہینچتا جاتا ہی جو بن دیکھتا ہی - اور تو اور اپنے
پیٹ کا دانا اوسکے مُنہ مین اوگل آپ بیچارہ بھوکا رہتا ہی پہر یہ ایک پیار -
اخلاص ہی نہین - بچے پالے - تنکے چونچ مین اُٹھالا کے دربے مین گھر بنائے
انڈے سیا کرے بچون کو پہرائے کبوتری ذرا باہر نکلی اور غون غون - یہ اپنی
زبان مین بُلاتا ہی - زبان تو ہی نہین کہ کہے مطلب یہ کہ تو کیون تکلیف کرتی ہے
نہین چین سے بیٹھی رہو - اور مزا یہ کہ وہ قطّامہ اودہر رُخ نہین کرتی بہاگتی ہی
دس دفعہ کی خوشامد درآمد مین ایک دفعہ شاید یہ بہی چونچ سے چونچ ملا دیتی ہوگی
اور بڑی بڑائی اِدہر کی اودہر اِترائی اِترائی دم لٹکائے تیرتی پہرتی ہین -
ابہی کل کی بات ہی - کتان مرتبہ مین نے خود کہا کہ کیون صاحب تمنے تو اب
سب کہین کا آنا جانا اوٹہنا بیٹھنا چھوڑ ہی دیا - دن رات گہر مین کھونٹے سے
لگے بیٹھے رہتے ہو - گہڑی بہر کو تانگین سیدہی کرلیا کرو - اسیوجہ سے کہانا ہضم
نہین ہوتا - ٹل ٹلی چلا کرتی ہی - تو حضور فرماتے تھے کہ صاحب سُنو باہر تم
جا نہین سکتین اب تمہارے دیکھے بغیر چین کیونکر آئے مین کہتا ہون گہڑی بہر مین
تو میرا دل اولٹ جائے نہین معلوم کیا سے کیا ہو جاے کچھ بن پڑتا ہے -
چلیے صاحب وہی ہم ہین کہ پڑے مکھیان مار رہے ہین پورے نو بجے میان
سید ہمارے تھے یقین ہی بارہ بجنے کو آئے ہونگے - اوس بندۂ خدا نے پہر کے
کروٹ بہی نہین لی یہ بہی نہین معلوم کہ مرتی ہی یا جیتی ہی اسپر کیا بنی اسنے
کچھ کہایا پیایا ہمارے انتظار مین یون ہی بہوکی پیاسی کنڈا ہوتی ہی لگے آگ -

بڑھیا معاملہ چندہ جور و عاشقی معشوقی کا درجہ۔ بیوی شمع پر جیسے پروانہ۔
میان جیسے چاند کے گرد چکور انتہا کے پینگ بڑھے ہوئے اخلاص میل جول
ساری دنیا داری کی باتین ات گت ساتھ دنیا وی سب کام بند میان بی معرفت
محض۔ گھر مین حوالات کا مزا مجال کیا دالان کے باہر قدم نکالین۔ دوست
آشنا حق ملاقاتی سب کو استعفا۔ نوکری چاکری کا تو ذکر ہی کیا بلا تشبیہ کفر کے
کلمے سے بہی زیادہ بیوپار تجارت گھر کی چار دیواری مین تو ممکن نہین دست غیب
یا کیمیا بنانے کے کام کیونکر چلے کھائین کسکے گھر سے اوقات بسری کیونکر ہو لاکھ امیر
سہی بیٹھے بیٹھے تو کنوئین خالی ہو جاتے ہین۔ خرچ جون ہرچہ بن کو آئی تو کہان سے
آئے۔ گھر سے باہر جانا۔ سفر کرنا بغیر سارا ٹبر لادے کل اثاثہ ساتھ لیے ممکن نہین۔
پھر کچے بچے جینگا پوٹی ماما اصیل دائی کھلائی آئے گئے ملا کے تین چار کوڑی
آدمی اور ایک دوسرے سے ایسا متعلق جیسے چہرے سے ناک مصارف دن دونی
رات چوگنی ماشاءاللہ ہونے والے کی آنکھون مین خاک روز بروز ترقی پر۔
روز مرہ مین بہار کی کیفیت جو پایا جہان سے جو کچھ لا جھونک دیا آخر تا بکجا۔
مجبوری کو ہاتھ پاؤن ہلانا چاہا۔ گھر سے باہر قدم نکالنا تھا کہ آفت آگئی۔
بس ہو چکا خوب دیکھا اب وہ ہماری بات کہان صورت سے نفرت ہے۔
رسیان تڑاتے ہین۔ ای صاحب وہ نہین کہتے کہ چار دن کی چاندنی پھر اندھیرا
پاکھ۔ کون کسکا ہوا ہی ایک سی بات ذرا مشکل ہی۔ ابکی یہی کیفیت ہی نگاہ تہی۔
اے مشکلشا کی قسم وہ آنکھ ہی نہین۔ گھڑی بھر کو گھر مین آتے ہین تو رسیان
تڑاتے ہین کُندے تولا کرتے ہین۔ یہی معلوم ہوتا ہی کہ کیونکر باہر اڑ جاؤن

جھوٹ ہو یا سچ اُلفت محبت کا نام ہی سہی اب بدگمانی بھی لازم و ملزوم بلکہ ضروریات شعر مین سے کہنا چاہیے۔ لیکن نہ اتنی بے تکی نفرت خیز کہ جس سے جی متلائے دِل بُرا ہونے آنے لگے۔ یہان سیکھا سیکھ پڑوسن کی کہین کسی دوست آشنا کے یہان گئے لڑائی کا سرا نکلا۔ حق ناحق کی تن بھن قسما قسمی ہو رہی ہے قرآن کتاب تسبیح کنٹھا ایک ہے۔ شامت کی مار کسی دوست نے بلوا بھیجا یا کہین سے کوئی ملازم خدمتگار رقعہ لیکے آیا۔ چلیے غضب ہوا تیوریان بدل گئین باچھین پھرکنے لگین آلہی شکر الٰہی شکر چلو اچھا ہوا۔ یہ کوئی نئی ملاقاتی بڑے گھر سے دوست پیدا ہوئے۔ اِنکا حکم اتنی دیر بھی گھر واہے مین بیٹھنے کا نہین۔ پھر تازی تازی دوستی ہونا ملاقات کے معنی ہی یہی ہین جب تک ملاقاتی دوسرے کی ٹانگون مین ٹانگین ڈالے ایک جگہہ نہ بیٹھا رہے وہ ملاقات ہی کیا۔ ہمنے تو یہی دیکھا سنا کہ جہان کسی سے رسم و راہ دوستی آشنائی ہوئی وہان فوراً گھر بار تج دیا۔ جورو بچون کو استعفا دے اونہین کے دروازے پر دھونی رما بیٹھے لکیر کے فقیر ہو گئے۔ گلے وقت کی وہ مثل سُنی تہی کہ شادی مبارک نوکری ندارد یہان اولٹی گنگا بہی ہے۔ دوستی مبارک گھر داری ندارد۔ بلکہ جورو جاتا بال بچے سب برخاست۔ ماما او چھوٹی انا ذرا جا کے ان آدمی صاحب سے اتنا تو پوچھ آ کہ بھائی کہان بلایا ہی کیا کام ہی کچھہ خیریت تو ہے۔ بھلا اگر تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ قباحت تو نہین۔ خط چاہی کیسا ہی ضروری بلکہ دوسرے کسی شخص کا نقط یہان کے پتے سے آیا ہی پھر کچھ ہی کیون نہو بغیر کھولے اور پڑھ لیے جین کہان سب سے بڑھ کے شامت کی مار اگر کہین کیے پیاری دوست (تہذیب حال کا فقرہ)

سچ کہتے ہین مردوے اور طوطے کی ایک ذات ہی۔ بیوی بے دید بے مروت
آج کے سوا لعنت اللہ ہی جو انکا رستہ دیکھے اور بھوکون مرے۔ مین تو اپنی پیارے
دیدون کی قسم کل سے تو بجتے بجتے سویرے سے کہا پی گن ہو کے بیٹھونگی۔ پھر یہ بھی
میری ناحق کی بات ہی مان نہ مان مین تیرا مہمان اونہین اسکی پروا ہی کیا ہے
وہ نہین معلوم کہان کہان کون کون سی نعمتین کہا کے مونچھونپر تاؤ دیتے ہونگے۔
مگر آج نہو ذ وقت ہی ایسی باتون پر یہ جبھی تک ہو کہ دوسرا خیال نہ کرے جان کے
انجان بنا رہے سمجھے کیا آنکھون سے دیکھے اور ٹالا رہے نہین۔ تو ذرا سے مین آدمی کو
آٹے دال کا بھاؤ معلوم ہو جاتا ہی۔ دنکو تارے نظر آتے ہین۔
عورت اگر برضدی پر آئے تو مردوئے کو ناک چنے چبوا دے اور میری ناتھ
مین وہ چٹیا دبی ہی کہ ابھی کہو تو کل ہی سے گنی کا ناچ نچوا دون کچھ بنائے
نہ بنے۔ آنکھون سے دیکھین اور کرم کرم جلا کرین۔ ایک ادنی اسی بات کل ہوا
ہو کے باجی اماں کے بہانے سے چھوٹی پھوپہین کے یہان جاؤن اور پندرہ
دن کا غوطہ مار دون سواری پر سواری جائے اور خالی پھر آئے۔ یونہین اکیلے
پڑے مکھیان مارا کرین۔ پھر آپ سے آپ دوڑی تو یہ پھٹکار ہی میری باتون پر
لے لو وہی سید ہی سمجھ کے ننہی بھولی باتین کرنے لگی یہ نہین جانتی کہ گھر والے کا
ایک گھر نگھرے کے سو گھر۔ وہ تو خود اللہ پیر مناتے ہونگے کہ کہین یہ درفع دفعان ہو
تو کہل کہیلون رات رات بھر غائب رہون۔ لوج آگ لگے ایسے خاوند جوروکو
کلیجے مین پیپ پڑ گئی آئے دن کی سوئی سوختی۔ اس گھر داری کو لوکا۔ سات
چہیرون کا پھونس نگوڑی جان جلنے ہی کی ہو گئی۔ سب سے بڑی مصیبت

تازے پھولون کی خوشبو آتی ہی اور اوٹھنا کہان ملا گیا ایون ہی بیٹھے تھے
یہ نواب جوہر کہلتے جاتے ہین جناب امیر کی قسم مین تو اگر قرآن کا جامہ پہنکے آؤ
تو نہ مانون کچہ نہ کچہ دال مین کالا ضرور ہی- نیند کسی دن شام سے آتی تھی
کبھی دو دو بجے تک آنکھ نہین لگتی- ٹھنڈی سانس اکثر اوقات بلا ضرورت
بھی نکل جاتی ہی- شعر کا پڑہنا اور اوسکے مضامین کا مختلف ہونا کچہ اختیاری
بات نہین اور نہ کچہ ایسی قباحت ہی بھو کھ یہ کچہ ضرور نہین کہ ایک سی رہی
اور ایک ہی وقت اشتہا ہوا کرے سوتے مین آدمی بدخواب بھی ہوتا ہے
بڑاتا بھی ہی- مشکوک مزاج کو اکثر ذہری پرنالی کی چھیٹ سے بھی بغیر نہائے
چارہ نہین- نماز بڑے بڑے نمازیون کی ایک کیا دو دو چار چار وقت کی
قضا ہو جاتی ہی- آنکہین محرور مزاجون کی تو ہمیشہ اور یون عموماً گرمیون
کی فصل مین یا کسی گرم غذا کے کہانے سے سُرخ بھی ہو جاتی ہین رنج
ملال انسان کو ہوا ہی کرتا ہی ایک سی طبیعت ہمیشہ رہتی نہین کبھی گدگدی
مین آدمی رو دیتا ہی کبھی چھُریان کھاتا ہی اور ٹھٹھے لگاتا ہی سوتے مین
کروٹ کا ادہر سے اُدہر ہو جانا کوئی ایسے گناہ کی بات نہین پھر سوا موا
برابر مثل مشہور ہی- لیکن توبہ توبہ العظمت للہ جتنے سامان عرض کئے گئے
یہ جملہ دفعات مندرجۂ بالا ایک ایک کو تخم فساد کہنا چاہیے اسمین کی جو پھُنسی ہی
وہ ایسا دل باندہتی ہی جسکی حد نہین- وہ اوکھنین ہوتی ہین کہ جنہون کلیجے پر
نشتر پڑا کرتے ہین محرم کی مجلسین بلا قید کل فرقے سب تو مومنین ہوا چاہین
پھر ایک شہر کی سکونت اور کچہ نہ سہی تو خالی علیک سلیک صاحب سلامت ہی ہی

یا جانمن فدایت باد کسی بے اٹکل خانمان خراب نے لکھدیا اور بملاحظۂ اقدس
بیوی صاحبہ معصمہ آیا تو زمین آسمان کے قُلابے ملگئے۔ بہت بڑی بڑی
موٹی جلدون کے قرآن سات سات تلے اوپر رکھکے اوٹھی ہین کہ یہ خط کسی
عورت کا ہی۔ ہائین نام تو دیکھو نام کو کیا دیکھین اول تو بنا کے احمد محمود لکھدیا
دوسرے کیا مردانے نام رنڈیون کے نہین ہوتی ہین صاحب علیجان امیر صاحب
وزیر صاحب پیارے صاحب حیدر صاحب ایک ہو تو کہا جاے۔ باقی جب قلم
ہاتھ مین ہی تو گوہر خان یا خورشید کا خورشید حسن نہین ہوتا بلکہ اس قوم کے
تو یہی پیارے پیارے ننھے مُنّے نام ہوتے ہین۔ اب لڑائی کیا لینے جانا ہی
آٹھ آٹھ دن تک ہنڈیا چولھا اوندھا پڑا ہی۔ بہزار دقت بڑی منت خوشامد
سے جب سعی سفارش ہوئی تو اس خانہ جنگی سے نجات ملی غرض کہ آئی دن
کی تو تو مین مین۔ پھر ہانڈی کا سا ادبال ایک مورچہ ہو چکا تھا کہ دوسرا
قلعہ دغنے لگا آج کیا ہی دامن مین پیک کا دہبا کیون لگا ہی۔ کل یہ گلوریان
کہان چبائی گئین کہ ہونٹھون پر لکھوٹا جم گیا۔ جتنی جان عطر کیونکر نہ لگائے
ہون ابتو گلاب کیوڑے کے حوض مین غوطے لگتے ہین۔ بالون مین کنگھی
نہ کرے اور نہائے نہین تو جوئین بہنے لگین۔ کپڑے گرمی مین دوسرے دن
نہ اوتارو تو پسینے کی بو سے ناک نہ دیجائے۔ پناہ بذات خدا اب سنیئے
خدا راس لائے۔ یہ نکھار یہ چکن پٹ بغیر کہین لگن لگے تو ہوتی نہین۔
ماشاء اللہ جب دیکھو جیسے چوتھی چالے کی دولھن پٹیان نبتی ہین گلوری
سے منہ کبھی خالی نہین آئینہ تو سامنے سے سرکتا ہی نہین۔ بغلین سونگھ کے

پہلی نہین چھوڑتین۔ لڑا کا اس غضب کی کہ جسکی انتہا نہین ذرا ہونٹ
ہلائے اور بگڑ ہو گئی۔ کھانا چاہے کیسا ہی خوش ذائقہ ہو بغیر کسی عیب نکالی
کیا ممکن کہ نوالہ اوٹھائین۔ چولھے مین جاے ایسا پتلا شروا۔ بو ہائی بے مرچ
کی ہانڈی نگوڑی سیٹھی پھیکی نہ جسکا آب و نمک درست نہ مسالہ ٹھیک ہلدی
کی کچا ہند چلی آتی ہے چپاتیان ہین کہ گاؤزبان مین لنبی تانت سی چلی جاتی ہین
او سیر حیدہائی دہوئین کی بُو آٹا بطخون کے کہلانے کا یا موا گھوڑے کا اردادا
ایک گیہون کے چار چار ٹکڑے۔ کپڑا نہ کبھی پسند آیا ہی نہ آئیگا۔ گلبدن۔ شروع
کہاروے سی بدتر ٹانگین جلی جاتی ہین پھپھولے پڑ گئے۔ ململ۔ تنزیب جھونا
کتے کا کفن سُوت کی تار برابر ملتے ہی نہین۔ اطلس گرنٹ اب نہین معلوم کیسی
جھرجھری پتلی مُنی جانے لگی۔ جسمین روئین تک دکھائی دیتے ہین۔ میان کی
عزت کا پوچھنا ہی کیا موا مونڈی کاٹا جوانا مرگ کا خطاب۔ ذرا بات کی اور
کاٹ کھایا۔ مار پیٹ شرفا کا شیوا نہین۔ چشم نمائی خاطر مین کون لاتا ہی بلکہ
بے مارے توبہ یو نہین کوسم کاٹا بہتان لگائے جاتے ہین۔ مثلاً جلے بھنے کسی وجہ
گھر مین آئے۔ پکانے والی ہمیشہ کی پچپانی اُسیر بیگم صاحبہ کی مُنہ لگی ہوئی۔ ہر بات
مین پٹاخ پٹاخ بولے چلی جاتی ہی بندہ بشر ہی مُنہ سے نکل گیا کہ خبردار مُنہ سے
چڑ پڑ نکیا کر جھاڑ کا کانٹا ہو جاتی ہی زبان رکتی ہی نہین مُنہ مین بواسیر ہو گئی
ہی وقت دیکھتی ہی نہ بیوقت جب دیکھو حق ناحق کی ٹائین ٹائین آدمی کو مزاج
دیکھنا چاہیے اب وہ برابر سوال و جواب بلکہ تھوڑا بہت مزاج کو چراغ پائون
کرتی جاتی ہی چپ ہی نہین ہوتی مجبوری ددجے کو۔ چل چپ رہو۔ زیادہ

بغیر شریک ہوئے بنتی نہین۔طوائفون پر سب سے زیادہ محبت کا اطلاق رقعہ حصہ کیونکر نہ آئے۔ اب ادہر آدمی نے پکارا کہ ماماجی حصہ لیجاؤ۔ یہ بی آبادی کے یہان کی حاضری یا بی مشتری کے گہر کی تقلی ہی اور قیامت قائم ہوئی سچ مچ ٹیڑہی کہیر ہو گئی مجال کیا ٹاٹ کا پردہ نا نگہنے پائے مزدوری دستوری چہ معنی دارد بلا تشبیہ تبرک کی درو ستا ہونے لگی۔ سب سے بڑی اہم لڑائی پوری قلعہ بندی کوئی لونڈی باندی ماما اصیل پیش خدمت مغلانی اہاری کہاری ایک آدہے کنے سے درست سنون سے اتری ہوئی نہوئی اور گہر کا مالک سمجھلے کام کاج بہی ہبک دبک کے کیا پہر کیا پوچہنا لے میرے بہائی کہڑی کہڑے شہر بدر تو نہین گہر بدر کردی گئی اب کام کی تکلیف ہی تو بیزار کی نوک سے۔ ہزار دن لاکہون قسمون پر تسکین نہین۔ دشمنی روز بروز بڑہتی ہی جاتی ہی۔ غصہ مین اگر کبہی کوئی امر خلاف مزاج زبان پر آگیا تو نوبت یہ پانی بلند پہانسی دلوا دینا اور قتل کرا دینا باقی رہجاتا ہی۔ غرضکہ زندگی تلخ۔ یہ بہلا وزن نہایت جاہ پیار الفت محبت والا تہا اب اختلاف مزاج کا ذکر ہی کیا بقول شخصے ؎

تم تو بیٹھے ہوئے پہ آفت ہو ۔۔۔ اوٹھکہڑے ہو تو کیا قیامت ہو

دوسری قسم۔ ہانٹ کی اینٹ چورا ہے کا روڑا۔ بہانمتی نے کنبہ جوڑا۔ زبردستی پکڑ دہکڑ کے ماباپ کے حکم بموجب شادی ہوئی اور سپر بیوی جی بیوقوف وبدمزاج۔ اپنے گہر کے لاڈون کی پلی ہوئی۔ پہلی بسم اللہ بل کے

ساتھ تہا۔ چلو چنکارا ہوا خانہ آباد دولت ایزاد۔ تمہاری یہ راہ تو ہماری دہ راہ۔
ہین کہتی ہون یہ اپنے دل مین سمجھے کیا ہین۔ روٹی رزاق کے ہاتھ ہے۔
جہان بیٹھ جائین اور چار کو دیکے کھائین ایسے کچھہ ناخون نہین گر گئی۔ لو صاحب
جب تک مین کچھہ خیال نہین کرتی اور سچ تو یہ ہی کہ خیلاپنے سے اپنے خراب ہون
ہزار خرابی تیرے میرے کہنے سے تہوڑی بہت تتّو تھمبو ہوئی نہین تو چراغ پائون
ہو کے ہتھے پر سے اوکہڑی جاتی تہین غرضکہ میان کہین دن تو بیوی کہین
رات ذراسی بات مین شکائتین ہین کہ پڑی بازارون مین کودتی پہرتی ہین
محلّے کی کوئی پچپانی آئی اور کھلا کھلا کر کے سر پر اٹھالیا۔ اور شکایتون کے
طومار کا دفتر کھلا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ای بیوی خدا اس زندگی سے
موت دے مجھے اپنے پیارے دیدون کی قسم جان تک دو بھر ہی کیا کرون کیا
نہ کرون کدہر سر پیٹ کے نکل جاؤن دل چاہتا ہی کہ گریبان چیرون اور
سر بصحرا نکل کھڑی ہون خصم ہی کہ نگوڑا دل کا زخم۔ مردوا گھر مین کیا آیا کہ
زمین آسمان سر پر اوٹھا لیا کبھی سیدہی طرح بات نہین نصیب ہوتی ہم نہین
جانتے کہ دو گھڑی بیٹھ کے پیار اخلاص سے بات چیت کرنا کس چڑیا کا نام ہی
برسون ساتھ کو گذر گئے آنکھین پہوٹین جو دیکھا ہو کہ میان دھیلے کی مسّی لائے
ہون سرمہ خریدا ہو۔ ارے توبہ مردوے ٹوکرون بھر بھر کے مٹھائی پہولون کا
گہنا خوشی خوشی گھر مین لاتے ہین یہان اسکا ذکر ہی کیا کبھی خواب مین بھی
نہین دیکھا۔ پھر مجال نہین کہ مُنہ سے آدھی بات تو نکالو۔ ذرا ہون سے
تون کی اور عزرائیل گلا دبانے کو موجود ہی دُنیا جانتی ہی کہ میکے کا رستہ

بک بک نہ لگا عورت سمجھ کے مین کچھ نہین کہتا نہین تو ایسا ٹھیک بناتا کہ یاد کرتی
چل میرے بھیا اب آؤ تو جاؤ کہان بیوی صاحب تو کڑک بجلی کی طرح گرج
کے برس ہی پڑین - رونا درکنار کھڑی اور بیٹھی پیٹ رہی ہین ہی ہی میرے
آدمی پہ رکھے مجھے ذلیل کیا بُرا بھلا کہا - اپنی مان کی ہڈیان چباؤن جو آج
اس گھر مین کھڑے پانی پیون - میانہ نکلواؤ کہارون کو بلواؤ کیا مجھکو ئی یسی
ویسی بیوارثی مقرر کیا - ای تو یہ مین اون مین نہین ہون او بد مہری کی بچّی
مالزادی بیسوا اشتا کھڑی ہوئی دہگڑے کا مُنہ تکتی ہی ابتک کہار نہین بُلائے
جا جلدی سواری لگوا - مین تخت سلطنت ہو تو یون خاک مین ملادون -
گھر بار یون ملیامیٹ کردون - لو صاحب خدا کی شان خدا کی قدرت مجھسے
یہ بدزبانیان یہ ذلتین کا ہے کو اوٹھین گی - چہ خوش چوری اور سینہ زوری
ایک تو ہم آپ کے نیک و بد سے خبر نہین دن دن بھر جہان جاہین یہ ہنڈلتے
پھرین ہم ہین اور گھر کی چار دیواری سارا دن کوئی ٹھکانا دالان کی دھنیان
پڑے گنا کرتے ہین نہ اچھے کے نہ بُرے کے چُپ چاپ دم سادھے بُرے کے
جندڑے کو روتے ہین اُسپر یہ غرّے ڈبّے گھر مین کیا قدم رکھا کہ سُوا ہلا کو گھسا
کسی نے بات کی اور گلا دبانے کو موجود - کیونکر مُنہ مین چھوہا لگائے ہون سے
تون نہ کرے آج کو میری پکانے والی کی دھجیان اوڑائین ایک عن کے بھتر
تن کیے - کل کو مجھے جوتیان لگائینگے اس سے پیچ پی ہزار نعمت کہائی بس
ہو چکا چھوڑو بی بلی مرغا لنڈورا ہو کے جیے گا ایسے خصم کو جُھلسا مجھ مین اب
کوفت کہانے کی طاقت نہین رہی بس بہت برداشت کر چکی - آج ہی تنک کا





کسی نے نہین بند کیا یہان جما جما (جمعہ جمعہ) آٹھ ہفتہ نوا توار دس نا پیر گیارہ منگل بارہ بدھ تیرا جمعرات چودہ دن ہوئے کہ بھابی امان کی کچہ خیر خبر تک نہین معلوم کل کہین مجہ بختی کے منہ تے نکل گیا کہ میرا دل بہت گبھراتا ہی جی چاہتا ہی دو چار دن کو ذرا کہڑے ترٹے ہو آؤن پھر چمیگوئیان تہین کہ اللہ دے اور بندہ لے وہ وہ کللاح کی باتین کہ سبحان اللہ ہان ہان کیون نہین بیشک ٹہیک بہت دن گذر گئے۔ اُخوہ پہر تمہارے گہر والے کہ ہشنہ کی عاشق زار جب دیکھیے دن مین بارہ بارہ آدمی خبراتہ کو چلے آتے ہین تل پہوٹتی خیر صلاح منگائی جاتی ہی۔ لاحول ولا قوۃ توبہ کرکے کہتا ہون مین تو کبہی ایسون کے نام پر جوتی بہی نہ مارون میرے باپ ایسے ہوتے تو ابہا (بچی) گنج مین بدلوا ڈالتا یا نخاس مین ٹکے ٹکے ہنیسری کھڑا کر کے بیچتا۔

پھر بہن بولو مجھے برا لگے کہ نہ لگے مین ساری پیری بن آگ جلون کہ نہ جلون لے اب فرمایئے کہ بیوی صاحب کیا ایک قہر خدا ہی۔

پنڈت تربھون ناتھ صاحب ہجر و المتخلص بہ ہجر

حضرت ہجر کے والد ماجد کا نام پنڈت لشمبھر ناتھ صاحب صابر و المتخلص بہ صابر تھا حضرت ہجر ۱۸۵۳ء مین تحصیل جنیا مین پیدا ہوے تے۔ مگر زیادہ تر سکونت سے فیض آباد فیضیاب رہا علوم مشرقی کی تعلیم زمانہ کے دستور کے مطابق مکتب مین حاصل کی انگریزی مین کیننگ کالج لکھنؤ مین ایف۔ اے تک سلسلۂ تعلیم جاری رہا لیکن امتحان کی ناکامیابی نے دل توڑ دیا۔ اس سلسلہ کو ترک کرنا مناسب سمجھا۔ بعد ازان فکر معاش مین اودھ کے مختلف ضلعون مین گھومتے رہے۔ آخرکار گونڈہ مین مستقل سکونت اختیار کرنیکا ارادہ کیا تھا۔ مگر گردش تقدیر نے چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ دو سال گذرے تھے کہ درد زانون کی شکایت پیدا ہوئی۔ مرض نے نہایت طول کھینچا مجبور ہو کر فیض آباد علاج کے لیے واپس آنا پڑا۔ یہان چھ مہینے بیمار رہکر مطابق ماہ مارچ ۱۸۹۲ء حضرت ہجر نے احباب کو داغ مفارقت دیا۔ تخمیناً ۳۹ سال کی عمر پائی۔

حضرت ہجر ان چند حضرات مین ہین جنکی شہرت کا آفتاب اودھ پنچ کے مطلع سے چمکا ہے۔ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ اودھ پنچ کے پہلے خریدار حضرت ہجر تھے اور سال بھر تک قریب ہر پرچہ مین آپ کے ایک دو مضامین شائع ہوا کیے۔

اودھ پنچ کے علاوہ آپ سنجیدہ مضامین مختلف رسالون اور اخبارون مین لکھا کرتے تھے یہ امتیاز زیادہ تر مراسلہ کشمیر۔ مرۃ الہند۔ وکیل ہند وغیرہ کو حاصل ہوتا تھا۔ "ماہیت خواب" "نفس امارہ" "شرقی تہذیب" "مسئلہ ویدانت" وغیرہ پر اکثر معرکے کے مضامین لکھے جنکو عبارت کی سلاست و پاکیزگی اور خیالات کی بلندی کیوجہ سے پسند عام اور قبول خاص کا شرف نصیب ہوا

حضرت ہجر کو شاعری کا بھی مذاق تھا۔ قدر بلگرامی (نور اللہ مرقدہٗ) کے شاگرد تھے اردو سے تو انکو خاص انس تھا اسکے علاوہ منشی محمد سجاد حسین صاحب فرماتے تھے کہ فارسی کلام انکا خوب ہوتا تھا۔ اکثر احباب کے جگھٹے دریا کنارے ہوتے تھے وہان حضرت ہجر برجستہ اشعار تصنیف کیا کرتے تھے۔ غزل کم کہتے تھے مسدس کا رنگ زیادہ پسند خاطر تھا اس قسم کی نظمون مین لسان الغیب کشمیر کہا جاتا تھا۔ نوحۂ کشمیر و فغان کشمیر نے زیادہ شہرت پائی مگر افسوس ہے کہ انہون نے اپنے کلام کی قدر نہ کی خدا جانے یہ کیا قدرت کا راز ہے کہ اکثر صاحب اپنے جوہر کی قدر نہین کرتے۔ انیس مرحوم نے کیا خوب کہا ہے ؎

محرم الحرام

دل کو میرے شغل غمگساری کا ہی — غفلت مین بھی طور ہوشیاری کا ہی
گردون کو اگر ہی سرکشی کا غرّہ — ہمکو بھی غرور خاکساری کا ہی

یاحضرت! ذری اِدھر مخاطب ہوجیے۔ واللہ۔ واہ مانتا ہون۔کیون نہو۔ ہم برتاب گڈھے سے ننگے پاؤن نہار مُنھ سر پر بھوسا اُڑاتے۔ خاک پھانکتے محرمی صورت بنائے آندھی کی طرح چلے آتے ہین اور آپ ہین کہ چپ چاپ مزے سے مُنھ مین گھنگنیان بھرے۔ کانون مین تیل ڈالے۔ لحاف مین دبکے پڑے خرّاٹے لے رہے ہین۔ سبحان اللہ بس آدمی ہو تو آپ سا ہو۔ لے آپ کو واللہ ہی۔ اُٹھیے بھی بعد عشرے کے پیٹ بھر کے سو لیجیے گا۔ اے ہی آپ کا سونا نہ ٹھہرا ہمارا نصیب ٹھہرا کہ ایک مرتبہ جو لمبی تان کے اتنا غفیل ہوتا ہی تو بس گھوڑے ہی بیچ کے سویا۔ اور پھر۔ ع

کچھ ایسا سویا کہ پھر نہ جاگا مجھے اُسے ہم جگا جگا کر

آخر آپ ہین کون۔ کہان سے آنا ہوا۔ الحمدللہ آپ خیر سے جاگے تو مسافرونکا پتا نشان کیا

گو صورت دریا ہمہ تن جوش ہون مین — لب خشک مین چشم تر ہی خاموش ہون مین
کیا پوچھتے ہو مقام و مسکن کیسا — مانند حباب خانہ بردوش ہون مین

اخ آہ آپ ہین۔ بسم اللہ۔ آئیے بغلگیر تو ہولین۔ حضرت یہ محرم مین سفر (نمقر) کیسا۔ جی یہ زمانہ ہی اُلٹو انسی ہی بڑے دن کی خوشی اور محرم کے ماتم کو نہ دیکھ لیجیے ماشاءاللہ کیا اجتماع ضِدّین ہوا ہی۔ ہان یہ تو فرمائیے کیونکر آنے نہ سان

کس طرح قدر تجھے اپنے سخن کی ہو نہیں   مرتبہ مشک کا آہوئے ختن کیا جانے

جنانچہ حضرت ہجر نے کبھی کسی مضمون یا نظم کا مسودہ اپنے پاس نہین رکھا حافظہ خوب تھا نظم کا کلام از بر رہتا تھا - شاید یہی وجہ اس بے توجہی کی ہو - لیکن اُنکے مرنے کے بعد بابو گنگا پرشاد صاحب ورما اڈیٹر اخبار ایڈوکیٹ و ہندوستانی نے کچھ انکا کلام جمع کرکے ترتیب دیا تھا اور یہ ارادہ تھا کہ ایک مجموعہ کی صورت پر شائع کیا جائے مگر شومی تقدیر سے وہ بھی تلف ہو گیا - ایک مسدس انکا موسوم بہ کچا چٹھا اکثر بزرگان قوم کے پاس موجود ہی - یہ وہ نظم ہے جو کہ انہون نے ایک قومی جھگڑے کے موقع پر تصنیف کی تھی اسکے پڑہنے سے انکی زباندانی اور جوش طبیعت کا اظہار ہوتا ہی اس نظم مین نہ رنگین بیانی کو دخل ہی نہ زیادہ تر تشبیہون اور استعارون سے کام لیا ہی سیدہی سیدہی باتین ہین مگر گرمی - تاثیر سے مالامال - چند بند ہدیۂ ناظرین ہین -

عداوت کے شعلے کو بہڑکانے والو   جہالت کی زنجیر کھڑکانے والو
دلون کو ضعیفون کے دہڑکانے والو   نیا روز اک جوڑ بہڑکانے والو
یہ کیا نت نئی شعبدہ بازیان ہین
یہ کیا قوم مین رخنہ اندازیان ہین

یا ایک مقام پر بگڑ کر کہتے ہین ؎

اگر لکھنؤ مین تمہین پارسا تھے   بڑے نیک طینت بڑے پارسا تھے
اگر قوم مین تم ہی دہرم آتما تھے   بڑے پاک باطن بڑے پارسا تھے
تو بہتر تھا گھر بار سب تیاگ دیتے
چلے جاتے کاشی مین سنیاس لیتے

یا قوم کی حالت زار کا نقشہ یون کھینچتے ہین -

ہر اک قدم مین صد رنج و محن ہے   نہ وہ صحبتین ہین نہ وہ انجمن ہے
بدی پر بپا اسمال چرخ کہن ہے   نہ ہے جوش قومی نہ حب وطن ہے
محبت ہے باقی نہ الفت ہے باقی
پڑی قوم مین پھر ہے نا اتفاقی

رات کے آٹھ بجے ہونگے کہ بندۂ درگاہ کوٹ وپتلون ڈانٹ چھڑی ہاتھ مین لے
سیٹی بجاتے رپ رپ چل کھڑے ہوئے اور آناً فاناً مین دن سے نجف اشرف
داخل۔ ای سبحان اللہ روشنی تھی کہ ایک نور کا دریا موجین لے رہا تھا۔ سڑکین
صاف اور ستھری دو طرفہ ٹیٹیون پر گلاس روشن۔ مقام پاک و مقدس ہر ایک
چیز موزون و مختصر اور پھر کیون نہو۔

همشان نجف نہ عرش انور ٹھہرا   میزان مین یہ بھاری وہ سبکتر ٹھہرا
اس پلے مین تھا نجف اور اس پلے مین عرش   پہونچا وہ فلک پر یہ زمین پر ٹھہرا

وہان سے جو اڑنچھو ہوتا ہون تو داروغہ میر واجد علی صاحب مرحوم کے
امام باڑے مین جا دھمکا۔ سچ پوچھیے تو داروغہ صاحب کے فرزند ارجمند نے
اچھا نام روشن کیا تھا۔ سورج مکھی کی روشنی قابل دید تھی۔ یہی معلوم ہوتا تھا
کہ کوہ نور دمک رہا ہی۔ وہان سے جو طرارہ بھرا تو جھم سے چوک مین۔ دوکانت
سجی ہوئین۔ ایک طرف کونڈے۔ نارنگی۔ امرود۔ کیلون کے ڈھیر لگے ہوئے
دوسری جانب سیب۔ انجیر۔ انار۔ بادام۔ چلغوزے۔ پستے کشمش۔ منقے
خوبانی۔ انگور کی قطلیان اور اخروٹ دھرے ہوئے۔ حلوائیون کے خوانچون مین
چاندی کے ورق لگائی ہوئین برفیان۔ جلیبی۔ لڈو۔ پیڑے۔ کھاجا۔ امرتی۔
قلاقند۔ پیٹھے کی مٹھائی۔ گرما گرم نان خطائی۔ حلوا سوہن۔ کڑاکے دار ریوڑیان
مصری کے کوزے۔ قند۔ لوزیات بعنوان شایستہ چنے ہوئے۔ ایک عجیب
لطف دے رہے تھے۔ ”نو بہار گوٹا“ صدا کان مین آتی تھی آدمیون کا وہ
اژدہام تھا کہ معاذ اللہ۔ سڑکین کھچا کھچ بھری ہوئی تھین۔ کھوے سے کھوا

نہ گمان کھٹ سے موجود۔ اے حضرت یہ نہ پوچھیے۔ آپکے تو اس طرح سے آئیے جیسے
سمندر مین جوار بھاٹا۔ زمین مین زلزلہ۔ ہندوستان مین ادبار۔ مدراس مین
قحط۔ سلطنت عثمانیہ مین زوال۔ کابل مین روسیون کی سفارت۔ ویسی
اخبارون مین الکٹ تو چشم بددور آپ کی آمد آمد نہوئی قیامت ہوئی۔ مرگ مفاجات
ہوئی۔ آئین یہ کیا؟ حضرت۔

قدم نامبارک مسعود گر بدیار رود بر آرد دود

ابھی کل کی بات ہی اینجانب پرتاب گڈھ مین بیٹھے عید الضحیٰ کی خوشیان
منا رہے تھے۔ لکھنؤ کیا آئے کہ ریل سے اُترتے ہی چھینک ہوئی۔ پہلے ہی پہل
حضرت محرم سے مصافحہ کرنا پڑا۔ اور گستاخی معاف آپ بھی بس دل مین دعائین
بھی دیتے ہونگے کہ اچھے آئے تمام شہر مین کہرام مچگیا۔ محلون مین ٹیس پڑگئی۔
ہر سمت سے سینہ کوبی کی آوازین آنے لگین۔ جس کوچے مین نکل جایئے رونا پیٹنا
مچا ہوا ہی۔ کیا امیر کیا غریب سب کے ہان ماتم ہو رہا ہی۔ اشعار بھی پڑھے جاتے ہین
تو سوز اور درد کے اب بھی گھر سے ساعت واعت بچار کے چلا کرینگے۔ لے اِس
دُکھڑے کو تو ریل بیگ مین تہ کر رکھیے۔ اور یہ فرمایئے کہ کہان کے سیر سپاٹے کیے۔
کیا کیا مزیداریان دیکھین۔

بہئی لکھنؤ کا بھی محرم یاد رہے۔ ہم خرما و ہم ثواب۔ دنیا اور عقبیٰ دونون کے
فائدے۔ زیارتون مین قند مکرر کی حلاوت۔ روحانی اور جسمانی دونون لذتین۔
اور ہمکو تو آپ بخوبی جانتے ہین۔

دارم زکفر و دین بہر یک قدم دو سیر من میروم بہ کعبہ و دل میرود بہ دیر

روسنہرے پتیلون کے ہاتھ مین زنجیراور اُسمین روشنی کے گلاس تیل تبی سے درست
اس طرح آویزان تھے۔ کہ شب یلدا مین کہکشان کا جوبن دکھاتے تھے کنوئین پر تیلیو نکا
وہ نکھار اور رنگ وروغن تھا کہ بے اختیار پیار کرنے کو جی چاہتا تھا۔

خلاصہ یہ کہ امسال حسین آباد پر **فضل حسین** تھا جو سب چیزین ایک عمدگی اور
قرینے سے تھین۔ انتظام بھی ماشاراللہ وہ تھا کہ چلئے و جلے۔ خدا آیندہ سال بھی یہی
رنگ وروپ رکھے۔ صبح ہوتے تعزیون کی سیر مین دیکھین اگلے کی ضریح میان
خدابخش کی بنائی ہوئی اس آن بان سے نکلی کہ یہی معلوم ہوتا تھا کہ چاندی کی
ضریح ڈھال کے طیار کی گئی ہے۔ کاطین اور تال کٹورے کے جگمٹے بھی مدتون
یاد رہین گے۔ بڑے بڑے نواب اور اونچی اونچی رنڈیان ننگے سر برہنہ پا اُسی دن
دیکھنے مین آئین۔ حضرت رنج والم کا تونام ہی نام تھا۔ یارلوگون کے اندھیرے
اُجالے مطلب براری خوب ہوئی۔

بی گوہر کا بے ساختہ پن بھی نہ بھولے گا۔ وہ اودے پھول گرنٹ کا انگرکھا
سبز اطلس کا چست گھٹنا ؎

برمین تھی لباس چست معقول کانون مین سیاہ تھے کرن پھول

ہاتھون مین کلابتون کی لچھیان۔ کربب کی گوٹدار رضائی عجب ستم ڈھاتی تھی۔
لے حضت اب طبیعت کی کیفیت دگرگون ہے۔

ٹیس پھر اُٹھنے لگی پھر اُسی دُکھ نے گھیرا پھر کراہا دل بیمار خدا خیر کرے

اب لکھنا وکھنا خیر صلاح۔ آیندہ سال انشاءاللہ دیکھا جائے گا۔

ذری بالفعل پڑھیے گا۔ واللہ واہ بخت بھی کیسر ہوا ہے۔

چھلتا تھا۔ تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی۔ تھالی اگر پھینکتے تو سر دن ہی پر جاتی اور
رائی چھٹکاتے تو زمین پر نہ آتی۔ آپکا کارسپانڈنٹ بھیڑ مین پہونچتے ہی۔ اوپر
اُچکا۔ اُچکنے ہی کی دیر تھی کہ پھر کیا۔ چڑھ مار گولر پاکے۔ چڈ میان لیتا ہوا
آغا باقر کے امام باڑے تک جاتے کچومبر نکل گیا۔ وہ دھکم دھکا ریلم ریلا تھی کہ
الٰہی تیری پناہ۔ جسکا زمین سے پانون اُٹھ گیا۔ بس ہاتھون ہاتھ معلق جا رہا ہے
اِس مقام پر اکثر اصحاب کو ہمنے اِدھر اُدھر دست شفقت پھیرتے بھی دیکھا۔ لیکن
ہتے پر ٹوکنا مناسب نہ جانا۔

وہان سے حیدری کے امام باڑے کی طرف رُخ کیا۔ اور نئے محل کی زیارت
کرتے ہوے پچھلے پاؤن پلٹا۔ بی حیدر جان کے سوز سُنے۔ کیا کیا چھوٹین لی ہین
کہ واہ جی وا۔ وہ رکھب گندہار لڑتی ہوئین ٹیپ کی تانین تھین کہ سبحان اللہ۔
سبحان اللہ۔ ایک ہی مصرعے کی تقسیم مین مُلتانی۔ سری راگ۔ اور بھیرون کی
چھاؤن دکھائی دی اور پھر کیا مجال کہ پڑھتے وقت چہرے پر شکن آئی۔ ایسا
گلے کا لوچ اور آواز مین سوز وگداز دیکھا نہ سُنا۔ بارہ بجے ہونگے کہ جلسہ برخاست ہوا
اور دروازے سے قدم باہر رکھا ہی تھا کہ ایک سمت سے یہ آواز کان مین آئی کہ بھئی

پھرتے ہین جوان بانکے۔ ترچھے۔ ٹوڑے — تاکے کس مہ جبین کو کس کو گھورے
آؤ آؤ حسین آباد چلین — دن ہوتے ہین سال بھر کے دھرے اودے

حسین آباد کے کیا کہنے ہین۔ روشنی چشم بد دور۔ نورٌ علیٰ نور تھی۔ ہر در و دیوار پر
کنول روشن۔ جھاڑ۔ فانوس۔ مردنگیان۔ ہانڈی۔ گلاس جگمگا رہے تھے۔

ؤ شکن کی اب حاجت ہی کیا ہے۔

ہو بہو خون کبوتر بو باس صلّے وجلّے واللہ ہی ایک مرتبہ نگاہ بھر کر دیکھ لیجئے دو دن تک
جسکی کی حاجت نہوا ور پھر مین آپ سے کہون وہ اُنکی تماشے کی پٹ ڈالدینا
ستم ہی برپا کردیتی ہی کیا مجال کہ کہین چھینٹا رُکے تو۔ ایکدم مین طبیعت باغ باغ
ہوجاے خیر یہ تو اُنکے بائین ہاتھ کا کھیل ہی موزونی طبع تو اُنکے حصے مین پڑی ہی
ادھر آپ نی شعر پڑھا اور اُدھر جواب لیجئے۔ اور تو اور شیخ سعدی کی کلام کی تصحیح کر ڈالی۔
اور پھر کیسے کیسے مصرعے چسپان کئے ہین کہ جنکا جواب نہین۔ اعجاز کہئے تو بجا ہی حضرت آپ پسند
کرین یا نہ کرین ہماری امت والون نی تو یہ دلمین ٹھان لیا ہی کہ اب کریما کے عوض
یہی اشعار بچون کو پڑھایا کرینگی جس سے دنیا و عقبیٰ دونون ہاتھ لگین۔ حضرت فرماتے ہین۔ کہ

میرے ساقی چانڈو کا چھینٹا پلا — کہ ہستم اسیرِ کمندِ ہوا
مزا اکرِ کرا ہوگیا دے چرس — ندارم غیر از تو فریاد رس
خوش از چانڈو و بازی دگر کار نیست — وزین گرم تر ہیچ بازار نیست
مدک چون مسِ قلب نے اکیمیاست — کہ افیون ہمہ درد ہارا دواست
اگر چانڈو و بازی تو کرا ختیار — شود خلق دنیا ترا دوستدار
یہ افیونیون کی کمر خم نہین — نہد شاخ پُرمیوہ سر برزمین
کمر خم ہوئی رہگیا مغز و پوست — تواضع زگردن فرازا نکوست
مدک کش لگائے اگر دم سنبھل — زند سوز او شعلہ در آب و گل
ادھر لاؤ حقہ لگاؤ نہ دم — کہ ناگہ شود سر بسر کالعدم
جو افیون پیے ہے وُہی آدمی — نزیبد زمردم بجز مردمی
میان ہیچر پینک مین آٹھون پہر — بغفلت مبر عمر در دے بسر

نشہ کی ترنگ

مہنگا کرا آٹا اور سستی کرا فیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ای جناب اودھ پنچ صاحب - واللہ ہی کل مکتب ہین کیا جی خوش ہوا ہی کہ
قسم ہی جناب امیر علیہ السلام کی یہی بار بار دل چاہتا تھا کہ اللہ رکھے منے مرزا کو
ایک دم چھاتی سے جدا نکرون - بخدا کسینے سچ کہا ہی تخم تاثیر صحبت اثر - باپ پوت پراپت
گھوڑا کچھ نہین تو تھوڑا تھوڑا - پھر آخر اچھے مرزا ہی کے تو صاحبزادی ہین ماشاء اللہ
سے وہ بلا کی طبیعت پائی ہی کہ حضت کیا عرض کرون مجھ تو رہ رہ کی یہی خیال آتا ہی کہ
یہ دن سن - نام خدا اُٹھتی جوانی ہنوز مسین بھی اچھی طرح نہین بھیگی ہین اور یہ فکر
آسمان پیما خدا چشم زخم زمانہ سی بچائے وہ پیاری طبیعت پائی ہی کہ سبحان اللہ بحمدہ باوجود
صدہا نوکرون کے اچھے مرزا اپنی ہاتھ سے چلم بھر کر دیتی ہین اور پھر ہین اُس چلم کی کیا
تعریف کرون جسمین تلی اوپر چار توے اور پھر مزا یہ کہ چارون کی کیفیت نرالی ایک جلا
دوسرا موجود پھر کش شربت کا گھونٹ دھوئین کی یہ لطافت کہ ہوالاول ہوالآخر -
ہاے لال لال بیچے کولون کو اس ترکیب سی جماتی ہین کہ تحریر اقلیدس کی حسن شکل
سے چاہیے بہڑا لیجیے اگر سر مو فرق ہو تو ہاتھ قلم کر ڈالیے ایک حقہ ہی نہین چانڈو کا
قوام وہ پریا تیار کرتی ہین کہ بس اور کیا کہون ہاتھ چوم لی - اور یہی اُنکی سی محنت
کوئی کر تو لی جناب سید الشہدا کی قسم کہا کی کہتا ہون کہ افیون کو بانات کی ٹکڑے
مین کم سی کم دو سو مرتبہ تو سعطر کرتے ہین اُسوقت اُسکی رنگت دیکہنی سے تعلق رکھتی ہی

ایکا نون سے اپنے یہ نفرت کہانتک یہ مینڈھے لڑانے کی عادت کہانتک
ذرا کھول کر کان سُن اس سخن کو
ہے در پیش چہ آخرش جاہ کن کو
یہ انصاف سے تو نے کیون مُنہ کو موڑا یہ آغوا کا کیون تو نے طوفان جوڑا
خور و نوش کیون انپے بہائی کا چھوڑا یہ کیون سلسلہ حب اخوت کا توڑا
یہ نفسانیت کیا سمائی ہے سر مین
یہ اخراج جائز ہے کس شاستر مین
بہلا پنڈتون سے بوستہا بہی لی تہی جرائم کی مجرم سے تحقیق کی تہی
کمیٹی مین پستک بہی کوئی کہلی تہی کچہہ انصاف بہی ان تہایا دل لگی تہی
یہی طور پنچایتون کا اگر ہے
سزاوار اخراج پہر ہر بشر ہے
جہان ملگئے چار ہم قوم بہائی شکایت کسی نے کسیکی سنائی
تو پہر کسکا اظہار کسکی صفائی وہین فرد اخراج دستخط کرائی
ہوئی گشت شہرون مین اور سبنے جانا
کہ خارج ہوا قوم سے ہے فلانا
یہ اخراج کا گر رہا تازیانہ کہانی رہی یہ - یہی گر فسانہ
تو آتا ہے نزدیک وہ بہی زمانہ کہ اوٹھیگا کل قوم کا آب ودانہ
مزا ہے یونہین نت نیا تفرقہ ہو
یونہین قوم مین تعمیہ تخرجہ ہو

لسان الغیب کشمیر

سنبھل قومی اعزاز کے کھونیوالے زمانے مین تخمِ حسد بونے والے
جہالت کی چشمے سے مُنہ دھونیوالے خبردار او بے خبر سونے والے

گھٹا کی طرح چھارہی ہے تباہی
تری قوم پر آرہی ہے تباہی

ترے ساتھ کیا قوم نے کی بُرائی جو گمنام فہرست ہر جا گھٹائی
یہ کیا تفرقہ ڈالنے کی سمائی چھٹے باپ سے بیٹے بھائی سے بھائی

بھلا مقتضای ریاست یہی ہے
شرافت یہی ہے نجابت یہی ہے

تری قوم کو اس عداوت نے کھویا جہالت نے کھویا حماقت نے کھویا
بنا گھر ترا تیری عادت نے کھویا تجھے فخر بیجا کی شامت نے کھویا

وہ حالت ہی جسکا سدھرنا ہی مشکل
تہ آب سے اب ابھرنا ہے مشکل

یہ سودا سمایا ہے کیا تیرے سر مین جو شاخین نکالی ہین جھوٹی خبر مین
ہے بچہ بچہ حیف ہر ایک گھر مین لڑائی ٹھنی ہے پدر اور پسر مین

جو چندے رہی یونہین بے اعتدالی
تو پھر قوم کا بس ہے اللہ والی

یہ ذاتی تشخص یہ نخوت کہان تک یہ پندار یہ عُجب ثروت کہانتک

طوائف سے ہو گر مجوشی تو واجب　　بہم ملکے ہو بادہ نوشی تو واجب
امیرون کی ہو خیر کوشی تو واجب　　جو دانستہ ہو چشم پوشی تو واجب
مدک چانڈو افیون سے تم کو جائز
دوا؟ ہر اک چیز ہے تم کو جائز

اِن افعال پر نکتہ چینی خطا ہی　　رئیسون کو ہر فعل کرنا روا ہی
نہ معلوم کیا کیا دلون مین بھرا ہی　　اِس اخراج کا اور ہی مدعا ہی
کلب اور اغوا کا ہے اک بہانا
غرض قوم پر ہے دباغت جتانا

ارے جوش قومی کہان ہی کدھر ہی　　یہ کیا ہو رہا دیکھ شام و سحر ہی
کبھی تیری انصاف پر بھی نظر ہی　　تری قوم کی دیکھہ حالت تبر ہی
جو مفلوک ہین یا کہ ہین صاحبِ زر
ننگا ہون مین تیری تو سب ہین برابر

جو مارل کرج کا تجھے ہے سہارا　　دباغت یہ کب ہو گی تجکو گوارا
اگر تو بھی اسوقت ہمّت کو ہارا　　چنین خوف بیجا مبارک شمارا
یقین یہ نہین تیری ہمت جو کم ہو
یہ ممکن نہین تو نہ ثابت قدم ہو

کسی نے بھی اخراج ایسا سُنا ہی　　کبھی ایسا کشمیریون مین ہوا ہی
سمجھنے کے قابل یہ کل ماجرا ہے　　یہ ذاتی عداوت نہین ہی تو کیا ہی
بجھاتی ہین ثالث لگی اپنے جی کی　　صدا بھی نہین سنتی ہم مدعی کی

مری قوم کے پیارے کشمیری بہائی ۔۔۔ یہ ہٹ دہرمی کیون اتنی دلمین سمائی
گمنا خوف کی کیون ہی آنکہون پہ چہائی ۔۔۔ سمجھہ بوجہکر کیون ہے بے ذاعتنائی

ذرا دل مین سوچو تو للّٰہ صاحب
زبان پر ہی کچہہ دلمین کچہہ واہ صاحب

مجبوری دستخط کا کرنا غضب ہی ۔۔۔ بزرگون پہ الزام دہرنا غضب ہی
اس اخراج سے آپ ڈرنا غضب ہی ۔۔۔ مخالف کے آگے مکرنا غضب ہی

وہی ہو گا قسمت مین جو کچہہ بدا ہی
رضاے خدا راستی مین سدا ہی

یہ غالب ہوئی دنیوی تم پہ عبرت ۔۔۔ کہ دنیا کو عقبیٰ پہ دی تو نے سبقت
بڑہی ایسی تخویف بیجا کی عزت ۔۔۔ گہٹائی نگاہون سے ایمانکی وقعت

نہ ہے اور نہو گا یہ مسلک ہمارا
مبارک تمہین دہریہ پن تمہارا

کہلے بندون ہوٹل مین جانا روا ہی ۔۔۔ گلاسون کا منہہ سے لگانا روا ہی
برانڈی کی بوتل لنڈہانا روا ہی ۔۔۔ مٹن چاپ کٹلٹ کا کہانا روا ہی

پیو برف بے کہٹکے اسٹیشنو پر
اڑاؤ لیمونیڈ سوڈا و جنجر

کرو سر کو جیب جیب کی گر خم تو جائز ۔۔۔ عبادت کرو دولتی دائم تو جائز
جو گہر ڈال لو کوئی خانم تو جائز ۔۔۔ شکر شیر ہو جاؤ باہم تو جائز

وہی کرتے ہین جنکی کچہہ حوصلے ہین ۔۔۔ جو سچ پوچہو دولت کی سب چوچلے ہین

نواب سید محمد صاحب آزاد آئی۔ ایس۔ او

مشرقی بنگال کے ایک سربرآوردہ اور دولتمند خاندان میں سنہ ۱۸۵۰ء میں ڈھاکہ میں پیدا ہوے۔ اور اوئل عمر میں تعلیم بھی وہین پائی فارسی واردو کی تعلیم ایک نامی اُستاد یعنی آغا احمد علی اصفہانی[1] مصنف موید برہان کے زیر نگرانی پائی۔ آپ اُستاد کے نہایت رشید شاگردون مین سے تھے۔ اُس زمانہ مین اول تو انگریزی تعلیم کا چرچہ ویسے ہی بہت کم تھا پھر بنگالہ کے مسلمانون مین تو صرف شاذو نادر اصحاب اسطرف توجہ کرتے تھے۔ چنانچہ آپ نے ایک خط مین فرماتے ہین "انگریزی مین مجھے انٹرنس فیل ہونے کی عزت بھی حاصل نہین ہے ہمارے وقت مین ہمارے شہر کے مسلمانون کو انگریزی خوانی سے مطلق رغبت نہ تھی۔ مین نے تفنناً چند روز انگریزی پڑھی تھی اور سہ سال کالج بھی گیا تھا اُسکے بعد پھر اپنے خسر معظم نواب عبد اللطیف صاحب بہادر مرحوم کی صحبت بابرکت مین کلکتہ مین رہکر کتب بینی سے کسیقدر انگریزی حاصل کی اور پھر نوکری اختیار کرنیکے بعد بشرط ضرورت اپنی انگریزی کی تکمیل کرتا رہا۔" سرکار انگریزی کی ملازمت عہدہ سب رجسٹراری سے شروع کی لیکن رفتہ رفتہ مختلف مدارج طے کرتے ہوے کلکتہ کے پریسڈنسی مجسٹریٹ اور آخر مین انسپکٹر جنرل آف رجسٹریشن ہوے۔ دو دفعہ بنگال کونسل کے ممبر منجانب گورنمنٹ نامزد ہوے اور آئی۔ ایس۔ او

[1] غالب مرحوم نے برہان قاطع لغت کی رد مین ایک کتاب موسوم بہ قاطع برہان لکھی تھی اسکے جواب مین آغا احمد علی صاحب نے موید برہان لکھی تھی جس کا جواب مرزا صاحب نے تیغ تیز سے دیا تھا اور پھر اسکا جواب الجواب آغا صاحب نے شمشیر تیزتر سے دیا تھا اس علمی معرکہ کا پورا قصہ مولانا مرحوم نے یادگار غالب مین بیان کیا ہے۔

یسی آجکل چار سو گفتگو ہے | کہ یہ قوم بھی حیف کیا جنگجو ہے
لگٹے مرتے آپس مین ہین ایسی خو ہی | بھلا کیون نہو آخرش لکھنؤ ہے

ولایت کا جو نام تک لے وہ خارج
جو جانے کی ترغیب تک دی وہ خارج

نہ دستخط کرے بند پر وہ بھی خارج | مخالف اگر ہے پسر وہ بھی خارج
موافق نہین گر پدر وہ بھی خارج | کرے جو اگر یا مگر وہ بھی خارج

یہ اخراج کا مادہ بک رہا ہے
ہر اک ”برطرف“ ”برطرف“ بک رہا ہے

بڑہی اسقدر رھجہ نا اتفاقی | گئی چھوٹ آپس کی سب خوش مذاقی
محبت کی بُو تک رہی اب نہ باقی | نہین ہوتے بھائی سے بھائی ملاقی

بھنسی قوم ہی ظلمت باومن مین
ترقی کا چاند آگیا ہے گہن مین



نواب سید محمد خان بہادر آزاد آئی - ایس - او

انڈین پریس الہ آباد

کا خطاب پایا سنہ ۱۹۱۲ء مین اپنے فرائض سرکاری سے سبکدوش ہو کر پنشن لی اور آپ کلکتہ مین تشریف فرما ہین
اخبار بینی و مضامین نگاری کا شوق شروع ہی سے تہا ۔ سب سے پہلے فارسی اخبار دوربین مین
کہ جو "سلم لٹریری سوسائیٹی" کا پرچہ تہا مضمون لکہنے شروع کئے ۔ یہ نہایت نو مشقی کا زمانہ
تہا رفتہ رفتہ اردو مین مضمون نگاری کا شوق ہوا ۔ سب سے پہلے اودہ اخبار مین لکہنا شروع
کیا اور سنہ ۱۸۸۶ء سے یہ سلسلہ برابر قائم رہا ۔ اکثر مضامین آپکے اکمل اخبار ۔ دہلی ۔ آگرہ اخبار ۔
سفیر لودہیانہ ۔ اخبار الاخبار مین بہی نکلے مگر آپکے شہرت بڑہی اودہ پنچ کی شہرت
کے ساتہہ ہی ہوئی ۔ خاصکر آپکا نوابی دربار کہ جو سنہ ۱۸۸۸ء مین بطور ناول کے
پنچ مین شایع ہوا تہا نہایت ہی مقبول ہوا ۔ علاوہ برین آپ کی ڈکشنری
مہذب نامہ و پیام اور سوانح عمری مولانا آزاد ایسے مضامین تھے کہ جنہون نے
کافی شہرت حاصل کی ۔ اکثر مضامین آپکے ایک جگہ ترتیب دیکر ایک جلد مین کہ جسکا
نام "خیالات آزاد" ہے شائع ہوے ہین کہ جنکی قدر بڑے بڑے لوگون نے کی
اور دور دور سے آپکے پاس مبارکباد کے خط آئے ہین ۔ انگریزی زبان مین بہی
آپنے مضامین نگاری کی اچہی خاصی مشق حاصل کی اور بابو شمبہو چندر ڈے کی
صحبت سے اس بارہ مین بہت ہی نفع اوٹہایا ۔ آپ اخبار رئیس و رعیت مین
اکثر ایڈیٹوریل مضامین لکہا کرتے تھے کہ جو اکثر سرکار و رعایا دونوں کی نگاہ مین
قابل قدر سمجھے گئے ۔ غالباً پنچ کے نامہ نگارون مین یہ فخر صرف آپ ہی کو حاصل ہے
کہ تا دم آخر آپ نے حق دوستی نبہایا اور برابر کچہ نہ کچہ لکہتے رہے ۔

پورانی روشنی کا نامۂ پیام

لندن - رسل - اسکوبار

مائی ڈیر مولانا اودھ پنچ - تسلیم - اُس روز آپنے مجھے کانپور کے اسٹیشن پر
آکر رخصت کیا اور احباب نے رنگا رنگ کے امام ضامن ہمارے بازو پر
باندھکر خیرباد کہا اور آج دیکھیئے بندہ عنایت ایزدی سے لندن مین ایک
مکلف اور آراستہ اور ہوا دار ہوٹل مین ایک غرور اور مسرت کے زور سے
ایک عمدہ اور نفیس کرسی پر بیٹھکر آپ کو یہ خط لکھ رہا ہی اس خط کے مطالعہ سے
آپ کو بخوبی معلوم ہوجائیگا کہ ہم اپنے قول کے سچے اور اپنے وعدے کے
پکے ہین۔ اور شاید قلیل ہی عرصہ مین آپ اور ہمارے وطن کے دوسرے
احباب اُسکو تسلیم کرلینگے کہ ہان بعد مدت کے اب اسے ایک شستہ اور
تہذیب یافتہ خیالات اور پکے تجربہ اور پختہ عقل اور ہشتادتی عقیدہ کا آدمی
اس ترقی انگیز ملک مین آیا ہی کہ جو آیندہ بہار کی ہر قسم کی اصلی اور واقعی
حالات اور تمدنی اور اخلاقی خیالات سے اپنے نیم وحشی ہموطنون کو آگاہ
کرسکیگا اور جو کہ خدانخواستہ ولایتی اخلاق اور تمدنی دیوتا کو برہنہ دیکھنے کا
رو رہین بنے گا - آپ تو جانتے ہین کہ ہم پورانے اسکول کے آدمی ہین اور ہمارے
دل مین قدیم مدرسہ اور اُسکے علوم و فنون اور اور پورانے خیالات کا کیسا
فیض بخش گنجینہ ہی - اور ہم اپنی وضع کے کیسے پاسدار اور پیار کرنے والے ہین
کہین جائین کسی ملک کا سفر کرین مگر کیا معنے کہ اپنی وضع مین فرق آسکے

وکیل یا کالے صاحبون کا زندہ یادگار عزت آثار تصور کیا اور اُن کے ساتھ
اُس قسم کا برتاؤ خاص اور عام مجلسون اور صحبتون مین ہوتا ہے کہ جو اپنے
خاص لوگون کے ساتھ ہونا چاہیے مگر یہان کے لوگ بدل اسکے خواہشمند اور متمنی
تھے کہ کوئی قدیم اسکول کا آدمی بھی یہان آوے تاکہ اُس سے بہت دیسی باتین
کہ جنکے بیان کرنے مین نئی روشنی والون کو بہت ہی تامل ہوتا ہی دریافت ہون
اور وہ اپنے ہندوستانی بھائیون کی شکایت اور حکایت کو اُنکی اصلی آب و رنگ
اور دیانتداری کے ساتھ بیان کرے یہان کے قابل اور بیدار مغز وزرا
ہملوگون کے قومی رسم و رواج تعصب انگیز خیالات اور قدیم مدرسون کے
حالات سے واقف ہونے کے بڑے شایق ہین اور اُنکا قول ہی کہ اس قسم کی
معلومات انگریزی دان اور انگریزی خوان ناتجربہ کار طلبا سے نہین سکتے ہین
کیونکہ اول تو اُنکو خود بھی اپنی خبر نہین اور ثانیاً انگریزی تعلیم کے اثر نے ابتدائے
شباب ہی مین اُنکے خیالات پر مغربی تہذیب کی پالش کر دی ہی ان وجوہ سے
میری خاطر تواضع حد سے زائد ہوتی ہی اور میرے ساتھ یہان کے لوگ اُسطرح سے
پیش آتے ہین کہ جس طرح غیر ملک کے کسی دیندار اور نیک کردار عالم سے پیش آنا
لازم ہے اور میرے ہوٹل کے دروازے پر گاڑیون کا ہجوم رہتا ہی اور ہر شب کو
کسی خاص یا عام جلسہ مین میری دعوت ہوتی ہی شاعر نویلیسٹ محرر ریفارمر
سفرا وزرا ممبران پارلیمنٹ تجار شاطر پادری صاحب لوگ اور بعض بعض دیسی
خاتونان بانام و نشان کہ جو ہندوستان کی آیندہ ترقی کے اسباب کے مہیا کرنے
اور بہم پہونچانے اور ہندوستان کے باشندون کی ہمدردی کا چراغ یہان سے

اور اپنی قطع بدل جاے یہ تو بہروپیونکا کام ہی کہ روز ایک نیا روپ لاتے ہین اور
اس ذریعہ سے اپنی روٹی کماتے ہین۔ بندہ نے ڈوور کے قریب ہی جہاز پر اپنے
ڈبل اور پر شوکت اور سایہ دار اور کامدار چوغہ مین اپنے کو لپیٹا اُسپر سے ایک
۳۰ فٹ کا شالی کمر بند بھی جڑ دیا اپنی بانسیری دستار علم کو بھی سر پر رکھا اور
سبز رنگ کی بلند ایڑی والی کفش کو بھی ڈانٹا یہ کیا تھا ادھر جہاز سے اُترکر
ریل پر سوار ہوئے کہ تماشا بنگئے جسکو دیکھو وہی ہمکو دیکھتا ہی جس لیڈی کی
آنکھ پڑگئی وہ ہمہ تن حیرت بنگئی اسٹیشن والے جوق جوق گاڑی کے دروازے
کے پاس آرہے ہین بیسون صاحبان عالیشان گاڑی مین گھسے چلے آتے ہین
لیڈیون نے صاف مجھے عجائب المخلوقات ہی بناڈالا اور مین اُن کے اس
استعجاب کو دیکھکر ہر دم زیادہ متحیر ہوتا جاتا تھا معلوم ہوتا ہے یہانکے انگریزون نے
آج تک کسی ایماندار متعصب ورخرانٹ مولوی کو اُسکے اصلی لباس اور
شان وشوکت اور ہیئت سے نہین دیکھا تھا اور اسلیئے میری پذیرفتگاری کا
وہ سامان ہوا کہ جو جزیرون کے وحشیون کے لیئے ہوتا ہی خیر انکا جو جی چاہے
مجھے سمجھین مگر ہم بھی اپنے دل مین اُنکو کچھ سمجھ لیتے ہین اور اسلیئے کسی فریق کو
جاے شکایت نہین ہی عوض معاوضہ گلہ ندارد مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ
عقل سلیم بڑے زور سے میرے دل مین اسکی تحریک کرتی ہی اسکے قبل جو
ہندوستان کے لوگ یہان آئے ہین وہ لوگ جہاز ہی پر سے نہین بلکہ کلکتہ و بمبئی
سے صاحب بنکر اُترے یا سوار ہوے تھے اور اسلیئے وہ لوگ عجائب المخلوقات نہین
تصور کیے گئے اور یہانکے لوگون نے اُنکو ہندوستان کی نئی روشنی کے فرقہ کا

ناچتی ہین غیر مرد کے ساتھ پھرنے جاتی ہین دوکانون مین بیٹھتی ہین خدا جانے
اورکتنا دھندا کرتی ہین ہمارے عفت آبا دہندوستان کی عورتون سے اگر یہان کی
عورتون کی بے پردگی اور بے شرمی اور دلیری کی کیفیت بیان کردی جاے
تو اُنکو نور اُشرم اور خوف اور غصہ سے اُس قسم کی حارتپ آجاوے کہ جو مثل
شاخ چنار انکو جلادے یہان کے مکانات سواریان سب بے پردہ ہین اور
یہان کے لوگون کا قول ہے کہ کھلے مکان مین ہوا آتی جاتی ہے اور اسی سے
صحت جسمانی مین ترقی ہوتی ہے غیر مردون کے واسطے یہ مکانات بیشک
عمدہ ہین مگر نہ کہ ویسے صاف وشفاف کہ جیسے ہمارے دہلی کے اور لکھنؤ کے
امرا کے دولتسرائین اور زنانون کے لئے تو یہ مکانات بالکل ناموزون
ہین نہ بلند دیوارین نہ متعدد ڈیوڑھیان نہ تہ خانے نہ کنج قفس کی طرح
پردہ دار پائین باغ نہ چھوٹے چھوٹے دروازے کی کوٹھریان نہ محرابی
بارہ دریان نہ ہوا دار اور پردہ دار کوٹھے۔ مکانون مین فن عمارت کے
اصول سے دیکھئے تو کوئی تعریف کی بات نہین ہے کیونکہ
صرف لکڑی اور اینٹ کی سرخی کا سادہ کام ہوتا ہی اور بڑے بڑے
آئینے لگے رہتے ہین البتہ کوچ میز اور کرسیان اور بہی دوسرے سامان
آرایش قابل تعریف ہین مگر نہ ایسی کہ اُنکو اپنے نواب زادگان ہند اور
والیان ملک کے مکانات اور ایوانون کے ایرانی قالین مخملی گاؤتکیے
فیل دندان کی چارپائیان سونے چاندی کے جھاڑون رنگ برنگ کے
شیشہ آلات اور طلائی اور نقرئی اُگالدان اور حلبی آئینون سے تشبیہ لیکین

لوگون کے دلون مین روشن کرنے کی کوشش کرتی ہین اس فقیر کی ملاقات کو
آتی ہین اور مختلف امور اور مسئلون کے متعلق سوالات کرتے ہین یہان کے علما
اور پادری صاحب لوگ بڑے وسیع الاخلاق منکسر المزاج متحمل اور ذیہوش ہین اور
اسی قسم کے لوگون سے اور خاکسار سے زیادہ ملاقات رہتی ہی ع

کند ہمجنس باہمجنس پرواز　　کبوتر باکبوتر باز با باز

آپ کو حیرت ہوتی ہوگی کہ ابھی تو مجھے یہان آئے مہینے دو مہینے کا ہی عرصہ
ہوا اور مین قلم ہاتھ مین لیکر یہان کے حالات اور خیالات اور رسم و رواج
اور طریق معاشرت و تمدن وغیرہ پر رائے دینے کے لیے اکڑ کر بیٹھ گیا
اور اپنے تئین کے آمدی و شیخ شدی کا مصداق بنادیا۔ مگر نہین مجھکو اس
تھوڑے عرصہ مین یہان کے لوگون کے اندرونی اور بیرونی حالات کے
دیکھنے اور جانچنے کا جو موقع ملا ہی ایسا　　شاید کسیکو سالہا سال مین
نہین ملیگا کیونکہ میرے رسائی کا حلقہ بہت بڑا ہی اور میرا گذر ایسے
ایسے مقامات مین ہوتا ہی کہ جہان فرشتون کے پر جلتے ہین۔

یہان کے لوگ گویا آزادی کے عاشق ہین اور نقش آزادی گویا انکے
سینون پر کندہ ہی انکو دولت حشمت اور ریاست کسی چیز کی پروا نہین
مگر جہان انکی آزادی کو کسینے انگلی دکھائی فوراً خون بہانے کو موجود ہین آزادی
کے نشہ سے کچھ انگلستانی لوگ ایسے مدہوش ہین کہ انکی ترنگ مین انھون نے
اپنے سب قسم کے حقوق کو عورتون کے ساتھ بانٹ لیا ہی اور مرد و عورت
کی حالت مین کوئی فرق نہین ہی معاذاللہ یہان عورتین گھوڑا دوڑاتی ہین

سحر خیزی کی صفت یہان کے لوگو نمین دو وجہون سی نہین ہی ایک تو یہ کہ انگریز لوگ
ہر روز علی الصباح کسی قسم کی عبادت نہین کرتے ہین اور صبح کو نیند سے
چونک کر دنیوی کامون کے شروع کرنے کے قبل نماز نہین پڑھتے ہین اور
رات بھر جو آرام اور تسکین اور مسرت سے کاٹتے ہین اسکا شکر بارگاہ ایزدی
مین صبح کو بجا نہین لاتے ہین۔ اسوقت ہمارے ہندوستان کی مسجدونمین
جوق جوق مسلمان لوگ صاف لباس پہن اور خوشبو لگا کر جارہے ہونگے
اور اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا کا ہمارے معبدون مین غل ہوگا کوئی وظیفہ مین
مصروف ہوگا کوئی درود پڑھتا ہوگا کوئی سجدۂ شکرانہ بجا لارہا ہوگا اور
کوئی حدیث اور تفسیر کا درس دیتا ہوگا۔ دوسری وجہ یہ ہی کہ یہان ہر طبقہ اور
درجہ کے لوگ عموماً زیادہ رات تک اپنے گھرون سے باہر رہتے ہین اور عام
مقامات آسایش و آرایش اور تماشا خانون کی سیر کرتے ہین اور اپنے احباب
کے قلعہ مین کھیلتے کھاتے اور پیتے رہتے ہین۔ یہان ہر فشن اور پیشہ کی لوگون
کے عام مقامات اور مکانات تفریح اور ہوٹل اور کلب گھر علیحدہ ہین مثل فوجی
قانونی وزیری سفیری فرانسیسی و جرمنی ہوٹل اور کلب اور پبلک ہوس کی
اور شام کے بعد سے تھیٹر ون اور ایسے مکانون مین کثرت سے ہر قسم کے لوگ
جمع ہوتے ہین اور اپنی اپنی پسند اور مذاق کے مطابق ایک ایک طرح کی
تفریح مین مصروف ہوجاتے ہین۔ تماشا خانے کثرت سے ہین اور گنجفہ تاش
شطرنج اور بلیرڈ کے انٹے کا جوا بڑی دھوم سے ہوتا ہی اور ایسے ایسے سور کھلاڑی
ہین کہ جنکا لوہا سارے تہذیب یافتہ ملک کے جواری مانتے ہین اور جو اس

پورانی روشنی کا نامہ وپیام

مائی ڈیر مولانا ہنوز ظلمت لآلی باقی ہی کہ مین اپنے حوائج ضروری سے فارغ ہوا اور جاے
پانی مکھن اور توس بھوس کو اپنے معدہ کے زندہ خورجی مین رکھکر اور اپنی
تسبیح کو پلنگ کے ایک کونے پر لٹکا کر لکھنے کی میز پر آ بیٹھا - اور نہایت
تسکین کے ساتھ یہ چند سطر آپ کو لکھتا ہون گو میری ہندوستانی عادات
کی پابندی کے سبب ملازمین ہوٹل کو بسا اوقات تکلیف ہوتی ہے مگر کیونکہ
اپنے اوقات معینہ مین فرق ڈالون اور کیونکر اپنے حکیمانہ خیالات کو مطابق حفظ صحت کے قواعد کو نہ برتون -
دریاے ٹمیس ہمارے کمرے کے نیچے سے بہ رہا ہے اور جہان تک نگاہ کام
کرتی ہے صاف یہی معلوم ہوتا ہی کہ ایک عمدہ سلیٹ کے فیل دندان کی ستیل پاٹی
بچھی ہوئی ہی دریا مین جہازون کی رنگ برنگ کی روشنی طرفہ بہار دکھارہی ہی -
اور درختون پر مختلف قسم کے خوش آہنگ پرند قدرتی بینڈ باجا بجارہے ہین -
میز کے قریب آتشدان روشن ہی اور اُسمین ولایتی کوئلہ جل رہا ہی اور مین پیور
کی عبا اور فلالین کی نیمہ آستین پہنے بیٹھا ہون - ہوٹل کا خانسامان اکثر ہمارے
واسطے ہماری پسند کے موافق ہندوستانی کھانے بھی پکاتا ہی اور یہودی قصاب
کی دوکان سے گوشت لانے مین ہم اُسکو بہت تاکید کرتے ہین اور جبکہ ہم اُسکو
یہ حکم دیتے ہین تو وہ مسکراتا ہوا ہمارے سامنے سے چلا جاتا ہی یہان کے
لوگ سحر خیز نہین ہین اور اکثر دس بجے تک سوتے رہتے ہین اور گویا یہان
نیند سے چونکنے کا معمولی وقت ۹ بجے سے ۱۱ تک ہی کوئی بھلا مانس تو نور کے
تڑکے کیا اُٹھیگا شاید یہان کا مرغ نئے بچّے کے مثل بولتا ہو -

یہان کے عام مکانات تفریح اور بہار تو ملک کے مدک خانے اور چنڈو خانے اور
عیش خانون سے آسمان و زمین کا فرق ہے اور کبھی کوئی منصف مزاج اور دردمند ہمارے
ملک کے چانڈو خانے اور عشرت خانے پر یہان کے ہوٹل تماشا خانے اور جوا خانے کو
ترجیح نہین دیگا۔ یہان کارخانہ بہت فوق الپھڑک ہے روشنی اچھی سامان اُجلے مگر تسکین
آرام راحت اور ہم لوگونکے خیالات کے مطابق عیش بالکل یہان مفقود ہے۔ ان مکانون
مین سناٹے کا لطف نہین بلکہ ہنگامہ ہے اصلی صفائی کا نام نہین بلکہ کثافت ہے۔
تسکین کا نام نہین بلکہ انتشار اور اضطراب اُسکی جگہ ہے۔ اور خلاصہ یہ کہ گوشہ عافیت
کی پوری تعریف صادق نہین آتی ہے غیر اور اجنبی لوگونسے ملنے جلنے سے بے تکلفانہ تفریح کا
لطف کہان باقی رہتا ہے ہوٹل مین ہر قسم کے لوگ آتے جاتے اور رہتے ہین اور کوئی اُنکو
منع نہین کرسکتا ہے کیونکہ ایسے حکم کے دیتے ہی آزادی پر حرف آئیگا۔ ہمارے چانڈو خانون
مین گو ظاہرا سامان آرایش کم رہتا ہے مگر گوشہ عافیت کی پوری تعریف اونپر
صادق آتی ہے اور اُنکو کان و معدن آسایش کہنا بجا ہے۔ ایک نفیس مکان چھوٹے
چھوٹے دروازے اور اُسکے سوا دہوان نکلنے اور تھوک پھینکنے کے لئے سیکڑون سوراخ
بیسیون روشندان پُرتکلف فرش بڑے بڑے گاؤتکیے اور چھوٹے چھوٹے گل تکیے
عمدہ پیتل کا شمعدان ایک کونے مین اس طرح سے روشن جیسے کسی کے مزار پر چراغ
جلتا ہو۔ اسکے سوا ہر شخص کے سامنے ایک لمپ (ولایتی) ہر شخص کے لیے اُگالدان وہانکے
جانیوالونپر بیٹھنا حرام ہوگیا فوراً آرام سے لیٹ رہا اور چینی کے لئے غریب چانڈو باز
لوگ موجود ہین اُنکی خدمت کی اُجرت نہایت کم ایک چینٹی پر رات بھر خدمت کرین۔
نیرنی کی تشتریان بالائی اور ہر قسم کی شیرینی کہانیکے لیے موجود ہنگامہ غل انتشار کا

ناجائز ذریعہ سے لاکھون ہی لاکھ کماتے اور اوڑاتے ہین۔ کسی ہوٹل کے کسی
کمرے مین دو چار یار تاش کھیل رہے ہین کہین دو چار شطرنج مین غرق ہین کسی
طرف انٹے کی میز پر کھٹا کھٹ انٹی دوڑ رہے ہین کسی جانب بادہ نوشی ہو رہی ہے
کہین کافی اوڑ رہی ہی اور کسی گوشہ مین چاے پانی کا سامان درست ہی علاوہ اسکے
وضعدار اور طرحدار مالدار اور روساخاتون اور امرا اور وزراے نامدار کے مکانون مین
خاص خاص دعوت کی جلسے بھی روز ہی ہوا کرتے ہین اور ہر غنچہ احباب مین مسائل
تمدن یا معاشرت یا تجارت پر گفتگو چھڑتی ہی اور بڑی گرمجوشی سے تبادلہ خیالات
اور آرا ہوتا ہی اور ہر شخص روز ایسے صحبتون اور خاص جلسون مین راے دینے اور گفتگو
کرنیکے لیے تیار رہتا ہی اور اخبار ونسے اپنی تحویل دماغ مین ہر قسم کے معلومات کا
خزانہ بیشتر سے جمع کر رکھتا ہی۔ جن لوگون کے رہنے کا اپنا خاص مکان یا کرایہ
کی کوٹھی ہی وہ ایک بجے دو بجے اپنے اپنے مکانون مین ہوٹلون تماشا خانون اور
گلیون سے چلے جاتے ہین اور جو خانہ بدوش ہین وہ ؎

درویش ہر کجا کہ شب آمد سرای اوست

پر عمل کرتی ہین۔ سحر خیزی کی مانع جو دو وجوہ میری خیال مین آئی تھے مینی بیان کیے اور شاید
یہ بھی گمان ہو سکتا ہی کہ چونکہ صبح کو یہان بڑی سردی پڑتی ہی اسلیے ہر قسم کے
لوگ اسوقت اپنی اپنی خوابگاہ مین رہنا حفظ صحت کیلئے بہتر تصور کرتے ہین
یہان کی عام مکانات آرامش و راسش اور مقامات تفریح کی جو تصویر کہ ہمنی کھینچی ہی اسکو
دیکھکر تو آپ پھڑک جائینگے اور علی الخصوص ہماری ملک کی وہ امیرزادی کہ جو شبانہ روز
بوبارہ اور تین کانے کھیتے رہتی ہین انکی دو تین لندن کی سیر کا شوق بھر جائیگا مگر نہین

یورانی روشنی کا نامہ و پیام

یہان کے تماشا خانون مین بیشک بڑی تیاری ہوتی ہی روشنی کا اہتمام خوب ہوتا ہی اور پردے نہایت خوشنما اور حیرت انگیز بدلے جاتے ہین اور تماشا کرنیوالے مرد اور عورتین عمدہ عمدہ لباس پہنکر تماشا کرتی ہین اور تازہ بہ تازہ سانگ لاتی ہین اور ایک دم مین پردون کے اولٹ پھیر سے سارے مکان کی ہیئت بدل جاتی ہے ابھی باغ تھا ابھی سمندر موج مار رہا ہی ابھی ہوٹل تھا ابھی دیوانخانہ ہی ابھی سبزہ زار نظر آیا اور پھر ایک آن مین قبرگاہ بنگیا ہر تماشا خانی اور تھیٹر اور اوپرا مین باجا بجتا ہی اور وہ اُسی قسم کے باجے ہین کہ جنکی آواز وحشت ناک اور سامعہ خراش ہوتی ہی اور جنکے سُننے سے عزت کا خیال دلسے جلد بھاگنے لگتا ہی اور لڑائی کا خوف اور سامان اون کی جگہہ آجاتا ہے۔ اور اوپرا مین یہان کی گویا عورتین اور مرد گاتے ہین اور علم موسیقی کے شیدا لوگ وہان اکثر گانا سننے کی غرض سے زیادہ جاتے ہین کم بختی سے ایک روز ایک دوست کی خاطر سے مجھے بھی جانیکا اتفاق ہوا اور سامعہ پردہ آفت آئی کہ آج تک خدا کی قسم کان بہرے ہو رہے ہین اور اُس روز تو شب مارے وحشت کی بندہ کو نیند نہین آئی - ہائے ہائے جنہی جندر بھاگا شیرین جان بیرا بدو خان اور تان رس خان کو سُنا ہوگا اور جسکے کان کہ بین سُر مین سارنگی ستار طبلے کے سامعہ نواز آواز سے آشنا ہونگے اُسکو یہ جنگلی باجکی بھُون بھُون اور گون گون کی صدا اور چند بے سُری اور بے تالی اور بد آواز قوی ہیکل عورت و مرد کا چلّانا کیا خاک بھائیگا یہان کے گانے کے مفہوم اور موسیقی کے کمال کو

وجود بالکل مفقود نہایت ہی نکھری ہوئی تہذیب باقاعدہ حفظ مراتب کا ایسا خیال کہ کسیکی ٹانگ اور کسیکا مُنہ کسیکا چوتڑ اور کسیکا سر۔ ہر شخص کے لیے خوشبو کی گلوری تیار اور ہر آدمی نشہ آزادی سے سرشار۔ اُنکی آزادی یہ ولایت کی آزادی نہین ہی بلکہ وہ ایسی آزادی ہی کہ دنیا و مافیہا کے خیال سی بکایک دل کو دھو دہا کر پاک کر دیتی ہی۔ انکسار کا وہ مرتبہ کہ

خاک شو پیش ازان کہ خاک شوی

کی مصداق بنے ہوے ہین۔ عافیت پسند بھی ایسے کہ کبھی جھنکنے کی آواز تک سڑک کے چلنے والون نے نہین سُنی۔ قانون کی ایسے ماننے اور جاننے والی کہ مچھر تک پر کبھی بھولے سے ہاتھ نہین اوٹھایا۔ تحمل کا وہ جوش کہ گالی تو گالی جوتی کھانے پر بھی کسیکو نہین مارا امورات تمدن کی ایسے شایق اور ماہر کہ آج تک روم و روس کی لڑائی کا فیصلہ اونکی راے مین نہین ہوا۔ اور افغانستان کی چڑھائی کو تا ایندم تسلیم نہین کیا۔ تیبا بو کو زولو کا بادشاہ جانتے ہین۔ مسٹر شا کے زنجبار مین انتقال کرنے پر حسرت کرتے ہین۔ کم سخن ایسے کہ اگر نو بجے شب کو ایک فقرہ کہنا شروع کیا تو دو بجے وہ ختم ہوا۔ قانع اور صابر اس مرتبہ کے کہ ایک تشتری کھیر کی چاٹ کر دن رات بسر کی۔ مردم آزاری کا وہ خوف کہ دھوبی کی تکلیف کی خیال سی مہینون کپڑے نہین بدلتے ہین منتظم اور خوش معاملہ اور با مروت ایسے کہ اپنا اور دوسرے کا پایا نا بے تکلف ہو جاتے ہین۔ تقدیر پر ایسا تکیہ کہ زمینداری کے نیلام پر چڑھنے کی خبر سنکر بھی کبھی بالین سے سر نہین اُٹھایا۔ گوشہ نشین ایسی کہ آفتاب تک کو کبھی چہرہ نہین دکھایا۔ شب بیدار ایسے کہ رات بھر تارے گنا کرتے ہین۔ حفظ صحت کے ایسے عاشق کہ تمام دن مردہ سی بازی لگا کر سوتے ہین۔

مرغ بسمل کی طرح لوٹنے لگے۔ بی نہی نے سنہری دوپٹہ کو سر پر سے ہٹا دیا اور دو چار
بابو کو لوٹولہ مین نگہی سے لڑہک گئے۔ بی امانی جان نے محبت انگیز ادا سے کسیکو گالی دیدی
اور توجہ کہکے لبو نپر اُنگلی رکھی اور ڈھاکہ کے چوک مین قیامت آگئی بی طوقی نے بنارس
مین کسی مہاجن بچے یا رئیس زادے کو مصنوعی غصہ کی ادا سے مُفتری کہا اور وہ اپنے
ذہن مین (ذایٹ) ہوگیا ہماری ہندوستان کی معاشیق اور پریوشون کی چلبلی بانکپن
سیماب مزاجی۔ برق وشی اور دلربایانہ ناز و انداز کے قدردان کچھ ہماری ہی ملک کی
نازک خیال صاحب دماغ روشن خیال اور صاحب مذاق لوگ ہین۔ یہ بیچارے آلو کے کھانے
اور بھیڑی کے چرانے والے ان باتونکو کیا جانین مگر ہان پہر بہی ہر ملکے و ہر رسمے اور

ع ہر کس بخیال خویش خبطے دارد

اسکا خیال بہی رکھنا ضرور ہی جیسا کہ ہمنے پہلے خط مین لکھا ہی حُسن تو یہان ہملوگون
کے خیالات کی مطابق عنقا کا حکم رکھتا ہی اور حسن فرنگ حُسن فرنگ جو مدت سے
سُنا کرتے تھے اُسکی کچھ بہی تصدیق نہین ہوئی بلکہ یہان آنے پر اُسکو بالکل اُلٹا پایا
گو آئین قدرت نے حسن کی تقسیم کرنے کے دن یہانکی عورتون (جنکو حسین بننے اور
اپنی کو خوبصورت دکھانیکا جنون ہی) کے ساتھ بڑی بے انصافی اور بیرحمی کی ہی مگر
اُسکے جبر و نقصان کرنے سے یہ لوگ حتی الوسع قاصر نہین ہین بالائی تدبیر مصنوعی اشیا۔
اور صنعت کے زور سے جہانتک کہ ممکن ہی حسن کی تیار کرنے مین کوشش کیجاتی ہی
اور (باربر) یعنے حجام اور طرح طرح کی رنگین اور زرکار لباس سی بہت کچھ اُس
خصوص مین مدد ملتی ہی اور سرخ اور اسفید سفوف رنگ کی چمکانے اور دمکانے کے لیے
چہرہ پر بے انتہا ملا جاتا ہی اور زرکثیر لباس وغیرہ کی تیاری مین خرچ ہوتا ہی

ہم اور اس سے سہل اور عمدہ طور سے آپکو نہین سمجھا سکتے ہین فرض کر لیجئے کہ
جاڑون کی رات ہین کسی پورانی مقبرہ کی کسی نئی قبر مین کسی سڑی ہوئی لاش
پر چند گیدڑ عالم غصہ مین اپنے اپنے حصہ کے واسطے لڑتے ہون اور اُس قبر
سے جو ایک مہیب اور وحشت ناک اور سامعہ گداز آواز نکلتی ہی اور دور تک
جاتی ہی اور ارد گرد کے رہنے والون کی نیند کا ستیاناس کرتی ہی اگر اوپر
آکے باہر سے کھڑا ہو کر کوئی ہمارے ملک کا آدمی گانا سُنے تو پہلے اُسکو ایسا ہی
خیال ہوگا کہ بجو کسی قبر گاہ مین مصروف جنگ وجدال ہین۔ دو آدمیونکا باہم ملکر
یا دوسرے سے لپٹ یا سمٹ کر یا ایک ایک شخص کے علیحدہ کودنے اور دوڑنے کا
نام ناچ ہی تال گت کا بالکل خیال نہین ہی واللہ اگر کالکا یا بندادین یا ہمارے
جہان پناہ کو یہاںکے لوگ ناچتے ہوئے دیکھین اور اُنکی توڑے کی آواز انکے کان تک
پہونچے تو یہ لوگ کبھی ناچنے کا نام تک نہ لین تہانے اور اُسکے نکات اور اُسکے کمالات سے
انگریز بالکل ناواقف ہین اور شاید مشکل سے اُسکا مفہوم اُنکے خیال مین آویگا خوب
زور سے جوتون کو صحن پر مارنا یہ ایک ناز ہی۔ سفید سفید بدقطع دانتون کا بیموقع
نکالنا یہ ایک نخرا ہی۔ ہاتھون کو زور سے دبا دینا یہ ایک ادا ہے۔ سر کو جھکا کر پھرتی
سے سلام کرنا یہ ایک غمزہ ہی اور انھین پہلوانی ناز و نخرے کا شہید یہان ایک عالم ہی
یہ نہین کہ ادھر بی مشتری نے اپنے خمدار ابرو کو جھکایا اور بیس امیرزادے شہید ہو گئے
بی زہرہ نے تبسم کا قصد کیا بجلی چمک گئی۔ بی گوھر نے پائچون کو ہاتھ سے اُٹھایا
اور ایک عالم نے عالم بدحواسی مین کمر کے بچنے کی دعا مانگی خدا کمر کو بچائے۔
بی حیدر نے ناچتے وقت ایک توڑا لیا اور پٹنہ کے چند خانہ ساز نواب زادے

نقصون کو کون نکال سکتا ہے ہان جہانتک اِنکے چھپانے اور اون کو
خوشنما کرکے دکھانے کی ترکیب ہو وہ کی جاتی ہو اور اُس سے
فی الجملہ ایک تسکین کی صورت ہی ہمارے ملک کی ماہ وش اور پریرو بیگمون کا
گندمی کندنی اور سبز رنگ کہ جنہین ملاحت کوٹ کوٹ کے بھری ہے اون کا
کتابی چہرہ نستعلیق نقشہ طرہ طرار زلف تابدار غزال کی سی آنکھین سوتوان
کھڑی ناک خوشنما گات خوش اسلوب اعضا اور خلقی نزاکت اگر یہان کی
میم لوگ خواب مین بھی دیکھ پائین تو فرط رشک سے جلجائین اور فرط غیرت اور
غصہ سے پھر اپنے کو مصنوعی چیزون کی مدد سے بنانیکا کبھی قصد نہ کرین۔
یہان کی عورتین اکثر قوی الجثہ ہین اور اُنکے ہاتھ پیر ایسے موٹے اور کرخت
ہوتے ہین کہ اگر ہمارے ملک کی کسی بیگم کو یہان کی کوئی عورت پکڑلی تو غالبًا
کوئی اُسکا عضو اُکھڑ جاے اور وہ سخت تکلیف اُٹھائے۔
مائی ڈیر مولانا آپ خود خیال کرسکتے ہین کہ جو عورات کہ دو تین سیر گوشت
روز کھاتی ہون دس پانچ پیالی چاء اوڑاتی ہون۔ دو چار بوتل شراب
(گو کلاریٹ و بیرہی سہی) کا گلہ گھونٹتی ہون اُنکی تیاری کا کیا حال ہوگا معشوق
کی تعریف مین یہ بھی کہا جاتا ہو تمھارا معشوق کے اسٹون وزن مین ہو اِس
نئی تعریف کو سُنکر تو آپ واللہ کانپ جائینگے اور اگر بیگمات سن پائین تو قہقہہ
لگا کر چھت اُڑا دین ہمنے بعض تماشا خانون مین بعض ایسی توی ہیکل خاتون
کو بھی دیکھا ہو کہ اگر دوچار بیگم کو گٹھری مین باندھکر اُن کے سپرد کردیا جای
تو وہ بے تکلف بغل مین داب کر کوس بھر لیجا سکتی ہین۔ ہمارے محلات کی

ہم اِس قسم کی معصومانہ بوالہوسی اور زر ریز خام خیالی پر کوئی اعتراض نہین کرتے ہین
بلکہ ہمارا جی چاہتا ہی کہ اسکے جواز کا فتوی دیدین کیونکہ دنیا مین کوئی آدمی خواہ
وہ مرد ہو یا عورت ہو ایسا نہین ہی کہ جو اپنے کو دوسرون کی آنکھ اور پسند مین
خوبصورت بنانے اور دکھانے کی خواہش نہ کرتا اور نہ رکھتا ہو اور آئینہ کے
سامنے جاکر سامان آرایش سے پورا پورا کام نہ لیتا ہو مگر ہان اتنا ضرور کہنا ہوگا کہ
عورتین اِس مالیخولیا مین زیادہ مبتلا ہین اور سب سے زیادہ پھر ولایت کی
عورتین کہ جو گھنٹون آئینہ اور شانہ سے اپنی زیبایش اور آرایش کے بارے مین غور
کرتی ہین اور انصاف کی نظر سے دیکھئے تو فقط ولایت کی عورتین ہی اس مرض
مین مبتلا نہین ہین بلکہ ہر ملک کے لوگو مین یہ خواہش تھوڑی بہت پائی جاتی ہی
ہمارے ملک کے ایک ایک بانکے امیر زادے ایک سیدھی مانگ کے نکالنے مین کتنا وقت
لگاتے ہین اور اُنکے بالون کے سنورنے اور درست ہونے مین کئی درجن مصاحبون کے ہاتھ
ٹوٹتے ہین اور ہمارے لکھنؤ کی بیگماتون کی چوٹی کے گوندھنے مین کے پہر لگجاتے ہین
اور کتنی مغلانیون اور کتنے بکسون کی ضرورت ہوتی ہی گو ہر طرح کا سامان آرایش
اور زیبایش اور بننے سنورنے کے اسباب آج اس ملک مین مہیا ہین اور جو کچھ
کہ یہان نہین ہی وہ بھی صبح و شام ممالک فرانس سے ڈاک پر چلا آتا ہی اور گو
حسن ساز رنگ ساز اور درزیون کے بڑے بڑے کارخانے بھی ہین اور
یہان کی ہم لوگ اِن مدون مین بیدریغانہ خرچ بھی کرتی ہین مگر ان سب
سامان اور ان کارخانے والون کی کاریگری سے چوڑا چہرہ گمام نقشہ بھورے
بال کرنجی موٹی ناک بے ترکیب گات کیونکر درست ہو سکتی ہی اور اِن قدرتی

مولانا آزاد کی پُرانی روشنی کی نئی ڈکشنری

لفظ	معنے
ہندوستانی بی بی	اپنے شوہر کی عاشق شیدا اور فدائی - اپنے بچّوں کی انّا کھلائی اور دائی عفت کی دیوتا محبت کی تصویر مروّت کی اوتار - انسانی باغ زندگی کی تازگی کے لیئے جان نواز اور فرحت آثار ہولے بہار گھر کی رونق گھر کی زینت گھر کا بھرم - عزیزوں اور جملہ متوسلین کے لیئے ہمیشہ رواں ہمیشہ شاداب اور ہمیشہ لبریز چشمۂ کرم عصمت کے سراپا عزت وحمیت گلستان کی ہزار داستان بلبل - سچّی قناعت - اسلامیانہ صبر اور درویشانہ توکل کے صاف اور خوشرنگ بادۂ گلرنگ کے مینا کی قُلقُل - خالص اور بے لوث دینداری کا محفوظ گنجینہ عصمت عفت اور مروت کا قومی دفینہ - بالخلقت دوسروں کی وقف خدمت وچارہ سازی - بالطبع عزیزوں کے لیئے سرگرم جان نوازی وہ غنچہ کہ ہوائے محبّت خالص کے چلنے پر جسکی شگفتگی کا دارومدار ہے - وہ سرسبز اور باور شجر جو اپنے سایۂ عنایت ومحبت کے جاگزینوں پر بغیر کسی قسم کی خصوصیت اور قید کے ہر فصل مین ایک رنگ سے رحمت بار ہے - وہ سپاہی معرکۂ زندگی مین صبر وقناعت جسکی آبدار تلوار ہے - وہ منتظم جزرسی بشیین مبنی اور داشتہ آید بکار کے اصول پر جسکا ہر کاروبار ہے - زندگی کے ہر طوفان بلا نشان اور

نازکبدن اور سیمتن بیگمون کے لیئے توکریب کا دوپٹہ گران ہوتا ہی گرنٹ کے لہنگے کا اُٹھانا اُنکو دشوار ہی آب روان کی کرتی تنک اُن کے بدن کو کاٹتی ہی سیٹ کی کلائی سے اُنکا شانہ تک ٹوٹا جاتا ہی شال کوکسی بکس مین بند کرنے یا اُٹھانے مین ہانپنے لگتی ہین پان کی وزنی گلوری اکثر ہاتھ سے گر جاتی ہی خاصدان کے اُٹھانے سے مینون قیفہ اور شانہ پر مومیائی ملی جاتی ہی مخملی تکیہ کی رگڑے سے اکثر رخسار پر خون جم جاتا ہے۔ اپنے دو تین مہینے کے لڑکے گود مین لینے سے دم چڑھ آتا ہی۔ ؎

بہبین تفاوتِ رہ از کجاست تا بکجا

ہان یہان کے لباس کی کیفیت (جسمین ہزارون روپیہ صرف ہوتا ہے) بھی تھوڑی سی سُن لیجیئے ایک قسم کا دم دارگون ہوتا ہے اور جبکہ اوسکو میم لوگ پہنتی ہین تو دُم کے پکڑنے کے لیئے ایک خوبصورت چھوکری یا چھوکریاں بھی ساتھ رہتی ہین اور اونکو بھی رنگین لباس پہنایا جاتا ہی اور وہ آہستہ دُم دارگون والی میم کے ساتھ چلتے ہین اور اس لباس کے ساتھ عورتون کو دیکھنے سے ہمین اپنے ملک کا پیچدار فانوس یاد آتا ہی اس دم کے رکھنے اور کاٹے جانے کے بارے مین برسون گفتگو رہی ہی اور بڑی بڑی تحریرین لکھی گئی ہین کیونکہ یہانکی عورتین قابل ہین اور قدرت تحریری و تقریری دونون رکھتی ہین پہر جب اُنکی دم کاٹنے کی تحریک کوئی کریگا تو وہ کیون نہین لڑینگی مگر جن دُم کے دشمنون نے ایسا ظالمانہ قصد کیا تھا وہ کامیاب نہوئے اور خود فشن کو بدلتے بدلتے وہ دُم آگے سے چھوٹی ہوگئی

ہلکا سا امتیازی پردہ حائل۔ ایک عالم کی مصیبت پر رونے کو فطرتی طور سے جسکا دل ہر وقت تیار ہی۔ وہ متوالی جو متوالے شوہر تک پر صدقے قربان اور نثار ہی۔ ہزارون شام غربت مین صبح امید کی جلوہ ریزی۔ وفا شعار شوہرون کے لیئے ہر طرح کی پُر لذت اور بد اطوارون کے لیئے ایک قسم کی ہلکی پرہیزی۔ ہر گھر کی باعث زینت و آبادی سلطنت خانہ داری مین انسداد و دزدی کی منادی۔ غیر محسوس دلپسند اور پُر اثر دردمندانہ اور قربان پزیرانہ اداؤن سے اکثر شریف النفس میان کو در پردہ اپنا غلام بناتی ہی۔ دلجوئی اور مزاج شناسی کے دروازے سے اونکی شمع قبول تک پہونچکر اپنے ہر مطلب کا پیام سناتی ہی۔ بدنفس و بدعقل ساس نندون کی بے تمیزانہ اور ظالمانہ نکتہ چینیون سے جسکا دل چور ہی۔ اپنے میکے والونکی خاطر بات جسکو ہر حال مین بدل منظور ہی۔ محل مین ہمحل حمل کے حمل کرنے پر غرور انگیز مسرت کی ادا دکھانے والی باوجود صحیح المزاج ہونے کے جلدی سے صاحب اولاد ہونے کے پُر جنون تمنا مین بیسیون جاہلون کی مُضر اور صحت سوز دوائین بیدھڑک کھانیوالی۔ میان کی بدمزاجیون کے کاکل پر پیچ و غم کے سُلجھانیکا خوبصورت شانہ۔ روان خانہ جان خانہ اہل خانہ۔ وہ قیدی نواز جبار جسکے الفت کا محبوس ہتکڑی اور بیڑی کی قید و بند سے ہمیشہ آزاد ہی۔ وہ مجنون پرور لیلیٰ جسکے پاگل خانہ کا دیوانہ آزار سے بیزار اور اپنے پر فساد نفسانی خواہشون سے ہمیشہ مصروف جہاد ہی۔ وہ باغیرت جسکو اپنے شوہر کے گھر سے مر کر نکلنے پر ناز وہ نازنین

مصیبت سامان مین مردون کی طوفانی طبیعت کے لئے لنگر کا کام
دینے والی - اونکی ہر واقعی اور مصنوعی مصیبت اور رنج مین اظہار خواہش
ہمدردی دچارہ جوئی مین لب تر ہونے کے قبل پاک محبت اور صادق
ہمدردی کا درد فرسا اور غم تراش لبریز جام دینے والی - اپنے گھر کے
چراغون پر رات بھر اپنی صحت سے بے پروا ہانہ قطع نظر کرکے پروانہ وار نثار
ہونیوالی رونے اور ضِدّی لڑکون کی پر اثر اور پرشور وشر آوانہ کی فطرتی
جگونی کے بجنے پر رات بھر مین دس دس بار بیدار ہونیوالی - وہ انسان
اولاد کی تمنّا جسکی سب سے بڑی حاجت ہی بے اولادی جسکے لئے سخت
آفت اور قیامت ہی - وہ صحت بار نسیم عنبر شمیم جسکے چلنے سے متعصب دشمنون کی
تنگ خیالی کا تیرہ وتار زندان ہر ہندوستانی کے لئے روضۂ رضوان ہی
وہ مسیح الزمان جسکے شفاخانۂ محبّت وہمدردی کی معجون کا محتاج ہر پیر و
جوان ہی - وہ قومی یاقوتی کان جسمین ہزارون لعل بے بہا نہان ہین
وہ عمّان رحمت نشان جس سے اخلاقی خوبی اور نسوانی نیکی کے سیکڑون
چشمے ہر مکان مین نہان بہتے ہین - شوہرون کی جمعیت خاطر اور طمانیت
کے اوراق کا خوبصورت اور مضبوط شیرازہ - اونکے چہرۂ خوشحالی کا خوشرنگ
خوشبو - اور حُسن افزا غازہ - وہ نیک کاربندہ شوہر کی اطاعت جسکی
بہت بڑی عبادت - وہ نیک سرشت انسان رحمدلی اور ہمدردی
انسانی جسکی جبلّی عادت - شوہر کی فرمانبرداری جسکے خیال مین پرستش
مین شامل - جسکے نزدیک دیوتاؤن اور شوہرون مین صرف ایک

پھنسانا نہین آتا - اپنی دلربا اداؤن طبیعی قوتون اور خداداد صنعتون
کے حُسن استعمال سے جسکو بیگانہ کو خویش اور دشمن کو دوست بنانا نہین
آتا - باوجود قومی اخلاقی علالت اور مشہور بے سرد سامانی علاج کے بھی
تو بیمارون کے حق مین بہت آسانی سے بھی ایک انار بننے پر سخت انکار
شوہر کے دلی ولایتی ہمسفر دوست سے ڈرائنگ روم مین کھڑے کھڑے
ذرا سا ہاتھ ہلانے کی بات سننے پر میکے جانے کے لیئے قیامت خیز تکرار اور
بے انتہا اصرار - وہ جاندار تکیہ جسپر آج بڑے بڑے لوگون کی آسایش امارت
اور سخاوت کا تکیہ ہے - وہ زندہ سلائی کی کل جسکے ذریعہ سے ہزارون چاک
درچاک گریبان افلاس مین مضبوط بخیہ ہے - وہ وحشی غیر محرم مرد کی سُریلی
لیدار اور دلکش آواز بھی جسپر چابک کی طرح پڑتی ہے - وہ نازک اندام
سوم کی گڑیا غیر مرد کی نگاہ محبّت و عنایت بھی جسکے بدن مین مثل کانٹی
کے گڑتی ہے - وہ چراغ محبت و شرافت جسکی نورانی ضیا سے بعض بدنصیب
روشن خیال حکیمون نے اپنی آسائش اور عافیت کے کاشلنے کو دائمی
طور سے پُر نور ہونے دینا محض بے سود جانا - وہ آبدار اور آبرودار دُرِ شرافت
و عفت کہ جسکو مغربی تعلیم یافتہ ہندوستانیون کے سرتاج نے اپنے سِلک
ازدواجی مین بہزار تمنّا و خواہش پرونا اپنے اور اپنے افسردہ حال اور شتر
بے مہار نوجوان قوم کے حق مین ہر طرح سے محمود جانا -

جو مصنوعی ناز نخرے سے بری اور مجسم نیاز ہی۔ اپنے عزیزون کی پیاری
اپنے ماباپ کی دُلاری۔ دنیا کو میان کے حق مین جنت الفردوس
بنانے والی بہشتی ناری۔ لڑکپن کی تماشا جوانی کی محبوبہ اور بڑھاپے
کی اناہی[1]۔ انسانی زندگی سند آسائش کا فطرتی مستثنیٰ ہی۔ سوت کے
خیال سے موت سے زیادہ ڈرنیوالی خواب مین اُسکے تصور سے خیالی
طور سے لڑنے جھگڑنے والی۔ وہ عجیب الخلقت عورت شملہ و نینی تال کی صحت با
آب وہوا جسکو بہت ضرر کرتی ہی۔ ایک پُرانے بیمروت اور غلیظ جیلخانے
مین جو آسایش اور بڑی نازش سے ستر اور اسّی برس کی عمر تک ہشاش
بشاش زندگی بسر کرتی ہی۔ سن تمیز مین بھی قید خانے اور گھر کی جسکو مطلق
تمیز نہین بجز اُسکے اپنے عزیزون کے غیر مرد اگر عزیز مصر بھی ہو تو اُسکو عزیز
نہین۔ باہر سے نوکرون سے کچھ نہ کچھ عناد کا رکھنا جسکا قدیم شعار ہے۔
ہر پہلو ہر رنگ اور ہر طرح سے جسکا دل اپنی دائی ماکا بدل طرفدار ہی۔
مرد احباب کے ساتھ بے تکلف پہاڑون اور جزیرون کی روح پرور
ہوا کھانے کا ذکر سُنکر جسکے ہوش اوڑتے ہین۔ محلسرا سے باہر نکلتے
بیجا اور غیر ضروری شرم سے جسکے پائون زمین مین دو دو گز گڑتے ہین
گورنمنٹ ہوس مین جانیکا نام سنکر فرط اضطراب سے مرغ بسمل کی طرح
پھڑکتی ہے۔ غیر مرد کی چار چشمی کے تصور سے تو گرفتار جنگلی دیار گھوڑی
کی طرح بہت خوفناک انداز سے بھڑکتی ہی۔ رسائی اور حکومت کے جنگل کے
مرغون کو فرط نادانی سے اخلاقی فرخندہ فرجام دام کا دانہ بنکر جسکو

[1] بہت خوب اڈیٹر

اور تند شراب جسکا نشہ عزیزون کی محبت۔ کنبے کی رعایت۔ مذہبی
حرارت اور قومی عادت کو یک قلم مٹا اور بھلاوے۔ وہ حوروش۔ تجربہ کار۔
روشن دماغ اور ادا شناس دایہ جو بڑے بڑے قابل۔ ہمہ دان۔ آزاد۔ اور
وارستہ مزاج جوانون کو اپنے آغوش عاطفت مین دو چار تسکین بار تھپکیون
سے مثل شیر خوار بچون کے عمر بھر کے لیے خواب غفلت مین سُلا دے۔ وہ
مہذب خاتون جس کی ہر ادا اخلاق بار۔ جسکی ہر چشمک محبت ریز۔ اور جسکی ہر
حرکت دلا ویز ہے۔ جس کا ہر قول میان کے حق مین فرمان سعادت نشان
جسکی ہر بات مین میان کی نجات اور جو کہ اُن کے لیے تمام عالم مین سب سے
بڑھکر بکار آمد اور تشفی بخش دستاویز ہی۔ مرض بد اقبالی اور نا قابلیت کی
صحت کا وہ چلتا ہوا نسخہ جس مین کبھی خطا نہین۔ رسائی اور ترقی کا وہ طلسمی
کفایت آموز انجن جس مین آگ نہین۔ پانی نہین۔ ہوا نہین۔ وہ تریاق
جو اپنی اثر فشانیون سے اپنے شوہر کی سم آلود۔ اور ظلم انگیز حکمت عملی کے
خیون خیز۔ اور ماتم ریز ضررون کا آسانی سے ازالہ کر دے۔ وہ آفت
کار پرکار۔ جو نقطے کے برابر چھوٹی قسمت کو صفحۂ سوسائٹی پر اپنی پرحکمت اور
سحر تاثیر گردش سے بڑھا کر ہالہ کر دے۔ دلی مرادون کے ملنے کی بشارت
کی مبارک فال۔ کالے آدمی کی ہفتاد پشت کی شامت اعمال ہر سینہ کا
صحت بخش اور سامعہ نواز گلدستہ۔ تیرہ گون اور سیاہ بخت نوجوانون کی تیرہ و ست
ہاون عقل کا کافوری دستہ۔ بعض کالون کے دنیوی امور مین مددگار اور
سازگار مگر اکثر کے لیے دائمی مصیبت پرخلش خار۔ اور باعث ادبار سیاہ کور دل

چودھوین صدی کی نئی روشنی کی ڈکشنری

لفظ	معنے
مہذب بی بی	دلکش۔ دلربا۔ اور دلفریب جڑی۔ میان سے سن مین دس بیس برس بڑی۔ حلقۂ اغیار مین اکثر وقت جلوہ گری۔ لباس انسانی مین بے پر کی پری۔ وہ جادو جو سر چڑھکر بولے۔ وہ زندہ ترازو جو اپنے پرفسون آنکھونکے پلڑون مین ہر انسان کو تولے۔ غنچۂ دل حباب کی کھلانے کی ہوائے بہار۔ ایک انار ۱۰۰ ..... ۔ عمدہ اور مہذب خانگی شکار گاہ۔ نزاکت۔ دل فریبی محبت اور سلیقے کی ہمیشہ آباد نمایش گاہ۔ مہذب دماغون کے معطر رکھنے کا سدا بہار گل خوشبو۔ سوسائٹی کا پھڑکتا ہوا اور دلچسپ دستنبو۔ میان کی نہایت معتمد مشیر۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی بہت بیدار مغز وزیر۔ ہمدردی کی کان۔ محبت کی جان۔ میان کی دولت اڑانیکا طوفان بلانشان۔ ہر گھر کے لیے صحت بار ہوا۔ ہر انجمن کے لیے تہنیت کی صدا۔ میان کی سرتاج۔ ایک پنتھ اور ہزار کاج۔ ہر پیشے اور ہر کام مین نہایت آسانی اور غیر محسوس طور سے استعمال پذیر۔ میان کی افزایش عزومراتب اور ترقی عہدہ مین اکسیر تاثیر۔ شوہر کے ہر عزم کی قوت بازو۔ بے ضرر سحر پُر لذت کرامت بے خطا جادو۔ خزانۂ راحت و آرام کی خوبصورت کلید ضامن عشرت جاوید چمنستان عشرت و نمایش کا مصنوعی طاؤس۔ وزرا کے خفیہ اور پیچیدہ دلی تمدنی منصوبون کا دلربا جاسوس۔ وہ خوش رنگ پُر تکلف خوش کیف

نایکا جی کے امید وبیم اور راز و نیاز کا تجارتی جہاز۔ بڑی بی کے ٹنڈے
اور سنڈے مرغ طمع کا نوخیز اور امید پرور اور پری وش پرِ پرواز۔ بڑی بی کے
اڈگرے کی خوبصورت بر با بونی کی جوڑی۔ بازاری اتکا۔ گزاری کی کشتی
کرایہ کی گھوڑی۔ وہ خواب پریشان فتنہ ہائے خفتہ کو جگانا جس کا کام ہے
وہ خود غرض دوست سلام جس کا ہزارون طرحکی ذلت ورسوائی کا پیام ہی
وہ چنچل جس کے کرکل مین شیطان کی خالا ہی۔ وہ سپاہی جس کا سب سے کارگر
اور دل خراش ہتیار نظر کا بھالا ہی۔ وہ ساقی جو بادۂ خود فراموشی و بیحیائی کا
پیالہ اپنے پربلا حلقے کے رندون کو پلائے۔ وہ شمع رو جو بزم عشق مین ہزارون سوختہ
دلون کو صورتِ پروانہ جلائے۔ وہ قصاب جس کی نظر کی تیز چھری عشاق کے
دلون کی کم زور گردنون پر ہل کے بل مین پھر جاتی ہی۔ وہ بیوفا بے مروت
اور عہد فراموش طوطا جس کی آنکھ اپنے دل دادون کی طرف سے چشم زدن مین
پھر جاتی ہے۔ وہ بے حمیت میزبان جو اپنی بزم عشق کے مہمانون کی ذلت
اور رسوائی کو طشت از بام کر کے اپنا نام کرے۔ وہ کامل ڈاکٹر جو اپنی زبان
کے پُر اثر نشتر کو مجروحان زخم محبت کے تہ کام کر کے بے لاگ دل کے ہدف
اپنا کام کرے۔ روپیہ بنانے کی وہ مستحکم اور ترقی پذیر ٹکسال جسنے اپنا سکہ
تماش بینون کی اقلیم قلوب پر جما دیا جعلی محبت کا وہ زرِ قلب جس نے اپنی
عام پسندی سے اصلی اور سچی محبت کے سونے کی قیمت کو کور باطن نوجوانون
کی نظر مین گھٹا دیا۔ تماش بینون کے نامۂ اعمال کی سیاہ تختی۔ نوجوانون کی
سب سے بڑی شامت اور بدبختی۔ بڑہاپے مین بڑی بی کی امید اساس

کی ریل پیل مین توشۂ عفت و محبت مہر آغوش بوسہ - مہذب محفل رقص و سرود مین اپنے کرتب سے غرور کا موقع - اور حلقۂ احباب مین غم تراش اور فرخندہ فرجام شراب پرتگالی کا جام دے - گھر مین عمدہ عمدہ لذیذ چیزون کے اصرار اور پیار سے کھلانے مین جان نثار کالی نانی امان سے کہین بڑھکر کام دے - میان کو پرفتن سوسائٹی مین گھٹانے بڑھانے کا آلہ - ایک برق آفت - ایک شرر ہزار اخگر در جگر - ایک آتش کا پرکالہ - بازار دنیا مین اپنے گرما گرم اور روز افزون سودے سلف سے میان کے نام کو جگانے والی - ہزار بار بگڑنے پر اُنکو ہزار بار بنانے والی - اما جان کی شفقت - باجی کی ہمدردی - دادی امان کی ناز برداری یہ سب اُسمین موجود - بڑے بڑے گرو گھنٹال فیلسوف اُسکے سامنے اظہار اطاعت و فرمان برداری مین سر بہ سجود - ہمیشہ روان چشمۂ فیض - ہمیشہ بہار گلستان - اور ہمیشہ سرسبز بار آور شجر - طریقۂ عشرت کا ہادی - مسلکِ تہذیب کا بادی - اقلیم شایستگی کا ہنرمند رہبر - کالے بھائیون کو عزت دینے اور ڈرانے کی چیز - سمندِ عقل و ہوش کی جوانی کے لیئے مژدہ آمیز - دنیا مین عافیت اور عاقبت مین مغفرت کا سامان دوست - اتالیق معلم - اور جانان شتر بے مہار نوجوان کی مہذب نکیل - ہندوستانی کے لیے مصیبت انگیز اور دائمی ذلیل خوش رنگ اور صحیح القوی لڑکو نکے ڈھلنے کی مہذب اور خوشنما مشین - مصنوعی آرایشون اور رنگ آمیزیون سے مجسم ارژنگ چین - مہذب اور خوبصورت بچون کی ٹکسال - عاشق مزاج مچھلیون کے پھنسانے کا پُرتکلف جال -

اُن کے فرسِ خیال کا پُر اثر تازیانہ۔ نائکا جی کی شکارگاہ کا چیتا۔ تماش بینون
کے رام کرنے کا بے خطا اور دل سوز فلیتا۔ قرمُ ساق پروری مین طاق
ابلہ فریبی مین مشاق۔ وہ خود غرض جو عاشق مزاج نوجوانون کو زر کشی کی
غرض سے اپنے شکنجۂ محبت مین ہمیشہ کسے زایدہ کسے د.. کسی۔ قرسا قونکی
دیدۂ امید کا بصیرت نواز کاجل ظاہر مین سلام۔ باطن مین پیام اجل۔ چند
بے غیرت لونڈون کا مایۂ غرور۔ اکثر بے تمیز۔ عموماً بے حیا۔ کمتر ذی شعور۔

نایکا — تماش بینون کے کمزور شش کے لیے نزلۂ حار۔ عاشق مزاجون کے فلک
آرام و اقبال و کامیابی کا ستارۂ دنبالہ دار۔ عشرت سرشت نوجوانون کی
دل شکنی اور ایذا رسانی کا تیز اور سم آلود ہتیار۔ حُسن پرست نوخیزون کے
دیدۂ امید و تمنا مین کھٹکنے والا نوک دار۔ شیطان کی خاص سواری کا شور پشت
کٹر اڑیل ارجل اور بدذات رہوار۔ دجّال کے چار گوشۂ دنیا مین چڑھ کر
پھرنے کا کہنہ بوسیدہ اعضا شکن اور زندہ ہوادار۔ احسان فراموشی عہد شکنی مکاری
اور دغا بازی کے کوہ آتش فشان کا تیرہ و تار دہوان دہار اور سیاہ بار بخار۔
رند مشربون کے اقالیم قلوب کا تحس نحس اور برباد کرنیوالا نزار۔ حکمت کا وہ
زندہ پور ٹمنٹو جو خم فلاطون پہ ہنستا ہی۔ وہ ذی اختیار متلون المزاج خود غرض
اور خوشامد طلب ڈاین جسکی فتنہ ساز اور خون بار چشمگون سے طرفۃ العین مین
سیکڑون عاشق کا حسرت کدہ دل بنتا اور بگڑتا ہی۔ وہ شعلۂ ہستی سوز جو لپک کے
آتشکدۂ آذر کی آگ کی زبان کا مُنہ چوم لیتا ہی وہ نحس اکبر کہ کسی آباد مکان پر
بیٹھنے کے قبل تمنا و تبرگا اوسیکا بدنام اور نا فرجام نام بوم لیتا ہے۔

لاٹھی - فرسِ قوت بہیمی کی خوبصورت کاٹھی - وہ صحبت سوز کوچہ جس کی ہوا
سم آلود ہی - وہ عزت و حمیت سوز آتش جو ہمیشہ بے دود ہی - وہ غبار
ذلت بار جس کی سرخی آبرو کا خون ہی - وہ شفاخانہ جس کا دماغی اعتدال
سراسر جنون ہی - نائکاجی کا دل ربا آلہ - جفا کاری مشعل عفت سوز حرامکاری
حرامکاری کی اونچی دُکان کا سڑا گلا پھیکا پکوان - بوڑھی تماش بینون کے
لیے اُن کے اصول سے حلوان - نائکاجی کی وہ ٹیڑھی اُنگلی جو تنگ نظر
امرا کے روغن طلا کی تنگ دہن مٹکی مین کامیابی سے گھستی اور نکلتی ہے وہ
شمع جو دن رات سوختہ دلون کے روغن جان سے جلتی ہی - وہ مکارہ جو
دن بھر مین گرگٹ کی طرح ہزارون رنگ بدلتی ہی - کبھی ڈرتی - کبھی بہلتی
کبھی چمکتی - اور کبھی مچلتی ہے - تماش بینون کے ڈھالنے کا خوبصورت سانچا
روسیاہی کا ہوش ربا طپانچا - اپنے مطلب کا کھلاڑی - . . . . پرست نوجوان
کی ٹھیل گاڑی - نائکاجی کے دام کا دانہ - کاکل آوارگی کے سلجھانے کا شانہ -
وہ سڑی بوٹی جسپر جیفہ خواران خوانِ حرام کاری لڑتے ہین - وہ آوارہ
اور مکارہ جس کی صحبت مین نوجوان بگڑتے ہین خمیر بے حیائی کی وہ روٹی
جس کو باپ بیٹے کے دسترخوان پر بے تکلف لگتے دیکھا - آتش دوزخ کی وہ
چنگاری جسکو سوختہ بخت نوجوانون کی بادبربا دی سے اور زیادہ
سُلگتے دیکھا - مُچھے شاعرون کے مجہول خیال مین سیماب مزاج اور مہ پارہ -
واقع مین ذلت کا فوارہ - گردش کا سیارہ - جفا کیش عیارہ - اور
صحت سوز خام پارہ - شعراے ہند کی عروس مضامین کی نقل و حرکت کا میا

اور پیارے اپنی بہار دانش مین ساری دنیا کی حکمت اتبائے۔ دنیا کے
گنجینۂ حسن کا مار۔ ایک تیز تجربہ کار اور ہشیار چڑیمار۔ مفت کے زر و جواہر
تولنے کی عمدہ ترازو بہولی اور اپنی غارتگران ایمان کی سرپرست پشت پناہ
اور قوت بازو۔ وہ گدی نشین بہتر فرقے کا سلسلہ جس سے براہ راست ملاہی
وہ پرانی خونخوار باگھنی جس کی خرخش سے جوان مردون اور آکا اون کا کلیجا شل
بید کے ہلاہی۔ وہ پیر نابالغ جس کی عمر کسی سال گرہ مین بحساب تعداد کبھی گھٹی
نہین۔ وہ بدچلن چنچل کمسن سال اور بدخصال ... جس سے معلم الملکوت ایسے
تیز تجربہ کار اداشناس دم باز اور زود آشنا کھلاڑی سے بھی کبھی اچھی طرح
پٹی نہین۔ حرام کاری کے ہمیشہ روشن آتشدان کو گرم کرنیکا کول۔ شرفا کے افسانۂ
ذلت اور رسوائی کی شہرت دینی کا ڈ ڈول؛ معول عاشقون کے داغ دار دل کے
توس کرنے کا فراخ پان گلستان فسق و فجور کا ہمیشہ بہار پاسبان بادیۂ
عشرت کا پرانا غول۔ حسن کے تجارتی جہاز کے بادبان اڑانے اور لنگانی کا مضبوط
مستول۔ ستم کیشون کی کشتی جور و جفا کی پتوار۔ بازار حسن و عشق کا مشہور
دغاباز اور فریبی ساہوکار۔ خواہش کی ریل گاڑی کا وہ انجن جو ہمیشہ
روان ہی۔ دل جلون کے مارنے کی وہ توپ جس مین نہ بارود ہی نہ دہوان
ہی۔ خونین جگرون کے اشک گلفام کی بہر خو۔ موج کے روکنے کا پشتہ۔ حیلہ
و فریب دغا و مکر کا کچا کشتہ۔ عیاشون کے مزاج کو اعتدال پر لانے والی
دواؤن کی قرابادین۔ بیسواپنے کی بنیاد کا خزانہ فرزین (یا امیر زادون
کی رسوائی اور بربادی کا تماشا دیکھنے کی دوربین)، وہ زنجیر جسکا ہر حلقہ

وہ نادر نادر جسکا خراج ناامید حسرت زدون اور مظلوم امیرزادون کے دل کا خون ہی۔ وہ اژدر مردم جسکے بلانوش پُر وسعت اور عمیق خار آتش بار شکم کے دولت ریز خزانے مین گنج قارون مدفون ہی۔ وہ ڈینگو فیور جو قبر تک مین انسان کی ہڈی کو جلاتا رہے۔ وہ دردمند حکیم جو مریض عشق کو مرتے وقت تک بشاش بشرے سے زہر کا پیالہ بے تکلف اور بلا تردد اور بے کھٹکے پلاتا ہے۔ وہ بیچنہ جسکی گولی کبھی جگر کے ادھر اڑی نہین۔ وہ اصفہانی تیغ جسکی ضرب بجز دل کے اور کسی عضو انسانی پر پڑی نہین۔ وہ سامری جسنے اپنی نظر کے مقیاس المزاج کی گرم و سرد آزمائی سے بیسیون بقراط کو شیشے مین ادتار ا ہی۔ وہ سور پھنکیت جس نے بڑے بڑے کال پھنکیت اور بٹیت کو دم کے دم مین ہشیار کرکے بے پانی کے مارا ہی۔ وہ نئی قسم کی بے حیا اور بے رحم وبا جسکے بھگانے کی کوئی مؤثر دعا نہین وہ مرض لاعلاج جس سے جان بچانے کی کوئی مفید دوا نہین۔ وہ عقرب جس کے نیش کا مرغوب نشانہ گاہ دل ہی۔ وہ خونخوار بےمروت اور ظالم جیلر جسکی پُر خشم پُر عذاب پُر ہیبت اور وحشت ناک آنکھ کمزور دل اور خصلت کے خویشتن فراموش دل فروشون کے لیے چاہ بابل ہی۔ وہ نا سآفرین کل جس مین رنڈیان بنتی ترشتی اور ڈھلتی ہی۔ وہ جادو تاثیر گھر جس مین آفت کی پڑیان اکسیر بننے کے قبل برسون جلتی ہین۔ وہ تیز روشن دماغ اور بلند خیال معلم جو نامی گرامی طلازادون کو گلستان کے باب پنجم مین سبق پڑھائے وہ علانیہ دہر جو . . . . . میم والے نئی روشنی کے مولویون کو طفل مکتب سمجھکر بزرگانہ شفقت

---

[۱] ایک قسم کا اجار جس مین ہلدیون تک مین سدھ ہوتا ہی ۱۳۵

کشمش اور کوشش سے دور دور سے رزق تازہ شکار کھینچ لائے۔ وہ ڈیہر بیسوا جو دوست دشمن امیر فقیر باپ بیٹے چھوٹے بڑے سب کو ایک گھاٹ پانی پلائے۔ وہ سولی جس پر شوق سے ایک مرتبہ کون جوانی مین چڑھا نہین۔ وہ پھانسی کی رسی کا حلقہ جسکی طرف کس اسیر الفت کا گلا شباب مین شوق سے بڑہا نہین۔ رنڈیون کی محفل گرم بازاری کا پرنور لمپ ترم ساغون کے لشکر نحوست پیکر کا محفوظ کمپ۔ رجواڑون اور شہزادون کی دولت کی بالائی اُتھانیکا کفگیر۔ مجسم ریاست شکنی تعلقہ لاخراج جاگیر۔ تماش بینون کے سیاہ نامۂ اعمال کا شیرازہ۔ دنیا سے سیدھے دوزخ مین جانیکا وسیع باب اور کشادہ دروازہ۔ عیاشون کے بے غیرت دل کے فشار کے لیے فولادی پنجہ۔ دنیا مین گنہگارون کے عذاب کے لیے قدرتی شکنجہ۔ مکتب عشق کے طلبا کے پھنسانے کا جال۔ دلدادون کی جان کا جنجال۔ امیرزادون کا منی بیگ۔ غیبی خزانے کی بڑی دیگ.... گرو گھنٹال تماش بینون کی سزاے اعمال۔ خوان حُسن کا سرپوش۔ جو نما گندم فروش۔ ایک سیم شحیم لالچی تند خو۔ غضبناک۔ بیباک بے رحم اور بے مروت دلالہ۔ فرعون کی مان شیطان کی خالہ۔

نئے سال کی نئی روشنی کی نئی ڈکشنری

آیا مغربی نسوانی آزادی۔ شوخی اور چستی کی بگڑی ہوئی تصویر۔ باوجود بدرنگ ہونے کے ہزارون عمدہ رنگ سے صاحبان عالیشان کی۔ کوٹھی مین استعمال پذیر۔ میم صاحبون کی آرایش کا ہندوستانی جاندار اور خدمت گزار آلہ۔ شدت گرما گرمی اور بیحجابانہ سیماب وشی سے ہمسایگی

گرداب بلا ہی۔ وہ اخگر جس سے ہزارون دل دادون کا خرمن امید جلا ہے۔ وہ بیلون جو بجز دوسرون کی بربادی کی ہوا کے کبھی اڑا نہین۔ وہ بم کا گولا جو کبھی سینۂ عاشق کے سوا اور کسی مقام پر پڑا نہین۔ وہ رہزن جسکی کسی نیل کوڈ مین کوئی تعزیر نہین۔ وہ چور جس کے پکڑنے کی کوئی تدبیر نہین۔ بگڑنے والون کے ادراک حرارت شوق کا وہ تھرمامیٹر[1] جس مین خطا نہین مریض درد والم کے لیے وہ زندہ ڈسپنسری[2] جس مین بجز شربت مرگ کوئی دوا نہین وہ مغ جس کے خم خانے کے متوالے کو قیامت تک ہوش نہین آیا۔ وہ سمندر جس کے سامنے کبھی دریاے بیدار مغزی وہشیاری کو جوش نہین آیا۔ وہ عاشق گر جس نے اپنی سحر آموز آنکھ کی ایک گردش سے سیکڑون میان مجنون اور ہزارون فرہاد بنائے۔ وہ کافر جس نے لاکھون کعبۂ دل توڑ کر کروڑون تبخانۂ بیداد بنائے وہ بوم جسکا ویرانہ امیرون کا کاشانہ ہی۔ وہ لالچی مرغ زر و جواہر جسکا دانہ ہی۔ عاشقون کے پہلو کا بیدار سان پھوڑا۔ شوربشت عیاشون کی ادب آموزی کا کوڑا۔ وہ عمان بلا جس مین ایک مرتبہ ہر ناتجربہ کار شناور دریاے الفت نے غوطہ کھایا ہی۔ وہ سمندر جس مین غوطہ خورون نے ہمیشہ دُر کی جگہ سنگ خارا پایا ہی۔ وہ افعی جس کے خوف سے زمرد زرد ہو جائے۔ وہ کھرل جس مین عاشقون کا دل آن کی آن مین پس کر گرد ہو جاے۔ وہ جونک جو دولتمندون کے بدن مین ایک قطرۂ خون چھوڑ کر کبھی چھوٹی نہین۔ وہ فساد کی شیشی جو آج تک کسی قسم کی ٹکر سے ٹوٹی اور پھوٹی نہین۔ وہ اژدہا جو اپنی سانس کی

---

[1] مقیاس الحرارۃ ۱۲ [2] دوا خانہ ۱۲

بار بار آنے جانے والی ۔ ہر قدم پر ہزار طرح کی نزاکت و اٹھکھیلیون سے چم چم کر
اپنی خوش ادائی اور بانک پن کا محبت انگیز اثر عاشق مزاج گھورنے والون
کے دلون مین جمانے والی ۔ ہر قسم کی اداؤن سے دلربایانہ اور ابلہ فریبانہ
سخن طراز میم صاحبہ کے منہ لگ کردہ بیرے ملازمون پر خواہ مخواہ زبان دراز
زینو کی اکلائی ۔ یکرنگے کی گوٹ اور دریس کے لہنگے کی زیبائش وقت خرامش
کن انکھیون سے مضطربانہ دیکھ دیکھکر ایک میٹھی نگاہ نیم باز کے اشارے سے
ہر ایک طرحدار نوجوان سے اپنی نیم میانہ خوش وضعی پر داد کی خواستگار
باوجود کمسن ہونے کے اپنے خیال عظمت کی افزائش کی پالایش سے
ملازمین کوٹھی اور چپراسیون کے بھی ۔ خالہ اور نانی کہکر پکارنے پر بزرگانہ شوخی
اور تیور بدل کر جواب دینے کو طیار ۔ مذہب عشق کے اکثر رسوم کی مغربی فیشن
سے غیر مکمل طور پر خانگی حلقون مین برت برت کر دکھانے والی ۔ یورپ کی
تہذیب کی ہوا کو اپنی خصلت کے فانوس مین بند رکھکے ہندوستان کے
خس و سفال پوش مکانات مین پرجوش ادا سے لانے والی ۔ صاحبہ کی
عالی شان کی ترقی ۔ رخصت اور تبدیلی کی صحیح خبرون کے چھپنے کی واسطے
ہوم گزٹ کا پرچہ منتظر دیکھی ۔ و نیم سرکاری اخبار صداقت آثار جو کل قوانین
کے اثر سے مستثنی اور جملہ قسم کی جواب دہیون سے آزادی ۔ یوروپین
مذموم خصائل کی نقالی سے کبھی مغربی ڈومنی بنکر مشرقی ملکون و طلوع نیر
ستارہ دنبالہ دار کی طرح آڑی اور ترچھی ہو کر لٹکتی ہے ۔ ساق سیمین کی
نمایش کے لیے چلتے چلتے قصداً لہنگے کو ٹانگون سے الجھا الجھا کر بار بار جھٹکتی

عورتون کی نظر مین ایک پربلا شعلہ جوالہ کوٹھی کی تمام بیش قیمت اور کمیاب
چیزون کے اعلان کا بہت بڑا نقارہ۔ بابا لوگون کے جھولنے اور سونے کا
محفوظ اور مضبوط چرمی گھوارہ۔ برق وشانہ گرم رفتاری و مصنوعی ادا سے ہر
ہر قدم پر دم بہ دم سایے کو بھڑکانے والی۔ غیر معمولی آرام و آزادی کی بیقرارانہ
گدگدی سے وحشی غزالانہ اپنے سایے سے بھڑک بھڑک کر کوٹھی کے خانسامانون
خدمتگارون اور مشعلچیون کی آتش شوق کو بھڑکانے والی۔ مصیبت نے وہ
عہدہ دارون کے اکثر بُرے وقتون مین کام آنیوالی ہندوستانی رُوسا
امرا اور عمالون سے ہر ہر رب ورتیوہار مین معمولی طور سے انعام پانے والی۔
وہ ہندوستانی ٹلیقون جو انگریزون کی کوٹھی سے ہمیشہ جاری ہے۔
وہ عقرب جس کا نیش ہزارون سنگینون کی چوٹون پر بھاری ہے۔ وہ سامری
جسکے ایک منتر سے ہزارون آفت اور لاکھون بلا ٹلتی ہے۔ وہ انسان جس کے
سایے سے پری تک جلتی ہے۔ رئیسون کے خاص کمرون مین نسیم سحری
کی طرح جس کو بے روک ٹوک آنے جانے کی اجازت ہے۔ جسکی ادنی سی بے اعتنائی
اور آزردگی بڑے بڑے لوگون کے لیے سبب شامت ہے۔ اپنی اوباش ناجنس
خواجہ تاشون پر کورٹ شپ کی ناقص مشق کرکے کبھی کبھی تکلیف اور رسوائی سے
بغلگیر اور ہمچشمون کی ذلت بار اور جگر دگار چشمکون کے اثر افشان تازیانون کی
پے درپے چوٹون سے کبھی کبھی عقد نکاح سے دائمی پابہ زنجیر۔ اپنی رسائی کو
دوسرے کی نظر مین تیز کرکے دکھانی کی نیت سے بلا ضرورت کوٹھی کے
مختلف کمرون سے نہایت ایٹھ ہو ہو کر ایک ظاہری بے پردگی کی اداسی

پرورش اولاد مین ہواخوری کی جان پرور تاثیر کی ایک نہایت پرتاثیر تعلیم دینے والی - میمون کی خصلت کی اثر ریزی کو نہایت آسانی سے اپنی سرشت میمون سرشت مین بے تکلف و تکلیف قبول کر لینے والی - بیسیون رنگ شگاف - الیٹ اور شیلر کو ہوا اور گودی کی نانی کی خوفناک کہانی سے ڈراتی ہے اکثر اون کے سلاتے وقت لوری کے بہانے دبی آواز سے ایک آدھ خوش آیند تان بہی اوڑاتی ہے - لفٹنٹ گورنر ہونے والے مغربی پودھون کو اپنے کنار عاطفت کی کیاری مین برسوان سچی محبت اور خالص ہمدردی کی آب حیات کی سینچ کر بدلنے والی - لڑکپن کی معصومانہ مدہوشی مین انکو روز بیسیون پر آفت اور پر مصیبت موقع مین ہوشیاری اور نمک حلالی سے سنبھالنے والی - وہ ہندوستانی جس کی ساری خصلت کی یوروپین سازش ہے - ایک دریس کے لہنگے پر جس کو کمخواب کے پاجامے سے زیادہ نازش ہے - آیا آیا کی جان نواز آواز انکو انڈین کے بچون کے نچانے کا سبب پرانگر ہندوستانی باجا ہے - ہر ایک انگریز کا بچہ آیا کی گود مین فرط بے پروائی و آرام و مسرت سے ایک ہندوستانی راجا ہے - وہ ہندوستانی فیمیل اتالیق جس کی ضرورت ہر کوٹھی مین ہوتی ہے - وہ ہندوستانی عورت جو اپنے ملک کے تعصب انگیز اور حماقت خیز خیالات کو صاف کرکے ولایتی صابون سے دہوتی ہے - پیرانی کی کرامت کی خوشبو سیم صاحبون کے شانے کے بالاخانے مین خفیہ پہنچانے والی - ولایتی عورتون کے کمزوری خصلت کی چور دروازے سے اکثر انکے اعتماد اور اعتقاد کی کمرے مین غیر ملک کی عورتون کی غیر معمولی قدرت کے خیالات لا کی لیجانیوالی

اور جھنکتی ہے۔ اپنے شوہرون سے اکثر خانہ جنگی۔ ہنٹو اور انگریزی برُے خصائل کی ایک سچی تصویر دورنگی اپنے ہمقوم اور ہمسایے کے خیال مین ذات پات کھو کھا کر کمانے والی۔ گھر سے ایک بار تلاش روزگار مین نکلکر پھر لوٹ کر گھر کم آنے والی۔ اکثر اپنے ظالم اور بے انصاف شوہرون کی بدسلوکی اور بیجا تعدّی کی سیلی سے غصّہ اور رنج مین ڈوب کر ابر سیاہ کی طرح گھر سے نکل جانے والی اکثر ساس نند کی ایذا رسانی اور دلآزاری کی تاب نہ لاکر حکام عالی شان کی کوٹھی مین آرام اور امان پانے والی صفائی اور چستی مین واقعی بے نظیر ہے۔ مصیبت کے وقتون مین اکثر مظلومون کی بھی دستگیر ہے کوٹھی سے روزنامہ معلومات اور تازہ واقعات عالم کا ایک ذخیرہ لاکر ہمسایہ والیون مین ایک غیر معمولی کھلبلی مچانے والی۔ اپنی ذاتی کوشش اور محنت سے اپنے ہم قومون مین بہت کچھ واقعی اور اصلی راحت و آرام پانے والی۔ ہمسایے مین ہر شخص پر ایک تحکم کی ادا سے اپنا رعب جمانے پر جیتے اور ہار کھایا ہے۔ ہر فصل بہار مین شملے اور نینی تال کی صحت مالامال ہوا سے جس نے اپنی صحت کو چمکایا ہی اکثر نازک اور مشکل مواقع پر صاحب کی خوابگاہ مین رئیسون اور عہدہ دارون کا ٹکٹ لیجا کر سیکڑون خرخاکو آفتون اور مصیبتون سے بچانیوالی۔ اپنی خاص خاص حسن خدمت کے صلے مین بہت کچھ داجبی انعام واکرام پانے والی۔ اکثر امور خانگی مین میم صاحبہ کی مشیر کتر نیک بخت اور سیدھی۔ اکثر چالاک اور شریر مس بابا لوگون کی بڑی پیاری بابا لوگون کی بہت دولارتی۔ بابا لوگون کی ٹہیل گاڑی کی خوش رفتاری سے غیر محسوس طور پر ہندوستانی بابون کو

بال بچون کو لیکر بڑے اطمینان اور پوری آزادی سے ایک عمر تک
زندگی بسر کرنے والی۔ پیری۔ کے تیرہ و تار وحشت آثار اور کلفت کے
درکنار راتون کو اپنے کامیاب سوانح عمری کے تصور کے نشے مین بے پروائی
اور عافیت کی گہری نیند مین سحر کرنے والی۔ علی بابا ایسے قدر انداز نشانہ باز
اور چابکدست محرر کی تجربہ کار اور پرکار درکنار الماسی نوک قلم کے کھو نچون
سے اپنے دامن خصلت کے اکثر عمدہ اور تعجب انگیز پہلوون کو بچا جانے والی
ملکی اور قومی ہمدردی اور محبت سے اپنے ہموطنون کی کامیابی مین سعین
ہونے اور اپنی خصلت کی سچی تصویر کھنچوانے کی غرض سے بیچا بانہ ہماری برش
خیال کی پوری زد پر آکر اپنا اصلی جلوہ اہل عالم کو دکہانے والی۔

یورپین کنسرٹ یورپ کے سلاطین کا اتفاق

ظاہر مین شہد۔ باطن مین سم۔ اندرونی اختلاف۔ باہمی جنگ
وجدل کا عنقریب پھوٹنے والا بم۔ یورپ کے صحیح النسب اور معصوم حکمت عملی
کے بچے کے جھولنے کا ہنڈولا مصنوعی اتفاق۔ پرانی کاوش۔ تاریخی
عداوت۔ اور پرشوکت دہمکی۔ کے جھلانے کا جھولا۔ کم زور کے دبانے کا ہتیار۔
باہمی قوت اور موافقت کی حفاظت کا حصار مدبران یورپ کے دریائے عقل
کی بلند موج۔ خیالی جنگ گاہ تمدن کی آراستہ فوج۔ صلحنامون کے
شروط یاد دلانے کی تاکید۔ مانٹی نگرو کے واسطے نصرت اثر نوید سلاطین یورپ
کے مواثیق کی منفعت کی روشن دلیل۔ دنیا کی آزادی کا ضامن مجبور الحقوق
کے حقوق کا سرپرست۔ اور کمزور سرکشون کا وکیل۔ مغربی مسئلے کے حل
کرنے کی کھرل۔ کم زور کو زور آور اور زور آور کو کم زور بنانے کی

نذر ونیاز کے مدد خرچ کے لیے میم صاحبہ کی خاص پاکٹ پر مداخلت بیجا کی عادی
ہی۔ اُن کی خوش عقیدگی اور پیر پرستی کی اکثر خوش عقیدہ نسوانی اور
درگاہی حلقون مین زندہ منادی ہی۔ شادی بیاہ اور جملہ تقریبات مین
اپنے ہم جنس اور رحم دل آقا سے عطیہ تایدی پاتی ہی۔ یہی سبب ہے کہ ایسی
تقریبون مین نہایت سیرچشمی سے سیر کرکے اپنے مہمانون کو کھلاتی رہے۔
ڈاک کے دو ہزارے لینڈو[1] کے مخملی گدے پر نہایت شان وشوکت سے
دم سیر بیٹھکر جذب حرارت تفاخر کرکے بابا کو ہوا کھلانے والی۔ فرسٹ کلاس
سیلون مین میم صاحبہ سے پہلے اپنی نابالغ امانت کو لیکر جگہ پائی پر مسکرا مسکراکر
اسٹیشن والون پر اپنا غیر معمولی داب ورعب جمانے والی۔ اکثر انگلو انڈین
خاندان کا زندہ اور صحیح شجرہ ہی۔ بابا لوگون کی سیر کا نفیس بڑی بجرہ ہے
مختلف ملکون اور شہرون کی سیاحی کے متعلق واقعات اور حالات کو ایک
تجر اور ہمہ دانی کی ادا سے ہمسایہ کی عورتون کو سنانے پر مغرور ہی۔ ہر وقت
اوسکو اپنی مرفہ الحالی۔ اور نوکری کے لیٹنے کا ایک مزہ دار سرور رہے۔
گھر سے نکل کر بگڑ کر بننے والی۔ اپنی قوت بازو کی کمائی پر سلف ہلپ کے غرور
سے تننے والی۔ پنشن لیکر ذات مین آتی ہی۔ مبلغ سنگین دیکر اکثر حصہ پالی
کھلواتی ہی۔ تادم موت گھر بیٹھے اپنے عمر بھر کی محنت کا خوش ذائقہ میوہ کہاتی ہے۔
اکثر خاندان عالی سے نمک حلال آیا لوگ عمر بھر لائق پرورش پنشن پاتی
ہین۔ پنشن کے لیے خلش۔ راحت رسان اور تسکین بار سایے مین اپنے

---

[1] ایک قسم کی نو ایجاد اور نفیس گاڑی ۱۲

کوئی عمدہ سبیل نہین۔غل مچانے اورگپ ہانکنے کا بلند زینہ۔قومی دولت
قومی عزت۔قومی قوت۔قومی لیاقت۔قومی فصاحت اور قومی شوکت
کا خزینہ۔

تھینکس (شکریہ)

انگریزی معصوم لفظون کا اولڈ پاپا۔خشک تحسین۔خشک سلام
خشک احسان۔وہ پائی[له] جسکے اندر صرف ہوا ہی وہ لفظ جو دنیا بھر کو خوش
کرنے کے لیے بلا صرف کسی قسم کے ایک مجرب دوا ہی۔ وہ انعام جو سال بھر تک
دل ودماغ کے خون کرنے کا صلہ دیتا ہی۔ وہ تمغا جو سیکڑون کو جان نثاری
کی حسن خدمت کی عوض مین ملا ہی۔ وہ پُرمعنی لفظ جس نے حاتم دلون کی سخاوت
کی داد دی ہی۔ وہ کرامت کی پڑیا جس نے بڑے رجواڑون کے دل و
دماغ کی خبر لی ہی۔ وہ دولت لازوال جسکا تہذیب یافتہ دنیا مین بے انتہا
خرچ ہی وہ تسخیر قلوب کا نسخہ جو اکثر سرکاری کاغذ کی پیشانی پر درج ہے
خوش کرنے کا کم خرچ بالانشین آلہ۔ وہ رئیس بادشاہ مزاج جسکا الفاظ
بغیر کمخواب ور زربفت کے درست نہین ہوتا وہ پر تاثیر دعا کہ ہزار بلا کو زبان
سے نکلتے ہوے ٹالدے۔ وہ تسخیر باتاثیر جو دم بھر مین دشمن کو دوست بنائے
وہ دم کل جو کم ظرفون کو دم بھر مین غرور اور عُجب کے آب مصفا سے
ربڑ کے تکیے کی طرح پُھلادے وہ قہقہہ انگیز زعفران کہ بابا فغانی کو ایک
آن مین ہنسا دے۔

له ایک قسم کا انگریزی کھانا سرپوش کی صورت کا ۱۲

ولایتی کل - کم زور سلطنتون کے بٹوارے کا نیا قانون - ٹرکی کی آیندہ
ترقی کا نہایت نیک شگون - دوسرون کے انتظام خانگی مین دست اندازی کا
بہانہ - اصیل کے واسطے سنگ ریزہ اور ٹینی کے لیے دانہ نار وا اصرار دشکن
دباؤ ناجائز جبر - احمد کا مردہ - محمود کی قبر - اندرونی اختلاف کے ڈہا کنے
کا سر پوش - وزارت انگلستان کے بادۂ کہن سالی کا آخری سرجوش
شاہان یورپ کے نیک نیتانہ اتفاق کی تیغ کا خوبصورت نیام - ترکون کے لیے
ایک روح افزا - جان پرور اور مسرت بار پیام - پُرانے مریض کے لیے نیا
نیا پرسکرپشن[سلہ] - سلطنت ٹرکی کی انتظامی رپورٹ بر گورنمنٹ یورپ کا زبردست
رزولیوشن - مہذب شاہون کے آشوب چشم کا علاج ایک بنتھ ہزار کاج -

پارلیمنٹ (مجلس مدبران ملکی)

مدبرون کا آشیانہ فصحا اور بلغا کی پرورش کا زچہ خانہ کسی ملک کی
قابل لوگون کی قوت گویائی کے تماشا دکہانے کا تہیٹر - وہ بالی جہان کا
اصیل اور ٹینی دونون کٹر - زبانی لڑائی کا میدان - خیالی پلاؤ بیچنے والے
کی دکان - باہمی نفاق اور ذاتی رشک وحسد کا تنور - خیالی اور لسانی
کشتی کا مہذب اکہاڑا - تمدن کے دنگل مین حکمت عملی کے مطابق وزرا
کے چت پٹ ہوجانے کا سہارا - مغربی فخر و نازش کی حفاظت کی مضبوط
دیوار - ملکی مصلحتون اور قومی حقوق کے بچانے کا سنگی حصار - ستم دیدون
کی چارہ جوئی کا وہ عمدہ و نادر داوری گاہ جہان کوئی کالا وکیل نہین -
انصاف آموزی کا وہ اسکول جہان روسیون کے ظلم ناحق کے انسداد کی

[سلہ] نسخہ جو ڈاکٹر دیتے ہین ۱۲



مہ نور می فشاند و سگ بانگ می زند

پالیسی (حکمت عملی)

خیالی پلاؤ۔ مفت کرم داشتن۔ لہو لگا کے شہیدون مین نام۔ بانگِ بے ہنگام۔ خودستائی۔ خود غرضی۔ وعدہ فراموشی۔ آشنا فراموشی۔ گیدڑ بھبکی۔ ہوائی بندوق کی آواز۔ ممبران پارلیمنٹ کے آپس کا نازونیاز کمزور کو دبانا۔ زبردست سے ڈرنا۔ اپنی قوت خیالی کو مبالغے سے بیان کرنا اپنے منھ میان مٹھو۔ زبانی جمع خرچ۔ وقت کی پرستش۔ خیالی لڑائی مین حریف کو شکست دینے پر نازش۔ ہان مین ہان ملانا مارتے کے آگے اور بھاگتے کے پیچھے جانا۔ کسی کے جلتے ہوے گھر سے تاپنا۔

آنر (عزت)

مفہوم خیالی۔ جی خوش کرنے کے لیے ایک موثر لفظ۔ لندن کے اخبار نویسون کی خامہ فرسائی کے لیے ایک نفیس تختۂ مشق۔ پھوٹی ہوئی ہانڈی۔ نقار خانے مین طوطی کی آواز۔ عنقا۔ ایک قسم کا ولایتی مکسچر جو تالیف قلوب کو مفید ہے نئی طرح کا ولایتی آلو جو کبھی زمین سے نکالا نہین جاتا اور جسکی بو سے لارڈ لوگون کا دماغ معطر رہتا ہے۔

ٹرسٹ (حقوق)

وہ چیز جسکی حفاظت ضروری نہین۔ ساری دنیا کو اپنا جاننا۔ ایک شکل تصوری دوسرون کو ڈرانے کے لیے قائم کرنا۔ ایک نازک ہڈی جسپر ایک محلے کے ایک ہی رنگ اور نسل کے کتے اس ہیبت ناک طرح سے لڑین کہ اُن کی آواز سے دوسرون کے ڈرنے کا احتمال ہو۔ ایک قسم کے تمدن کی مچھلی جو کبھی جال مین پھنستی نہین۔ حبش کے جنگل کا کالا خرگوش جسکی تلاش مین بہت سے امریکا کے ڈاکٹر گئے ہوے ہین۔

اشتہار مسرت بار

مشتہر ایک مجرد شخص ہے اور اوسکو ایک ایسی بی بی کی ضرورت ہی
جس مین صفات ذیل ہون۔

(۱) عالی خاندان کی چندان ضرورت نہین۔ مگر جس خاندان سی ہو اُسکے
خون مین تازگی ہو۔ اس تازگی کا ثبوت یون ہو سکتا ہی کہ بذریعۂ اسناد یا شہادت
چند گواہان معتبر کے یہ بات ثابت کیجائے کہ اسکی اوپر کی دو تین پشتون مین خون
مین قوت اور تازگی دینے کے خیال سے کسی قوی الخلقة اور صحیح المزاج غیر خاندان
کے آدمی کے خون کو نیچر کے معمولی قواعد فرحت بخش و نسل انداز کی تائید سی منتقل
کیا گیا تھا۔ (انگلستان کے تہذیب یافتہ ملک مین طبی خیالات سے تازگی خون کا
ایسا سامان اکثر ہی لوگون سے قرابت کے ذریعے سے کیا جاتا ہے)۔

(۲) پختہ سن کی عورت ہو یعنی چالیس اور پچاس کے اندر۔ کاٹھی مضبوط۔
قوی درست۔ طول مین ۵ سے ۶ فٹ کے اندر۔ نہ بہت دُبلی نہ بہت فربہ
وزن قریب تین مَن کے (جوکہ متوسط درجے کی صحیح المزاج عورت کا وزن سلرے
ممالک تہذیب یافتہ مین ہی) رنگ سرخ و سفید سرخی زیادہ اور سفیدی کم
غزالان ختن اور نرگس بیمار کی سی آنکھون کی ضرورت نہین۔ معمولی چھوٹی گربہ نما
آنکھین بہت خوشگوار ہون گی۔ صحت نہایت اچھی ہو ایسی کہ سوای مرض موت
کے ڈاکٹر اور حکیم بُلانے اور اس فضول مد مین روپیہ خرچ کرنے کی ضرورت نہو
کسی قدر معمولی دوائین بچون کے علاج کے قابل اوس کو معلوم ہون تو بہتر

قانونی قاضی ہوگا۔ بوسہ بازی کے فن مین کمال مہارت ہو۔ اگر نقص تعلیم یا صحبت کی وجہ سے اس فن سے مطلق بے بہرہ ہی تو اُس مین اس فن نامی مین مہارت حاصل کرنے کا مادہ ہو (کیونکہ بغیر ایسی مہارت کے ایک تہذیب یافتہ انسان کی بی بی دنیوی کامون مین عمدہ طور سے قابل استعمال نہین ہوسکتی) اگر اس فن مین مہارت حاصل ہی تو کس درجہ (اس کو لکھنا ضرور ہوگا) کیا اُسکے بوسے کی کشش اور کوشش سے نوکری۔ ووٹ۔ یا کسی کونسل و دنسل کی ممبری مل سکتی ہی یا اسکے بوسے سے کسی مجرم کی خطا دھولی جاسکتی ہی؟ یا اُسکے بوسے سے ترقی یا تمغہ مل سکتے ہین؟ یا اُسکا بوسہ کمند بن کر کسی مطلبین کو پھنسا سکتا ہی؟ (ان ضروری مضامین سے بہت تفصیل سے واقف کرنا ہوگا کیونکہ اور صفات کے مقابلے مین اس صفت کو بہت زیادہ رجحان ہوگا) اعلیٰ درجے کی انگریزی سوسائٹی مین پہاڑون کے اوپر اور انکے دامنون اور شہرون مین اپنے شوہر کے صفائی اور بے روک ٹوک طور سے پوری آزادی سے آتے جاتے اور ملنے جلنے مین کلکتے کی نمائشگاہ کے سیزن ٹکٹ یعنی اُس ٹکٹ کا کام دے جو نمائشگاہ مذکور مین برابر ہر وقت آنے جانے کے لیے کافی تھا۔ بے امتیازی سے لڑکے جن جن کر اپنی صحت کو غارت۔ شوہر کی دولت کو رخصت اور اپنے گھر کو ایک مصیبت انگیز وحشت سرانہ کردے بلکہ لڑکونکے جننے کے شوق سے اوسکا دل ودماغ ایسا پاک وصاف ہو جیسا ہر باغ خزان مین پھول درختون سے

مشتہر اپنے مختصر حال سے بھی پہلے سے ان بیبیون کو واقف ہونے کا موقع دیتا ہے اور درصورت فرمایشی جوڑے کے میسر ہونے کے اپنے

تعلیم و تربیت اس انداز کی ہو کہ متوسط اور اعلی درجے کی تہذیب یافتہ انگلش یا نیم انگلش ہندوستانی سوسیٹی مین نہایت آسانی سے بے خلش طور پر چل پھر سکے۔ گانے بجانے کا سلیقہ اگر زیادہ نہین تو اسقدر تو ضرور ہی ہو کہ مجھے شام کے بعد گھر مین روک رکھنے کی قوت ہو۔ ناچنے مین اگر کمال نہو تو اتنا دم خم تو ضروری ہو کہ ایک دو جنٹلمین کو (بال پارٹی) ناچ کے جلسے کی تہذب اور فرحت بخش بال مین بخوبی تھکا دے۔ گھس بیٹھ کا اچھا سلیقہ چاہیے اور اگر اسکی مشق نہو تو ایسا مادہ ہو کہ آیندہ اس خصوص مین طبیعت تعلیم پزیر ہونے کے لیے تیار ہو۔ بڑے بڑے نامی گرامی لوگون سے کسی قسم کی قرابت ہو تو بہت عمدہ بات ہی۔ اگر واقعی طور پر نہو تو ایسی قرابت کا دعوی۔ وہ یا اُس کے قرابت مند زور و غور سے کرتے ہون یا کرنے پر راضی ہون (نسبنامہ کی ہر شاخ کو عمدہ اور قدیم شجرون سے آسانی اور صحت کے ساتھہ ملا دینا میرا ذمہ۔ اس کا تردد ہرگز نہ کرین خوش خوراک۔ خوش گپ (خوش ادا۔ اور خوش مزاج ہو (خوش خوراکی سے ایک چپاتی اور چار تلے ہوے کباب غرض نہین بلکہ اقل مرتبہ دو تین سیر گوشت دس پندرہ انڈے سیر دو سیر دودھ پاؤ آدھ پاؤ سوجی کی روٹی اور اس کے ماسوا میوہ جات وغیرہ وغیرہ اور مفرحات اور ولایتی پانی اور چاے وغیرہ وغیرہ کھائے پیے) مذہبی خیالات مین نرسہت خشکی ہو نہ بہت تری ہو۔ نئی روشنی کی پھلجھڑی۔ تہذیب کی ہتھکڑی آزادی کی چھڑی۔ خلاصہ یہ کہ چھٹی نیچری ہو۔ گھوڑ سواری اور مہذب اور صحت بخش کھیلون سے واقف ہو اور ہر طرح کی آب وہوا کی سختی کو برداشت کر سکے۔ قانون کے مطابق شادی ہوگی۔ اور رجسٹرار



منشی جوالا پرشاد برقؔ مرحوم

تفصیلی حالات سے بہی واقف کرنیکا وعدہ کرتا ہی۔ فی الحال لفضل نیچر مین
ایک ممتاز عہدے پر مامور ہون اور میرا مشاہرہ ایسے ایک فرمایشی بی بی کو لیکر
آرام سے رہنے کے لیے کافی ہے اور آیندہ میری ترقی کے لیے دکن کا مطلع
صاف نظر آتا ہی۔ کیونکہ اُس طرف آج کل میرے ہم خیال اور ہم مشرب لوگونکا
دور دورہ ہی اور میرا لگا بہی گویا ایک طرح اگ چکا ہی فضل نیچری کے سایے
مین دو چار برس وہان بسر کرنے سے پھر مین بہی اپنے شہر نیچر آباد کا کالا
ڈیوک بن جاؤن گا اور پہر اپنی آرام جان کو لیکر نینی تال پر (جو میرے
شہر سے قریب ہی) مزے سے رہونگا۔ مجملاً میری موجودہ حیثیت ایک فرمایشی
سیم صاحبہ کے نبہانے اور اُن کا مجھے اپنا دائمی شریک رنج و راحت نبانے
کے لیے کم نہین ہی۔

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ ضلع سیتاپور قصبۂ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱- اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۸۰ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۸۰ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۴ء مین بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۶ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فدائے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۹ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطرخواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکثر اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۶ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶- مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضۂ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمٰی برقؔ تھے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اُردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے۔ لکھنؤ مین آکر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ منشی احمد علی شوقؔ سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے ابتدا سے اودھ پنچ کو بودھ کو پہنچایا

مقفی اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بھاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے
اچھوتے روزمرے سُنکر جی پھڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ
جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے
لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی - ؎

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم   کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

ان قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم
طبعات - جر اثقال اور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا
حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پھر کس برتے پر تتا پانی -
لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق
مین ادا کرون - کہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف
دوسرونکی توجہ بھی مصروف ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا مین نہین کہہ سکتا
کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی مین سوچتا تھا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت
کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سواے آپکے
کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پھونکی - اس
زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر
کوششون نے اور ھ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا
رنگ پایداری کے ساتھہ چڑھایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی و
مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تباین کی نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا
ہوسکتے ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے - علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ مین اکثر شائع ہوئین . مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولٹ کا ترجمہ ہے انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین -

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ

روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا -

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی سلیس عبارت مین کیا ہے کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی موجود ہے - بنگالی دلہن - پرتاب - مار آستین - روہنی - اصل مین بنگالی زبان کے قصے ہین جنکی تصویر اردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی زبان کے فدائے سخن شکسپیر کے نو یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین کیا ہے اور اگر زندگی وفا کرتی تو اونکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شکسپیر کے تمام ناٹکونکا ترجمہ کر ڈالتے مگر سنہ ۱۹۰۹ء مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور سنہ ۱۹۱۰ء مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا -

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستو مین تھے - اودھ پنچ مین دونو کے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا لکھا ہوا ہے جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی -

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین - زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی - آج کچھ اور ہے کل کچھ اور تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہے - زمانے کے ساتھ خیالات بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین - ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑ کر فی زمانا کس ڈہرے پر آ رہا ہے -

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ

منشی جوالا پرشاد صاحب برقؔ ضلع سیتاپور قصبہ محمدی مین پیدا ہوے تھے۔ ۲۱۔ اکتوبر ۱۸۶۳ء تاریخ ولادت ہے۔ اسکول کی ابتدائی تعلیم کا زمانہ محمدی ہی مین گذرا۔ ۱۸۸۰ء ضلع کھیری سے انٹرنس کا امتحان درجۂ اول مین پاس کیا اور وظیفہ پایا۔ ۱۸۸۱ء سے کیننگ کالج مین تعلیم پاکر ۱۸۸۴ء مین۔ بی۔ اے کا امتحان پاس کیا۔ ۱۸۸۵ء مین وکالت کی ڈگری حاصل کی اور فداے قوم منشی کالی پرشاد مرحوم کے دامن عاطفت کے سایہ مین کچھ عرصہ تک وکالت کا مشغلہ جاری رکھا ۱۸۸۸ء کے آخری حصہ مین وکالت کا سلسلہ ترک کر کے منصفی کا عہدہ قبول کرلیا اور اس صیغہ مین خاطر خواہ نام آوری اور ترقی حاصل کی۔ اکسٹرا اڈیشنل سشن جج اور سشن جج کے عہدہ پر بھی قائمقامی کی حیثیت سے ممتاز رہے۔ اور ۱۹۰۹ء مین گورنمنٹ کی جانب سے گریون کمیٹی کے ممبر بھی مقرر ہوے۔ مگر جب ۲۶۔ مارچ ۱۹۱۱ء کو لکھنؤ مین بعارضہ طاعون انتقال کیا تو اسوقت انکا مستقل عہدہ جج خفیفہ کا تھا۔ انکے انتقال پر شمیر صاحب جوڈیشل کمشنر نے کرسی عدالت سے فرمایا کہ قابلیت کے اعتبار سے اودھ کے سب ججون مین بابو جوالا پرشاد اپنا ثانی نہین رکھتے تھے

بابو جوالا پرشاد مرحوم خلقی طور سے نہایت ذہین اور طباع شخص تھے اور واقعی اسم بامسمی برقؔ تھے۔ اُردو زبان اور شاعری کا شوق زمانہ طالبعلمی سے تھا۔ پہلا اُردو کا مضمون تیرہ برس کے سن مین کایستھ سماچار مین لکھا تھا۔ مرحوم کے بھتیجے بابو کرشن کمار صاحب فرماتے تھے کہ جس زمانہ مین فسانۂ آزاد نکلتا تھا تو بابو جوالا پرشاد لکھنؤ کی زبان حاصل کرنے کی غرض سے اسکا مطالعہ اسطرح کرتے تھے جسطرح کوئی طالبعلم اسکول کالج کی کتاب پڑھتا ہے لکھنؤ مین اکثر منشی جوالا پرشاد سے منشی سجاد حسین پنڈت تربھون ناتھ ہجرؔ منشی احمد علی شوقؔ سے ملاقات ہوئی اور اودھ پنچ مین لکھنے کا سلسلہ شروع ہوا منشی صاحب موصوف ان معدودے چند لوگون مین تھے جنھون نے ابتداے اودھ پنچ کو بودھ کو پہنچایا۔

مقفیٰ اور مسجع عبارت اب کانون کو نہین بہاتی - اہل زبانون کی پیاری پیارے

اچھوتے روزمرے سُنکر جی پھڑک اوٹھتا ہی - سچی سچی بلا مبالغہ باتین دل مین چُبھہ

جاتی ہین - نیچرل شاعری جب قدرتی صناعیون کا فوٹو کھینچکر نظر کے سامنے

لے آتی ہی تو بے اختیار یہ زبان سے نکلجاتا ہی -

ز فرق تا بقدم ہر کجا کہ مے نگرم کرشمہ دامن دل میکشد کہ جا اینجاست

اِن قدرتی جذبات کا نظم کے پیرایہ مین ادا کرنا شعراے مغربی کا حصہ ہی علم

طبعات - جر اثقال اور طبقات الارض کو شاعری کی زبان مین ظاہر کرنا انہین کا

حق ہی - مین کیا اور میری شاعری کیا - نہ عرفی نہ خاقانی پھر کس برتے پر تا پانی

لیکن ہان زمانے کا رنگ دیکھکر مین نے یہ جرأت کی کہ مغربی خیالات مشرقی مذاق

مین ادا کرون اکہ سامعین کو ناگوار خاطر نہو - اور اس رنگ کی شاعری کی طرف

دوسرونکی توجہہ بھی مبذول ہو - یہ امر کہ مین اپنے ارادہ مین کہانتک کامیاب ہوا ہین نہین کہہ سکتا

کیونکہ یہ بات صرف ناظرین کے مذاق پر منحصر ہی مین سوچتا تہا کہ یہ ناچیز تحفہ جو میری طبیعت

کا ایک نیا اور پہلا جوش ہی کسکے نام نامی پر معنون کرون - میری نظر مین سوای آپکے

کوئی دوسرا نہ جچا - اُردو زبان کے مردہ جسم مین پہلی پہل روح آپ ہی نے پھونکی - اس

زمانے کے لوگونکے مذاق کی کایا پلٹ آپ ہی نے کی - آپ ہی کی مستقل اور با اثر

کوششون نے اودھ پنچ کے مقبول ذریعے سے اُردو زبان مین مغربی خیالات کا

رنگ پائداری کے ساتھہ چڑھایا اس قابل قدر پرچہ نے فی الواقع ثابت کردیا کہ مشرقی نہ

مغربی خیالات باوجود اپنی ذاتی تباین کی نہایت خوبصورتی کے ساتھہ ہماری زبان مین ادا

ہوسکتے ہین - مین اپنا فخر سمجھونگا اگر آپ اس نظم کو منظور فرماکر اپنے نام سے معنون فرمائینگے -

انکی ذہانت اور طباعی ضرب المثل تھی اور زباندانی اور شاعری کے اعتبار سے لکھنؤ
کے سخن سنجون مین ممتاز درجہ رکھتے تھے۔ علاوہ چھوٹی چھوٹی نظمون کے جو اودھ پنچ
مین اکثر شائع ہوئین۔ مثنوی بہار اور معشوقۂ فرنگ جو کہ رومیو جولیٹ کا
ترجمہ ہے انکی شاعری کے بہترین نمونے ہین۔

مثنوی بہار کی دلچسپی اور اختصار کو دیکھکر سر سید احمد خان مرحوم نے یہ فرمایا تھا کہ

روئے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد

یہ ایسی سند تھی جسپر ہر شخص کو ناز ہو سکتا تھا۔

بابو جوالا پرشاد نے بنکم چندر چٹرجی کے بنگالی ناولونکا ترجمہ اس صفائی سے اور ایسی
سلیس عبارت مین کیا ہے کہ اکثر بنگالی حضرات کو یہ کہتے سُنا کہ ترجمہ مین اصل قصہ کی تازگی
موجود ہے۔ بنگالی دلہن۔ پرتاب۔ مار آستین۔ روہنی۔ اصل مین بنگالی زبان کے قصہ
ہین جنکی تصویر اُردو زبان مین اُتاری گئی علاوہ ان ترجمونکے منشی صاحب مرحوم نے انگریزی
زبان کے فدائے سخن شیکسپیر کے نو یا دس ناٹکونکا ہو بہو لفظی ترجمہ نہایت سلیس نثر مین
کیا ہے اور اگر زندگی وفا کرتی تو انکا یہ ارادہ تھا کہ اسی عنوان سے شیکسپیر کے تمام ناٹکونکا
ترجمہ کر ڈالتے مگر سنہ ۱۹۰۹ع مین اس کام کی ابتدا ہوئی اور سنہ ۱۹۱۰ع مین اُنکی زندگی کا افسانہ ختم ہو گیا۔

علاوہ منشی سجاد حسین مرحوم اور منشی احمد علی صاحب شوق کے پنڈت تربھون ناتھ ہجر مرحوم
بابو جوالا پرشاد کے بڑے گہرے دوستون مین تھے۔ اودھ پنچ مین ان دونون کے مضامین کا کثیر حصہ اُسوقت کا
لکھا ہوا ہے جبکہ قیصر گنج مین پنڈت تربھون ناتھ وکالت کرتے تھے اور بابو جوالا پرشاد منصف
تھے یہ وہ زمانہ تھا جبکہ دونون رنگین مزاج دوستونکے لیے ہر روز روز عید اور ہر شب شب برات تھی۔

حیف بر جان سخن گر بسخندان نرسد

مائی ڈیر سجاد حسین۔ زمانے کی چال کبھی ایک سی نہین رہی۔ آج کچھ اور ہے
کل کچھ اور۔ تغیر اور تبدل کے فطرتی قانون مین آئے دن ترمیم و تنسیخ لگی رہتی ہے۔ زمانہ کے ساتھ خیالات
بھی اپنا رنگ بدلا کرتے ہین۔ ایک مذاق شاعری ہی کو دیکھیے کہ غیر قرین القیاس اور
ناممکن الوقوع مضامین کی ٹیڑھی ترچھی پگڈنڈیون کو چھوڑ کر فی زمانا کس ڈھرے پر آ رہا ہے۔

اُس گُن جو ہین فصل گل کی پائی — سردی گھبرائی سٹ پٹائی

گردش سے دنون کے بی خطر تھی — مطلق نہ بسنت کی خبر تھی

معزولی کی اپنی پاتے ہی چھاؤن — اوترکو کسک چلی دبے پاؤن

رنگ اوڑ گیا پہلے جو جما تھا — گھر سٹ گیا جو بنا ہوا تھا

بیچاری کی کوکھ اوجڑ گئی ہے — پالے پر اوس پڑ گئی ہے

گھرے پہ گھٹا ہے غم کی چھائی — چہرے پہ ہے چھوٹتی ہوائی

پھوٹی قسمت پہ روتی ہے برف — ہستی گُھل گُھل کے کھوتی ہی برف

رنگت ارض و سما کی بدلی — صورت سیرت ہوا کی بدلی

اطراف جہان مین مچ گئی عید — پہونچا خطِ استوا پہ خورشید

چرخ چارم پہ ہے نمایان — فیاض زمان مسیح دوران

چلتی ہے ہوا اوسی کے دم سے — ہے نشوونما اوسی کے دم سے

نیچر کو شعاعین پالتی ہین — ہر چیز مین جان ڈالتی ہین

کرنون نے گڑی جڑون مین گھس کر — پیدا کیے یہ نمو کے جوہر

شاخون مین جڑون سی چڑھ کی پہونچین — دوڑین پتون مین بڑھ کی پہونچین

سجنے لگین باغ و بوستان کو — رنگنے لگین تختہ جہان کو

فیروزی۔ صندلی۔ گلابی — خاکی۔ عنّابی۔ سُرخ۔ آبی

لاکھی۔ نارنجی۔ ارغوانی — طوسی۔ خشخاشی۔ آسمانی

کافوری۔ کاکریزی۔ لاہی — بادامی۔ سیاہ۔ زرد۔ کاہی

عبّاسی۔ پیازی۔ زعفرانی — ماشی۔ زنگاری۔ سبز۔ دھانی

بہار

اٹھلاتی لجاتی مسکراتی — کس ناز سے ہے بہار آتی

کمسن۔ الھڑ۔ حسین۔ انبیلی — چوتھی کی دولھن نئی نویلی

بوٹا سا وہ قد بہار کے دن — اوڑھتی کونپل او بہار کے دن

گہنا پھولون کا زیب تن کر — دھانی جوڑا نیا پہن کر

گھونگٹ اِک ناز سے نکالے — سہرا پھُولون کا مُنہ پہ ڈالے

ہریالی بنی وطن مین آئی — اِک سبز پری وطن مین آئی

اوتری گلشن مین جب سواری — سورج نے آرتی اوتاری

گل نے زرگل کیا نچھاور — صدقے ہوئی عندلیب اوڑکر

شبنم بھر لائی کورے کورے — شربت سے گلاب کے سکورے

خورشید نے آئینہ دکھایا — کرنون نے مورچھل ہلایا

نہرین ہر پھر کے لائین پانی — سبزے نے بچھایا فرش دھانی

خوشیان اشجار نے منائین — میوون کی ڈالیان لگائین

غنچون نے چٹک کے لین بلائین — بلبل نے چہک کے دین دعائین

مُرغان چمن نے گیت گائے — ہر رنگ کے زمزمے سُنائے

چڑیون نے گا کے دل لبھایا — مورون نے ناچ کر رجھایا

بدلی پھولون نے اپنی وردی — اودی۔ زنگاری۔ لاجوردی

بھونرون نے یہ گونج کر صدا دی — کوئل نے یہ پھیر دی منادی

معشوقۂ گلعذار آئی — آئی آئی بہار آئی

گھر سے اپنے کسان نکلے — بوڑھے بالے جوان نکلے
تارون کی چھاؤن منہ اندھیرے — کھیتون مین پہونچ گئے سویرے
گوڑی جوتی زمین کمائی — نیچے کی زمین اوپر آئی
بو جوت کے بیڑیان لگائین — کچھ لوگون نے چرخیان لگائین
پُرے پانی کسی نے کھینچا — بعضون نے ڈھیکلی سے سینچا
برہا کوئی سنبھالتا ہے — نالی کوئی نکالتا ہے
مل مل کے وہ تین ہین گاتی — کھُرپی لیے کھیت مین نراتی
کھیتی پہ نثار ہونے والے — وہ جوتنے والے بونے والے
فارغ ہوئے آج جوت بو کر — پلٹے گھر ہاتھ پانون دھو کر
پانی کھیتون مین بھر چکے وہ — جو کچھ کرنا تہا کر چکے وہ
اس کام سے گو ہوئے وہ آزاد — اب فکر ہے فصل ہو نہ برباد
آفت سے اوسے خدا بچائے — اُمید پہ پانی پھر نہ جائے
بیچین ہین سخت ہے تردد — ہر دم کمبخت ہے تردد
دھڑکا ہے بڑا پڑے نہ افتاد — کھٹکا ہے ہوا کرے نہ برباد
دل مین ہین یہ وسوسے سمائے — گروی گیہون مین لگ نہ جائے
پتھر نہ پڑین کہ کھیت ہون گرد — پالا نہ پڑے کہ پیڑ ہون زرد
پچھوا سے نہ ساری فصل کھو جائے — گیہون پتلا نہ گر کے ہو جائے
پیڑون پر ٹڈیان نہ چھا جائین — ہرہے گورو نہ کھیت کھا جائین
چوہون کے کاٹنے کا ڈر ہے — دیمک کے چاٹنے کا ڈر ہے

ہر اک کا جدا ہے رنگ و روغن | ہر سبزہ پہ ہے بلا کا جوبن
سایہ بھی ہے او کہین روشنی بھی | گرمی سے ملی جلی ہے سردی
سبزے کا او بہار کیون نہ بہائے | ہر فصل بہار کیون نہ بہائے
او آنکھون کو نور دینے والے | او دل کو سرور دینے والے
کہسارون پہ توہی ڈہڈہایا | گلزارون مین توہی لہلہایا
ساری خلقت ہری ہی تجھ سے | ہر چیز ہری بہری ہے تجھ سے
اللہ ری نمو کی کارسازی | بخشی گلشن کو روح تازی
باد سحری چلی جو سن سن | اُبھرا ہر شاخ گل کا جوبن
سینون مین ہوئی اُمنگ پیدا | ننھی کلیان ہوئین ہویدا
چھیڑا جو صبا نے کسمسائین | کچھ کچھ دبے ہونٹون مُسکرائین
پھر گل پہ نسیم نے کھلایا | بڑھ کر پہلو مین گدگدایا
سب مارے ہنسی کے کھلکھلائین | پھولے نہ وہ جامے مین سمائین
باچھین گئین کھل خوشی کے مارے | دم پھول گیا ہنسی کے مارے
خوشبو درج دہن سے نکلی | اترائی ہوئی چمن سے نکلی
کچھ ایسی دماغ مین سمائی | شاخ گل کو ہوا بتائی
اٹھلاتی ہوئی چلی ادا سے | چُہلین کرتی ہوئی ہوا سے
گھوڑے پہ سوار تھی ہوا کے | جھونکے گئے بن اوڑن کھٹولے
ہر موج نسیم تھی معنبر | خوشبو سے جہان ہوا معطر
پیارا پیارا سمان جو دیکھا | خلقت کو شادمان جو دیکھا

دکھلایا دعا نے یہ نتیجا | آہون سے فلک کا دل پسیجا
نکلا تیزی سے مہر انور | حدّت سے بھڑک اوٹھا سمندر
کرنون کی ادہر بڑہی شرارت | پانی کی اودہر بڑہی حرارت
قلزم کی بدن مین لگ گئی آگ | منہ پر غصے سے آگیا جھاگ
اک جوش مین آیا بحر ذخار | دل بادلون کے چڑھے دہوان دہار
چھایا بڑھکر فلک پہ مارا | چھانٹا دل کا بخار سارا
خورشید کو بادلون نے گھیرا | عالم مین چھاگیا اندھیرا
کرنون سے ہوا لطیف ہوکر | چلنے لگی بن کے باد صرصر
بادل ڈرتے ہوا سے بھاگے | باتین کرتے ہوا سے بھاگے
میدانون مین بڑھکے آگئے وہ | کہسارون پہ چڑھ کے چھاگئے وہ
ٹکرائے پہاڑ سے کہین پر | جھلّا کے برس پڑے وہین پر
اونچی نیچی پہاڑیون پر | دہارین گرتی ہین لڑکھڑاکر
چشمے کہین زور کر رہے ہین | نالے کہین شور کر رہے ہین
نہرین اٹھلاتی جا رہی ہین | لہرین موجین اوڑا رہی ہین
سبزے سے ہرا ہے دامنِ کوہ | پھولون سے بھرا ہے دامنِ کوہ
تختہ ہے چمن کا یا پہاڑی | گملا پھولون کا یا کہ جھاڑی
سبزے کا پہاڑ پر یہ انداز | جیسے چہرے پہ سبزہ آغاز
گھاٹی پھولون سے رشک گلزار | دانتی پہ درخت سلسلہ دار
معشوقۂ سبزہ رنگ ہے گھاس | ہر پھول مین ہے دلہن کی بوباس
بیلین ہین پڑی ہوئی شجر پر | بندھن واری بندھی ہے درپر

کھیتون مین بیج سڑ نہ جاے ۔ کھیتی پر اوس پڑ نہ جاے

دل ٹوٹ گیا بھٹے جو بادل ۔ جی چھوٹ گیا ہٹے جو بادل

پالا جو پڑا تو دل ہوا سرد ۔ سرسون نہ جمی تو مُنہ ہوا زرد

خورشید حمل سے ہو ہویدا ۔ نیچر مین کر امتزاج پیدا

برہم نہ مزاج آب وگلِ ہو ۔ حدّت کرنون کی معتدل ہو

بادل برسادے ابر نیسان ۔ دانے موتی سے رولی دہقان

شبنم بدہ جا تو ڈالیون مین ۔ موتی سے پرودے بالیون مین

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائین آؤ ۔ اودی اودی گھٹائین چھاؤ

گھبرا نہ کسان ہے خدا ساتھ ۔ اللہ کے ہین بڑے بڑے ہاتھ

دنیا کا رفیق تو ہے دہقان ۔ عالم کا شفیق تو ہے دہقان

مُفلس۔ قلاش۔ بھوکے محتاج ۔ زردار۔ امیر۔ صاحبِ تاج

سب کا تو نے ہے پیٹ پالا ۔ تیرا ہو جہان مین بول بالا

تیری فیاضیان ہین مشہور ۔ کیونکر نہ ہو تجھپہ ہند مغرور

یارب برسادے ابرِ رحمت ۔ لگ جاے ٹھکانے اسکی محنت

نیت مین ہو پھل جناب باری ۔ محنت ہو سوپھل جناب باری

ٹھنڈے جھونکے چلین خدایا ۔ شاخین پھولین پھلین خدایا

ہان جوش نمو بڑہے الٰہی ۔ یہ بیل منڈھے چڑھے الٰہی

پودے جو نہال ہون تو نجائے ۔ دہقان خوش حال ہون تو نجائے

اے ابر کنون بہ جوش درآ ۔ اے رحمتِ حق بہ جوش درآ

گاڑہی ہے کسان کی کمائی ۔ باشد کہ برو کرم نمائی

ایسی کھیتون مین کچھ تو اودی
ٹیسو سے ہے لال جنگل
آتے ہی بسنت مدہ پہ آئین
کوئل کوکی تو آئے بادل
اوپر چھائی ہوئی گھٹا ہے
شکلین نکھری ہوئی ہین سب کی
سحر انکھڑیون مین زبان ہین جادو
مستانی ادا نشیلی آنکھین
بانکی وہ چھب وہ ترچھی چتون
جو ہے دہی کھیلتی ہے ہنس کر
انداز سے آرہی ہے کوئی
ہنستی پھرتی ہے کوئی تنتی
کوئی کرتی ہے چھیڑ خانی
کوئی پڑی آہ کر رہی ہے
کلیان چن چن کے توڑتی ہین
کھل کھیلی ہین راگ لا رہی ہین
دنیا تو بہار سے ہے مسرور
وان دشت و چمن ہرے ہوئے ہین

کچھ شرمئی اور کچھ کبودی
مُنہ پر ہے ملے گلال جنگل
شاخین آمون کی بور لائین
سر پر گلشن کے چھائے بادل
نیچے پریون کا جمگھٹا ہے
زلفین بکھری ہوئی ہین سب کی
نظرون مین فسون بیانہین جادو
تیکھی چتون۔ رسیلی آنکھین
شوخی۔ طراری۔ چلبلاپن
اک ایک ڈھکیلتی ہے ہنس کر
مُنہ پھیر کے جا رہی ہے کوئی
جوڑا پہنے ہوئے بسنتی
دکھلا کے کسیکو کچھ نشانی
کوئی کھڑی واہ کر رہی ہے
آپس مین شگوفے چھوڑتی ہین
مل مل کے بسنت گا رہی ہین
ہے برق کا سوز دل بدستور
یان داغ کہن ہرے ہوئے ہین

گل بے رخ یار خوش نباشد
بے یار بہار خوش نباشد

چرتے ہین ہرن ہرے جمائے | بھرتے ہین کنوتیان اوٹھائے
مستی مین کلیلین کر رہے ہین | میدان مین طرارے بھر رہے ہین
کھوہون مین چھپے ہوئے ہین زہاد | دنیا بھولی ہوئی خدا یاد
جب بیٹھے ہین دہونیان رمائے | اللہ سے اپنے لو لگائے
جل پیتے ہین کھا کے جنگلی پہل | جنگل مین منا رہے ہین منگل
پہل پہول پہ کرتے ہین قناعت | تنہائی مین کرتے ہین عبادت
صانع کی دیکھتے ہین صنعت | اللہ کی دیکھتے ہین قدرت
ہر شئے سے عیان ہی نور اوسکا | ہر رنگ مین ہے ظہور اوسکا
افلاک و زمین۔ نجوم و حیوان | دہات اور نبات جن و انسان
جہیلین۔ دریا۔ پہاڑ۔ چشمے | اوسکی قدرت کے ہین کرشمے
مرغان چمن سرون مین گاؤ | توحید کے زمزمے سناؤ
نہرو پھر پھر کے ہو عبادت | جھرنو گر گر کے ہو عبادت
سر سجدے کو خم کراو ثمر تو | جھک جاو شاخ بارور تو
مرغان چمن چہک اوٹھو تم | گلہاے چمن مہک اوٹھو تم
بلبل کی زبان پہ قال آئے | پتّی پتّی کو حال آئے
قدرت کے ہتھکنڈے ہین نرالے | دیکھین آنکھون سے آنکھون والے
تازہ کیا جسم و جان کو اوسنے | سرسبز کیا جہان کو اوسنے
ہے رشک جنان ہر ایک گلشن | ہر پیڑ پہ ہے بلا کا جوبن
رک رک کے نسیم چل رہی ہے | سبزے پہ ہوا مچل رہی ہے
گیہون کے کھیت دھانی دھانی | تختے سرسون کے زعفرانی



کھل کے گل کچھ تو بہار اپنی صبا دکھلا گئے   حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

البرٹ بل

اسپِ تازی شدہ مجروح بزیرِ پالان طوقِ زرین ہمہ در گردنِ خرمے بینم

لو سارا طلسم ٹوٹ گیا - ایک چھلاوا تھا جو چشم زدن مین نظر سے اوجھل ہو گیا یکایک بلائے آسمانی پھٹ پڑی - ایک اینٹ کی خاطر مسجد ڈھائی - پیارا بل ہاتھ سے بے ہاتھ ہو گیا - اوسکی پیدایش پر کیا کیا ناز تھے اُسکے والدین نے اُسے کیسے کیسے لاڑ سے پالا - بچپن مین کیسی کیسی داشت کی - رات کو رات دن کو دن نہ سمجھا - مگر دشمنون کی نظر کھا گئی - سوتیلی مان کے پالے پڑا - ماباپ ہاتھ مل کے رہ گئے ہماری امیدون کا خون ہو گیا -

فوج اندوہ والم ٹوٹ پڑی صوکر مین آرزوئین ہوئین سب قتل پڑا رن کیسا

کلیجہ دھک سے ہو اکیسی کچھ دل پر چوٹ لگی - رپن کا زمانہ - ہم تو خوشیان مناتے بغلین بجاتے مست پڑے ہوے تھے آخر کو بالا ہمارے ہی ہاتھ رہیگا - مگر یکایک پردہ غفلت جو آنکھون سے اُٹھا تو بھور ہو گیا - ان اینگلو انڈین سے خدا سمجھے عین موسم بہار مین ہمارا آشیانہ نوچ کھسوٹ کے پھینک دیا - کمبخت دو کنکار ڈ ٹ،، نے منحوس شکل دکھائی سخن سازون نے ملکہ معظمہ کے پروکلیمیشن کے الفاظ مین نئے نئے معنی پہنائے - پیارے رپن کو مجبور کیا - وہ بھی بُرے پھنسے - کچھ کرتے دھرتے بن نہ پڑا ممبران کونسل کے نقارخانے مین طوطی کی آواز کسی نے نہ سُنی - آخرش وہ بھی اُنھین کے ساتھ سر ہلانے لگے -

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا بلبل کا حال قابلِ فریاد ہو گیا

انصاف اُلٹے اُسترے سے مونڈا گیا-بغاوت نے نقارۂ فتح کردم دھڑم بجا دیا
ع سچ ہی حرامزادے کی رسّی دراز ہے۔ پیارے رہن کو ہم کیا کرین-
بیش بالای تو نازم چہ بصلح و چہ بجنگ   کہ بہر حال باندازۂ ناز آمدۂ
اخیار رہا مگر برائے نام-جورو کی پخ بلا کی طرح پیچھے لگی-مگر ہمت نہ ہارنا چاہیئے
پارلیمنٹ مین واویلا ضرور رہو-ہندیو دشمنون سے سبق لوجھ لکھو کے ابتو سیکھو-
دیکھو حقوق کے واسطے لڑنا جھگڑنا ہی کام آتا ہے-جسکی لاٹھی اوسکی بھینس
اگر ہم بھی گورنمنٹ ہوس پر چڑھ دوڑنے کی فکر کرتے-فتنہ انگیزی پر کمر باندھتے
تلوارین سنبھالتے تو کچھ مل ہی رہتا-مگر شر ہمارا شیوہ نہین-ہم تو سچے
خیر خواہ سرکار ہین-مگر ہائے سال بھر کی محنت کھاری کنوئین مین ڈوب گئی
کیا کیا خیالی قلعہ بنائے تھے مگر دو کنکارڈ ٹ،، کے ایک ہی گولے نے اُنکا
صفایا کر دیا-جن پر ہمین بھروسا تھا-جو ہماری خیر خواہی کا دم بھرتے تھے
وہی دغا دے گئے-وقت پر نکل کھڑے ہوے-کاندھا ڈال دیا-گویا ہم
بیچ بیچ سمندر مین ایک ٹاپو پر اُترے تھے-کھانا پکایا-دسترخوان بچھایا-
جیسے ہی کھانے کو ہاتھ بڑھایا کہ دفعۃً جزیرہ ہلنے لگا اور دم کے دم مین
سب غڑاپ سے سمندر مین-افوہ-دھوکا ہوا تھا-وہ جزیرہ نہ تھا وہیل
مچھلی کی پشت تھی-خیر-

رات دن گردش مین ہین سات آسمان
ہو رہیگا کچھ نہ کچھ گھبرائین کیا

کام انجام دیتا تہا۔ یہ عہدہ اُس زمانہ کا تبرک ہی جبکہ جوڈیشل اور ایگزیکیٹو شاخون مین علٰحدگی ممکن نہ تہی۔ جبکہ مقدمات کا تصفیہ عام اصول قانون وانصاف پر نہین۔ بلکہ عملی کارروائی پر منحصر تہا۔ غدر کے بعد جب اودھ مین تسلط ہوا تو یہ ضروری خیال کیا گیا کہ حکام عملی اور اگزیکٹو طور پر انتظام وفیصلے کرین۔ نہ کہ الفاظ قانون اور اصول انصاف کا لحاظ رکھین۔ اوسوقت مین جوڈیشل کمشنر کا کام مثل ہائی کورٹ کے نہ تہا کہ وہ قانونی پیچیدگیان سلجہاتے یا عدالتہاے ماتحت کو پابندی ضوابط کی ہدایت کرتے۔ بلکہ وہ مثل چیف کمشنر کے ایک قسم کے اگزیکٹو انتظام کے نگران تہے۔ مگر اب ع۔

آن قدح بشکست وآن ساقی نماند

اب تو ڈہنگ ہی نرالے ہین۔ امن وامان نے ہاتہ پیر پہیلائے۔ صوبے کا بندوبست ہوگیا۔ رعایا اپنے قانونی حقوق کو حقوق سمجہنے لگی۔ اوس طوفان بے تمیزی کا زمانہ جاتارہا۔ وہ وقت آگیا کہ سنجیدگی قانون اور عام اصول انصاف کے مطابق عوام کے حقوق کا فیصلہ ہو ضوابط سرکاری کی پوری پوری تعمیل ہو۔ انہین خیالات سے ایکٹ ۱۳۔ ۱۸۷۹ء کا نفاذ ہوا۔ جس سے عدالتہاے لگان ودیوانی علٰحدہ ہوگئین۔ تاکہ جوڈیشل افسر مقدمات دیوانی مین اپنا وقت صرف کرین۔ مگر یہ کارروائی مکمل نہوئی کیونکہ عدالت جوڈیشل کمشنر مین کچہ تغیر نہوا۔ نہایت ضروری تہا کہ اس انتظام کے ساتہ عدالت جوڈیشل کمشنر بہی مثل ہائی کورٹون کے کردیجاتی

جوڈیشل کمشنری اودھ

مسٹر اڈیٹر۔ چونکہ اودھ کی عدالت جوڈیشلی مین ترمیم ہونے والی ہے
اسلیے یہ مناسب موقع ہی کہ اوسکے بارے مین کچہ لکھون۔ ابھی حال مین
سول عدالتہاے اودھ کی رپورٹ بابت ۱۸۹۳ء شائع ہوئی جسمین چند
ایسے امور قابل غور ہین جنکا اثر عدالت جوڈیشلی پر پڑتا ہی۔ تعداد مقدمات
متدائرہ ہر سال بڑہتی جاتی ہی۔ مالیت مقدمات مین ایک عجیب و غریب
تغیر ہوگیا۔ ۱۸۸۱ء مین مالیت مقدمات قریب ۳۵ لاکہ کے تہی ۱۸۸۲ء
مین ۱۰۷ لاکہ ہوگئی اور ۱۸۹۳ء مین ۱۴۷ لاکہ۔ باوجود اس زیادتی کے
۷۷ فی صدی مقدمات کی اوسط مالیت پچاس روپیون سے کم تہی۔
جس سے یہ امر صاف مترشح ہوتا ہی کہ ابہی حقیقت کر چھوٹے چھوٹے مقدمات
کا تصفیہ نہین ہوا۔ آخر اسکی وجہ کیا۔ انگریزی سرکار کے زیر سایہ تعلقدارون
نے خوب گلچھرے اوڑائے۔ غریب رعایا کو دباتے رہے۔ اِدھر دو چار برس سے
رعایا کی آنکھین کہلین اور اوسکو معلوم ہوا کہ وہ ایک آزادی پسند گورنمنٹ
کے زیر حکومت ہی۔ اب وہ انگریزی عدالتون سے مستفید ہونا چاہتی ہی۔
اسی کثرت مقدمات کا یہ نتیجہ ہی کہ جوڈیشلی مین دو دو برس تک اپیلون کی
پیشی نہین ہوتی۔ غریب مستغیث حالت امید و یاس مین اپنے دن کاٹتے ہین۔
الانتظار اشد من الموت سے کشتہ ہوکر انگریزی انصاف کو دعائین
دیتے ہین۔ اب وہ زمانہ لدگیا۔ جب ایک جوڈیشل کمشنر اودھ کی عدالۃ العالیہ

تو تعلقداران اودھ کچھ کن منائے تھے۔ مگراب وہ راضی ہین۔ افسوس ! موجودہ پالسی یہی ہے کہ جو لڑکا نہ روئے اوسکو دودھ نہ ملے۔ اس الحاق سے جو نقصان ہوا اوسکو کوئی رعایا کے دل سے پوچھے۔ ہزارون کے دلون مین آرزؤن کا خون ہوگیا۔ کہ ہم اپنا حال لاٹ صاحب سے کہتے۔ مگر لاٹ صاحب کا پتا صوبے بھر مین نہین۔

مسٹر اڈیٹر برا نمانیے گا۔ مجھے اودھ کے اخبار دن پر افسوس آتا ہے۔ کہ وہ معاملات مصر و افغانستان۔ جنگ چین و فرانس۔ جرمن۔ سوڈان کے پالسی پر مضمون لکھکر کالم کے کالم سیاہ کرتے ہین مگر اودھ کا حال نہین لکھتے۔ اخبارات آئینے ہین جو پبلک کا سچا سچا حال گورنمنٹ کو دکھلاتے ہین۔ مگر یہان تو معاملہ برعکس ہے۔ اگر اودھ کی اخبارات نے اپنا منصبی فرض ادا کیا ہوتا اور پبلک خیالات کا پورا چربا اوتارا ہوتا تو آج پایونیر کی یہ ہمت نہوتی۔ کہ وہ الحاق اودھ سے ہمین نیم راضی بلکہ بالکل راضی سمجھ لیتا۔ اب عدالتون کے سرکاٹ لینے کی دھمکی ہے مگر مین دیکھتا ہون کہ یہان کے اخبارات خاموش ہین۔ کیا اخبار جاری کرنے سے یہی منشا ہے کہ اڈیٹر یا منیجر کہلائے یا کچھ روپیہ کما لائے۔ ہرگز نہین۔ جو لوگ اخبار جاری کرتے ہین اور پبلک بحث کو نہین سمجھتے۔ یا اگر سمجھے بھی تو کچھ خبر نہین لیتے۔ وہ پبلک کے دشمن ہین کیونکہ سرکار یہ سمجھتی ہے کہ اس صوبے مین اسقدر اخبارات ہین۔ اگر عوام کو کوئی تکلیف ہوگی تو ہمکو ان اخبارات سے معلوم ہوگا۔

جس طرح پنجاب مین چیف کورٹ ہی - اوسی طرح پر جوڈیشلی اودھ کی ہوتی -
اب جوڈیشلی کو ہائی کورٹون کی طرح سرچشمہ قانون وانصاف ہونا چاہیے
یہ اوسوقت مین ممکن ہے جب دو مستقل جوڈیشل کمشنر مقرر ہون - اور وہ
بطور بنچ کے کام کرین -

الہ آبادی اخبار پایونیر لکہتا ہی کہ جوڈیشلی بالکل توڑ دی جاوے
اور اودھ کی اپیلین ہائی کورٹ الہ آباد مین دائر ہوا کرین - وہ لکہتا ہی
کہ اس انتظام سے گورنمنٹ کی کفایت ہوگی - اور رعایا کے حق مین اچھا
انصاف ہوگا - کفایت کی ایک ہی ہوئی - مگر ہائی کورٹ الہ آباد مین
دو جج بڑہائے گئے تو اونکی تنخواہین موجودہ خرچ جوڈیشلی سے پانچ گنی زیادہ
ہونگی - رعایا ایسا انصاف نہین چاہتی - چہوڑ دبی بلی چوہا لنڈورا ہی رہیگا -
پایونیر سمجہتا ہی کہ ہائی کورٹ کی کرسیون کی ہوا مین منصف بنانے کی تاثیر ہی -
اور جوڈیشلی اودھ کی کرسی کی ہوا - کرسی کی ہوا ہی - اگر انتخاب عمدہ ہو تو
جوڈیشل کمشنر بہی لائق اور منصف مزاج مل سکتے ہین - غریب رعایاے اودھ
لکہنؤ تک بمشکل پہونچتی ہی - اوسکو اپیلین دائر کرنے کے لیے الہ آباد بلانا -
در انصاف کا بند کر لینا ہے - پایونیر چاہتا ہے کہ جس طرح چیف کمشنری
بٹے کہاتے مین ڈالدی گئی - اوسی طرح سے جوڈیشل کمشنری بہی نیست
ونابود ہو جائے - ؎

ایک آفت سے تو مر مر کے ہوا تہا جینا پڑ گئی اور یہ کیسی مرے اللہ نئی

وہ لکہتا ہی کہ جب دونون صوبون کی اکزیکٹو شاخ کا الحاق ہوا تہا -

اب آپ ہی انصاف فرمائیے۔ لمبی چوڑی عقل والے اُنکی تحقیق پر کیون
حرف نہ رکھین۔ مجازی اور حقیقی کی تفصیل میری دانست مین فضول ہے
اُنسے تمام پُرانی کتابین بھری پڑی ہین رہین نوایجاد قسمین۔ اُنکا سمجھانا
کون بڑی بات ہی۔ چٹکی بجاتے سمجھائے دیتا ہون۔ عشق ایک قسم کا
ولولہ ہے۔ جو ایام شباب مین ظاہر ہوتا ہی۔ اور جو ایک جنس کو رجوع
کرتا ہے طرف دوسری کے۔ بازاری مین یا اسے نسبتی تصور فرمائیے۔
چونکہ عشق بازار سے تعلق ہے۔ اس لحاظ سے عشق بازاری نام رکھا گیا
اسکی دو قسمین ہین۔

قسم اول تھوڑا سا دن باقی رہا۔ اور لب جھپ منہ دھو۔ کنگھی سے
بال سنوار۔ ٹیڑھی ٹوپی۔ بنارسی رومال۔ رنگین گھٹنا پہن۔ گلوری
دبا۔ پو قدمے چوک مین جا نکلے۔ کبھی اس کمرے پر نگاہ کبھی اُس
مونڈھے پہ۔ باچھین کھلی ہوئین۔ موچھین تین پائے۔ اس کمرے سے
لگاوٹ۔ اُس کمرے سے نگاہبازیان۔ کوئی ہنس دی۔ اور یہ ریشہ خطمی
ہو گئے۔ کسی نے جھوٹھون اشارہ کیا۔ اور یہ دائین بائین دیکھ کھٹ سے
زینے پہ۔ آئیے نواب صاحب۔ حضور کیا کہنا۔ حضور ایسے۔ حضور ویسے۔
وہ بٹیر لڑائے۔ کہ بڑے بڑے اُستادون کے چھکے چھوٹ گئے۔
وہ وہ کنکوا لڑایا۔ کہ لوگ بتّی بول گئے۔ طبلہ بجانے مین ماشاءاللہ
ہاتھ ایسا تیار۔ جیسے ریل کا انجن۔ گھڑی کا پرزا۔ اُدھر حضرت نے
گلوری کھائی۔ ادھر غیرت آئی۔ مبتی رنڈی کے پان لُوٹ غت

عشق کیا شے ہی کسی کامل سی پوچھا چاہیی

آخر یہ عشق ہی کون جانور۔ چرند ہے۔ یا پرند۔ رہتا کس دیس مین ہی۔ کھاتا کیا ہی۔ پیتا کیا ہی۔ بس۔ یہ ننھی سی رائی کے دانے برابر بات۔ جسکے واسطے کامل کی تلاش۔ کشف نہین۔ کرامات نہین۔ مراقبہ نہین۔ سماع نہین۔ حال وقال نہین۔ مسئلہ تجدّد امثال نہین ؎

کوچۂ عشق کی راہین کوئی پوچھے ہمسے　　خضر کیا جانین غریب اگلے زمانے والے

اللہ اللہ۔ آپ ہین۔ آؤدھ پنچ کے نامہ نگار۔ چشم بد دور آپ سے بڑھ کے اس معمّے کا حل کرنے والا کون۔ عُلما زاہد خشک صوفی جاہل۔ پنڈت برائے نام۔ شعرا بے اعتبار۔ ایک آپ کی ذات ہی۔ باقی اللہ اللہ۔ خیر سلّا۔ بندہ پرور سُنیئے۔ اگلے زمانے والے بسم اللہ کے گنبد کے رہنے والے سیدھے سادھے آدمی تھے۔ جو جی مین آیا۔ کہہ گذرے۔ جو سُنا مان لیا۔ نہ حجّت۔ نہ دلیل۔ یہ عقل جو اس زمانے والون کو اللہ نے دی ہے۔ پہلے اسکی چھانون بھی نہ تھی۔ نہ یہ طریقۂ تعلیم۔ نہ یہ تہذیب۔ نہ یہ اوپج۔ نہ یہ ایجادین۔ نہ یہ رفتار۔ نہ گفتار۔ نہ یہ لباس۔ نہ قیاس۔ اور ہاتھ کنگن کو آرسی کیا۔ اسی عشق کے معاملے مین دیکھ لیجئے متقدمین نے کیسی موںہہ کی کھائی۔ ہزار عقل کے گھوڑے بگٹٹ دوڑائے۔ لیکن منزل مقصود کو نہ پہونچے صرف دو قسمین قائم کین۔ ایک مجازی۔ دوسری حقیقی۔ بھلا عشق بازاری عشق خانگی۔ عشق ازدواجی۔ انکا بھی کہین ذکر ہے۔ خاک نہین

یہ بات۔ وہ بات۔ لٹیا پسند۔ خاصدان پسند۔ گھڑی پسند۔ اگالدان پسند
آناً فاناً گھر کا تعلیقہ کر لیا۔ فرمایشین مزید برآن لیکن یہ چاندنی چار ہی دن کی ہی۔
ادھر میان کا دوالا نکلا۔ اُدھر ع

تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

پر عمل کیا گیا۔

قسم دوم دو روپیہ کمر مین باندھ چل کھڑے ہوی یہ گھر دیکھا۔ وہ گھر دیکھا آخر
ایک مکان مین کسبے کی روش جم گئی۔ اور اُدھر کی بات چیت ہوئی۔ حضرت
خوش غلاف ہو پلنگ پہ دراز ہوئے خانم صاحب کو پیاس کی شدت۔ دوسرے مکان کا
دروازہ کھلا ہوا۔ پانی پینے کو اُٹھین۔ اور غڑاپ سی اُسی دروازے مین میان مین
کہ امیدوار بودہ بدانند یا الٰہی زمین کھا گئی۔ یا آسمان۔ اتنے مین دو تین سنڈ مسنڈ
ڈنڈے باز آدھمکے۔ ای ہی۔ قیامت نازل ہوئی۔ اوسان خطا ہو گئے۔ پیٹ مین
سانس سمانی مشکل پڑ گئی۔ دو چار ڈگ جما کا ٹا سا کال باہر کیا۔ جی ہی جی مین
پچھتاتے۔ اپنا سا منھ لیے ٹپتے گاڑی چلے آتی ہین بہت ترے کی۔ یہ عشق خانگی ہوا رہا
عشق ازدواجی۔ اسکی مزی کچھ نہ پوچھیے۔ جو ہین سو ہین۔ یہ عشق خود ہی مہذب ہی اسکی
حقیقت سنیئے۔ ایک مہذب مرد کا ایک مہذب عورت کو عقد کے لیے دیکھنا بھالنا۔ اب اگر
یون ہی بن دیکھے بھالے عقد کر لیا۔ اور دونون مین میزان نہ بیٹی۔ شادی عذاب جان
جور و اجیرن۔ زندہ در گور ہوئے۔ اس سی عقلا نے عقد سی پہلے کچھ دنون امتحان
لازمی ٹھہرایا پھر اختیار ہی۔ چاہا کیا۔ چاہا۔ کھٹ سی الگ ہو رہے۔ تم اپنی راہ
ہم اپنی راہ۔ اسے عشق ازدواجی کہتے ہین۔ اور یہ پر اپنا ہی صاد ہی۔ احمد علی شوق

کیا کھا جائین۔ لٹو دار پگڑی والے کو اشارہ کیا۔ اُسنے جیب سے نکالے۔ اور نائکہ جی کے حوالے کئے۔ بھڑوون نے دیکھا۔ اچھی سونے کی چڑیا پھنسی۔ سازملا مجرے کا رنگ جمایا۔ غرض جیتھڑے چھڑانا شکل۔ دو چار جو گرہ مین تھے۔ وہین چڑھادیے۔ ہاتھ جھلاتے رخصت ہوئے۔ یار دوستون مین لن ترانیان اوڑانے لگے۔ بڑے مرزا آج تو بی . . . نے وہ خاطرداریان کین کہ واللہ ہے بندہ بے زر بنالیا۔ بھی کیا خلیق لوگ ہین۔ جب اُدھرسے ہو نکلے۔ دو چار گلوریان کھائے چھٹکارا محال ہوگیا۔

قسم دوم اسکے واسطے صرف چار ٹکے پیسون کی ضرورت ہے۔ مٹھی مین دبا بازار کی سیدھیان بھرین۔ ہانپتے کانپتے جا پہونچے۔ چڑیلین نظر پڑین۔ آنکھین ملائین۔ باتین چکنائین۔ دو چار جوتیان۔ دس بیس گالیان کھائین۔ ٹکے حوالے کیے۔ یہ تو عشق بازاری ہوا۔ اب عشق خانگی کا ماجرا سُنیے۔ یہ بھی دو قسمون پر منقسم ہے۔ اول بلانا۔ دوسرے خود جانا

قسم اول بڑے آدمیون کے حصّے مین ہے۔ اے بڑے آدمی کیا یہی دراز قد فربہ۔ نہین نہین۔ بھیّا روپیے والے کو بڑا آدمی کہتے ہین اب قسم اول کی تعریف سنیئے۔ دس بیس روپیہ کے خرچ مین اونچی سی اونچی . . . کیون نہو۔ گھڑ گھڑ گھڑ گھڑ بگھی دروازے پہ موجود۔ پری نے جلوہ دکھایا حور نے حجاب فاصل اُٹھایا۔ چودھوین کا چاند نکل آیا۔ تکلف برطرف ؎

آنچل رخ سے جو ہٹ گیا ہے پردہ غیرت کا پھٹ گیا ہے

ترس کھاکے کوئی نئی روشنی والا دے ہی دیگا (دین کا معاملہ ہے) نہین
توٹی پھوٹی پٹاری سہی۔ بوٹ کا کچھ اندیشہ نہین۔ بات کرتے سیکڑون
بوٹ۔ بھلا ہم ان خیالون کے آدمی۔ چوک کے گرد بھٹکتا کیسا۔ وہان
ہئی کیا۔ وہی خشک بانکے۔ جو آپ آپ ریشہ خطمی ہوے جاتے ہین۔ اور
خشک بانکے نہ سہی۔ جنہین خدانے دیا ہو وہی کیا ہین۔ عقل کے پورے۔
خاص الخاص لکھنؤ کے ٹورے۔ نزاکت اللہ اللہ ؎

اللہ ری نازکی کہ وہ دہرا کے آینہ لگواتے ہین ضماد دھاسون کے عکس پر
اُٹھتے ہین تو ناک بھون چڑھا کے۔ بیٹھتے ہین تو مارے شکنون کے چہرے کو
مسطر بنا کے۔ نہ ولتخانے مین چیتھڑون سے بیزار۔ ع

نازکی کہتی ہے یہ بار گران دور رہے

غرقی کافی ہی۔ باہر نکلنے کو پاجامہ ہو تو نین سکھ کا ہلکا پُھلکا۔ انگرکھا ہو تو شربتی
یا ململ کا۔ ٹوپی ہو تو چار اُنگل کی۔ برسات کے دن۔ جو کہین بادل خان
بھر بھرا کے برس پڑے۔ تو ایک ہاتھ آگے ایک پیچھے (لولو ہے لولو) سچ بولین
اُن کے دشمن۔ کوئی اشتہا پشت مین نہین بولا۔ سپوت ہین۔ کچھ کپوت تو
ہین نہین۔ جو باپ دادا کا چال چلن چھوڑ دین۔ نماز کا نام لو تو کان پکڑین۔
نہ پڑھی نہ قضا ہوئی۔ فقیر کے نام ٹکڑا سا جواب دینے کو سخی داتا۔ بھولا ایسے
جہان صحبت گرم ہوئی۔ دمبازون نے چھینٹے دیے۔ لگے دہکا دہک چانڈ واڑانے
لکھنے کو اپنا نام لکھنا آگیا۔ وثیقے کی رسید پر دستخط کرنے بھر کو ہو گئے۔ کنجوس تو
ہین نہین۔ جو حساب کتاب دیکھین بھالین۔ اور پھر بڑے بڑے ایماندار

خضر کو دیکھ کے کہتا ہی سبزۂ خط یار
بھلا جو چاہو چلے جاؤ اپنی راہ لئے

اندنون کا رنگ کچھ نہ پوچھئے ؎

چنون پسند مجھی چہانون ہی پہولون کی   عجب بہار ہی ان زرد زرد پہولون کی

طبیعت کی لہر کچھ دریا سے کم نہین ع

جوش پر ہے بہر مواج آج کل

شبدیز قلم ہوا مین بہرا ہوا طرارے بہر رہا ہی ع

کھیل ہے راہ سخن طے کرنا

واہ ری بہار تیرا کیا کہنا- تو ہوا ور جہان- گلی کوچہ ٹھنڈی سڑک ہو رہا ہی ؎

دیکھکر ٹھنڈک تبو نگی سر دھری بہول جاے   دل گرفتہ ہنس پڑی یان غنچہ آئی پہولجاے

جی گھبرایا اور کمٹ سے نکل کہڑے ہوئے- چوک مین پہونچتے ہی ساری وحشت فی النار والسقر تہی- آپ جانیے رنڈیان معجون دافع خفقان پہر دل مضطر تسکین کیون نہ پائے- گلرویون کی بہار- پھول سے رخسار دیکھکر بیساختہ یہی منہ سے نکلتا ہے ؎

قدے چو سرو و رخے ہمچو ارغوان داری   مرو بباغ کہ در خانہ گلستان داری

ارے بہئی کوئی بتاؤ تو- آج ہم ہین کہان- آپ مین تو ہین نہین- ورنہ یہ تہذب زمانہ- تہذیب کوڑیون کے مول ماری ماری پہرتی ہی- ایک دو سوتی مین کوٹ پتلون طیار رہی لال ٹوپی- سوانگے جانچے

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے

آؤ مجسم ہی نہ دیکھ لو

جھک کر اُسی رُخ کلاہ کی طرح بنگلے کو چلے نگاہ کی طرح

دہنی کرسی پہ گوری بی بی۔ بائین پیڑھی پہ کالی بی بی۔ بیچون بیچ کے درمیانین نئے تہذب تگڑا جمع۔ تینون مصالحے اکٹھا۔ تین تلوک جو سنتے آتے تھے۔ وہین نظر آئے۔ باتین وہ وہ سنین کہ ہنستے ہنستے قہقہہ دیوار بنگئی۔

گوری بی بی۔ ول آج ہم فٹن پر ہوا کہانیکو جائیگا اور مسٹر جونس کی ملاقات کرکے بارہ بجے راٹ آئیگا۔

نئے مہذب۔ خہ خہ خہ خہ۔ ول فٹن آپ کا۔ ہم آپ کا۔ چاہے آپ رات بھر نہ آئے اور جو آپ کہے تو ہم چلکے مسٹر جونس کی کوٹھی مین پہونچا آئے۔

کالی بی بی۔ میان ہم بھی اپنے دولھا بھائی کو نہ دیکھ آئین۔

نئے مہذب۔ چپ لگاؤ۔ ہمارا بنگلے پہ سب کو اقانون قانون کریگا۔ بانکیگا کون۔

گوری بی بی۔ ول جب تک ہم نہ آئے تم نہ سونا۔ جو رات کو ہم آئے گا۔ اور تمکو سوٹا پائے گا تو ہم امید کرتا ہی ہم سیدھا لوٹ جائیگا۔

نئے مہذب۔ نو نو (نہین نہین) ہم نہ سوئیگا۔ کبھی نہ سوئیگا۔ جو آپ کہے تو ہم سیدھا کھڑا رہے۔ نہ بیٹھے نہ پاکھانے پیشاب کو جائے۔

کالی بی بی۔ (پیشانی پر ہاتھ رکھکر) آہ! کیا کہون سر پھٹا جاتا ہے۔ سر مین درد شدت سے ہی کہو تو ذری اسوقت مین ایک جھپکی لیلون۔

نئے مہذب۔ کھوب۔ اُدکھان درد ہی لاؤ ہم منڈا سے جھاڑ دے۔

ملازمون کو بدظن کرنا یہ بھی عقل نوابی کے خلاف ہی۔
بٹیرون کی دولت کہ دن رات ہاتھ مین۔ بہلا ایسے بیفکرونکا دیکھنا ہی کیا۔
لینا ایک نہ دینا دو۔ مفت مین افسوس کرنا پڑتا ہی۔ اس سے یاری جلو تہذیب کر چلین
مزے اوڑائین۔ کچھ پئین۔ کچھ کھائین۔ یہ کچہ کیا چیز ہے۔ چپ چپ ع
مثل سُنی ہے کہ دیوار کان رکھتی ہی
کہین ایسا نہو۔ کوئی غیر مہذب لمبی ڈاڑھی والا سن لے۔ این اور ڈاڑہی
تو آپ نے بہی بڑھا رکھی ہے۔ ادھر دیکھو۔ بے سمجھے بوجھے اعتراض جما دینا
کتاب مین لکھا ہی۔ اسمین تمہارا کچھ قصور نہین۔ لیکن جو تمہارے مان باپ ملتی
تو مجھسے اون سے دو دو نوکین ہوتین۔ اور تمہین یہ کیا منحصر ہے۔ ہندی
خراب۔ انکی بات چیت خراب۔ انکا چال چلن خراب۔ انکا طریقۂ تعلیم خراب۔
علم ادب کو جانتے ہی نہین۔ ہی کس دیس کی چڑیا۔ خدا کا کرنا کیا ہوتا ہے۔
وہ اللے تللے کا زمانہ ہی اوڑنچھو ہو گیا۔ ع
پٹیو شرما کے لکیر اب کہ گیا سانپ نکل
یہ ڈاڑھی نہین اول تو دھوکے کی ٹٹی ہے۔ اچھا دماغ کاہے کو چاٹیگا۔
آگے بڑھیے۔ یا وحشت۔ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ کھٹ پٹ۔
اجی جنگل مین یہ کسکا گھونسلا ہی۔ گھونسلا کیسا۔ ایک جنٹلمین کا بنگلہ ہے۔
اخاہ جنٹلمین اِسی مین دہرے رہتے ہین۔ بہلا آدمی ہوتے ہین۔ اے لو اور سُنو
آدمی نہین تو کیا شیطان ہوتے ہین۔ بہئی ہمنے تو کانون ہی سُنا ہی۔ آنکھون سے
دیکھا نہین۔ کیا جانین اجی ع

ایک نادان خوش اعتقاد کسان کی دعا

ای میرے اچھے خدا مین اعتقاد رکھتا ہون کہ تیرا کوئی ساجھی نہین مجھپر کرم کر۔ پڑھے ہوئے ملا کہتے ہین کہ تو قوی ہی قدیر ہی محیط ہی مین ان بیچدار باتون کو کچھ نہین سمجھ سکتا مگر اتنا جانتا ہون کہ تو لاٹ صاحب سی بھی بڑا ہی عالم لوگ کہتے ہین کہ تو ہر ذرّہ عالم کا منتظم ہی مین اپنے چھوٹے سے اور کمزور خیال کو اتنے جگر نہین دے سکتا کہ ہر ذرّہ پر نظر دوڑا کر تیری قدرت کی کارروائیونکا مشاہدہ کرون مگر یہ جانتا ہون کہ حاکم بند وبست نے بغیر تیری مرضی کے مجھپر جمع نہین بڑھائی۔ ای میرے داتا مجھپر رحم کر جب تو ہر ذرّہ کا منتظم ہی تو میرے کھیتون مین بہت سا غلہ کیون نہین پیدا ہوتا کہ اسکو بیچ کر۔ جو باقی بچے اُس سے بال بچون کو پالون۔ ای اللہ تو ہر جگہ ہی مگر شاید اِس موضع مین تو نے گذر نہین کیا اور اگر گذر کیا تو میری اُجڑی حالت کو دیکھکر مجھکو اپنا بندہ نہ سمجھا اور اگر بندہ سمجھا تو گنہگار پایا اسیوجہ سے مجھپر جمع بڑھوادی اے اللہ میرا گناہ معاف کر وہ گناہ کچھ بہت بڑا نہین ہی مین نے نیل والے صاحب کی ایک بھینس چرائی تھی مگر اُسکے لیے دو مہینے کی قید بھی بھگت لی اُسنے میرے کھیت کا نقصان کیا تھا مین نے اُسکو باندھ رکھا تھا اِسکے سوا اور کوئی گناہ بھی نہین کیا نہ کسی کی زمین دبائی نہ مال چھین لیا یا خدا اب مجھپر اپنا فضل کر اور میری اس دعا کو بدلی کے لفافہ مین لپیٹ کر تیز رو بجلی کے ہاتھ صاحب لوگون کے پاس بھیجدے اور حکم دیدے کہ مہنگی بھر غریب کسانون پر مالگذاری کیواسطے ذرا سختی نہ کرین۔ ا۔ح الہ آباد۔

گوری بی بی- دل ہمارا برش ٹوٹ گیا-

نئے مہذب- ابھی تو آتا ہے چٹکی بجاتے-

کالی بی بی- ای میان ترے صدقے گئی جو خانسامان چوک جاے تو مجھ نجتی کو بھی ایک کنگھی ربڑ کی منگا دو اور نہین تو سینگ ہی کی سہی-

نئے مہذب- مت بولو- جواب کنگھی ونگھی کا نام سُنا- تو ہم بالور کو بلا کے تمہارا سارے سر کا بال ایک سرے سے منڈا دیگا-

گوری بی بی- دل ہمارا پینے کا پورٹ نہین ما- اب ہم بیٹے کیا- تمہارا لہو-

نئے مہذب (تھرتھر کانپ کے) ہم انجیل پہ ہاتھ رکھکے کہتا ہی- بالکل نہین جانتا کہ خانسامان بڑا ناٹی- ہمکو کھبر نہ کیا- برطرف- ہم آپ جا کے ابھی لاتا ہی-

کالی بی بی- تو ہمارے لیے تھوڑی مسّی لیتے آنا-

نئے مہذب- پاگل- تم اپنا مُنھ کالا کرنا مانگتا ہی-

گوری بی بی- یہ سایا کھراب گیا- ابکی ہم لیگا بہت اچھا بڑا کیمٹی گرنٹ کا-

نئے مہذب- کون بڑا بات ہی- ایمان بیچ کے روپیہ آپ کیواسطے جمع کیا ہی-

کالی بی بی- مین صدقے جاؤن- ابکی مجھے بھی سنگی کا پاجامہ بنوا دو-

نئے مہذب- ہش- تم دیسی آدمی وہ ٹنل بھول گیا- یہ مُنہ اور چار چنگی لاسا-

گوری بی بی- آج برانڈی پی کے ہم کباب کہاے گا-

نئے مہذب- اور ہم بھی تو-

کالی بی بی- میرا بھی جی چلبلاتا ہی کہ آج پیسے کے لونگ چڑے کھاؤن-

نئے مہذب- تم کھائے بُرے کی جان (خداوہ دن کرے)

نہ چل او غیرت شمشاد بہت اترا کر بڑھکے جو چلتا ہی گرتا ہی وہ ٹھوکر کھا کر

بندہ بنادیا ہے تجھے حُبِّ جاہ کا

واعظ جو کچھ سنانے لگے سخت وُسست آج — سید کا پھر تو طیش مین آہی گیا مزاج

جب ہو سکا نہ ایسی حماقت کا کچھ علاج — اُسنے دیا جواب کہ مذہب ہو یا رواج

راحت مین جو مخل ہو وہ کانٹا ہی راہ کا

لازم ہی یہ کہ چھوڑے نہ انصاف کو بشر — کیجیے جو غور آپ کے دل پر بھی ہو اثر

سمجھے وہی کہ جسکی زمانے پہ ہو نظر — افسوس ہی کہ آپ ہین دنیا سے بیخبر

کیا جانیے جو حال ہی شام و پگاہ کا

جو دل مین آئیگا وہ سناؤنگا بیخطر — گھر سے کبھی حضور تو نکلے نہ عمر بھر

بتلائیے کہ آپ کو کیونکر ہو کچھ خبر — لندن کا پیش آئے اگر آپ کو سفر

گذرے نظر سے حال رعایا و شاہ کا

از مس عروج خانۂ شاہی چو بشنوی — بیتاب و بیقرار شدہ سوے او روی

پیشِ مکان چو آئی یقینم کہ غش شوی — وہ آب و تاب و رونقِ ایوان خسروی

جس سے خجل ہو نور رخِ مہر و ماہ کا

دستِ ادب کو جوڑکے حاضر ہون جب نقیب — خود ملکۂ معظمہ ٹھلائے جب قریب

عزت یہ دیکھ دیکھ کے جل جل مرے رقیب — سرکار ذی وقار کا دربار ہو نصیب

ممبر بنائے آپ کو وہ بارگاہ کا

اُس مس سگا لیکے یہ کہتی ہو جس گھڑی — ٹیک اٹ پلینر مائی ڈیر اولڈ مولوی

بتلائیے کہ کیسی ہو اُسوقت دل لگی — دعوت کسی امیر کے گھر مین ہو آپکی

کرسن مسون سے ذکر ہو الفت کا چاہ کا

ضرورت دیکھیے

حضرت واعظ علیہ الرحمۃ سید کا جو دور دورہ سنتے تھے تو نہایت ہی رشک ہوتا تھا خصوصاً کوٹ پتلون اور ترکی ٹوپی تو نظرون مین بہت کھبی تھی جی مین یہ کہتے تھے کہ کہین ملاقات ہو جائی تو سمجھا بوجھا کر وضع تو ترک کراتے لیجیے آج مڈبھیڑ ہو ہی گئی۔

مخمس قطعہ بند

از بہر پند و وعظ تلاشی تھے جابجا
ملتا نہ تھا مگر کہین اوس شخص کا پتا
خیر اتفاقِ کار جو رستے مین ملگیا
سید سے آج حضرتِ واعظ نے یون کہا
چرچا ہے جابجا ترے حالِ تباہ کا

بتلا کہ روز حشر ترا ہو گا حال کیا
تو لا شریک کا نہین قائل ہی مطلقا
صد حیف اپنے مذہب و ملت سے پھر گیا
سمجھا ہے تو نے نیچر و تدبیر کو خدا
دل مین ذرا اثر نہ رہا لا الٰہ کا

جب سے ملا ہی عہدہ سب آرڈینٹ جج
رکھنے لگا ہے سر پہ تو اپنے کلاہ کج
اسلام سے تو دور ہی کوسون ہی تیری دہج
ہی تجھسے ترک صوم و صلوٰۃ و زکوٰۃ و حج
کچھ ڈر نہین جنات رسالت پناہ کا

نفرین تیری عقل پہ کرتا ہے سارا شہر
دولت کی فکر ہوتی ہی انسان کو حق مین زہر
تیرے تو فہم پر یہ پڑا ہے خدا کا قہر
شیطان نے دکھا کے جمالِ عروس دہر

سرما بگذشت واین دلِ زارہمان
گرما بگذشت واین دلِ زارہمان
القصّہ تمام سرد وگرم عالم
برما بگذشت واین دلِ زارہمان

دنیا مین کوئی رت بدلے کسی طرح کی فصل آئے مگر مجبر دانِ خانہ بدوش کو کسی قسم کا حظ نہین جاڑے کی فصل باعتبار لطافت جملہ فصول مین عمدہ شمار کی جاتی ہی۔ ادہر میزان مین آفتاب آیا ادرادہر طبیعت خودبخود دریائے ضنت اور شفقت کے کانٹے مین تُل گئی۔ جنگی فوج مین قواعد کا حکم سُنا دیا گیا۔ نئی وردیان تقسیم ہوئین۔ زنگ خوردہ اسلحہ مین صیقل ہوئی مالی صیغون مین حکام کی گردش کا وقت آیا۔ ناظرانِ محکمہ بڑا نے خیمہ اور چھولداریون کے درست کرانے مین مصروف ہوئے۔ چپراسی اور مذکوری جو اساڑھو کے درزی کی طرح خمیدہ کمر بیٹھے رہتے تھے پٹی اور صافہ باندھکر اکڑنے لگے۔ نیلگون وردی کا چشم انتظار مین ڈور کھنچا۔

گاڑیون کے بیگار پکڑنے کا ولولہ بڑہا۔ تہیدستی کا غم گھٹا۔ زمینداروں کے نام رسد رسانی کے شقہ جاری ہونے لگے۔ رنڈیون نے برسات کھائی ہوئی چیزون کو دہوپ دکھاکر سایہ مین پھیلا تنگ اور چُست لباس کی کھُلی ہوئی سیون اور . . . . مین بخیہ درفو بنوایا۔ ریکسون کے

باغون مین نازنینون کا نظارہ کیجیے　　گر کوئی مِس پلائے تو پھر ٹے بھی پیجیے
بھی چاہے جس جگہ پہ ہان پھر کیجیے　　آزادے بتان پر یوش کو دیکھیے
بیساختہ ہو لب پہ گذر واہ واہ کا

تعریف لکھون اُنکی یہ طاقت مجھے نہین　　وہ مِس کہ جس سے آنکھ چُراتی ہو حورعین
گلگون عذار و سیم تن و شوخ و مہ جبین　　نوخیز و دلفریب و گل اندام و نازنین
عارض پہ جنکے بار ہو دامن نگاہ کا

بھر کر گلاس دیتی ہو جب ایک مہ جبین　　بسکٹ لیے قریب ہو اک در نازنین
ادل تو عذر ہوتا ہی اس حال مین کہین　　رکیے اگر تو ہنس کے کہی اک بُتِ حسین
دل مولوی یہ بات نہین ہی گناہ کا

ہاتھون مین لیکے بادۂ گلگون کا ایک جام　　اک مِس حسین و شوخ و گل اندام و لالہ فام
ہنس ہنس کے نیچی نظر دیے کرتی ہو جب کلام　　اُسوقت جھک کی قبلہ کرون آپکو سلام
پھر نام بھی حضور جو لین خانقاہ کا

کہتا ہون صاف آپسے سچ اسکو جانیے　　اوڑ جائین ہوش آپکے یہی رہے سہے
تسبیح و جانماز و عمامہ سب ہی بکے　　پتلون و کوٹ و بنگلہ و بسکٹ کی دہن بندھے
سودا جناب کو بھی ہو ٹر کی کلاہ کا

غش بھی ہون بیٹھی بزم مین اور ڈھلتی ہو شراب　　اک مِس ہو چودہ سال کی پہلو مین بنے حجاب
اُسوقت کیجیے آپ تو البتہ ہی حساب　　مسجد مین ہو تو بیٹھ کے ممبر پہ ای جناب
سب جانتے ہین وعظ ثواب و گناہ کا　　ا-ح- از آگرہ آباد

اب آتش لباس سے دل پھر ٹھنڈہی پانی کی چاہ پیدا ہوئی کپڑون مین
شربتی اور آب روان کی قدر بڑہی - روسا اور امرا دن بھر خسخانون
مین گوشہ گیر اور رات کو بالاخانون کی بلندی پر جنت کی قمریون کے
ساتھ ہمصفیر - عظیم اللہ خانی مداریے پھولون سے لپٹے بجاے لب معشوق
ہمدم - آغا باقر کے امام باڑے کا دوسرا باعث تفریح شام عالم چاندنی مین فرش
سفید نور افگن - تفریح طبع کے لئے ہر موتیم اور ارگن پھولون کی اوٹ سے
صحن بام عطر آگین - لمپون کی روشنی سے سقف خانہ چرخ چارمین - کہین
نادری سوار گنجیفہ کا شغل - کہین پچیسی کا چرچہ چت پٹ پر بار جیت کا معاملہ
مگر رنڈی اور پچی تیلی کو کیا **شعر**

خزان کیا فصل گل کہتے ہین کسکو کوئی موسم ہو
نہی ہم ہین قفس ہے اور ماتم بال و پر کا ہی

دن بھر دنیا کے دھندے مین پریشان - اور رات کو خالی چارپائی
ورتنہا مکان - ایک قطعہ کسی پرانے شاعر کا مجھے یاد آیا ہی ہر چند محاورہ حال کے
خلاف ہی مگر میرے حسب حال ہی **قطعہ**

کسی کی شب وصل سوتے کٹے ہی ۔۔۔ کسی کی شب ہجر روتے کٹے ہی
ہماری یہ شب کیسی شب ہی آلہی ۔۔۔ نہ سوتے کٹے ہی نہ روتے کٹے ہی

چند روز مین یہ بہی پر جوش موسم آخر ہوا - اور برسات نے اپنا جمال
باکمال دکھلایا - ابر سیاہ دامن کہسار سے جانب شہر چلا - ہوای خنک نے
دماغ پریشان کو چاق کیا - ناسپاس مسلمانون کا ذکر ہی کیا ہندؤن کے

یہان بدریان کہلین۔ رفوگرون کی گرم بازاری ہوئی۔ آتشخانون اور حمامون کی شکست وریخت ہونے لگی۔ کابلی میوہ لادکر پشتو بولتے ہوے کابل سے چلے میوہ فروشون کی دوکانونمین بہار تازہ آئی۔ کہنیک لوگ مال خرید کرکے ہر گلی کوچہ مین پہرنے اور صدا لگانے لگے ولایتی انار اعلے۔ پٹاریان ہین انگور کی۔

گرمیون کا لباس رخصت ہوا گلابی جاڑون کی پوشاک نکل آئی۔

حدت آفتاب مین کمی مگر شعلہ رویون کی سرکشی اور آتشی مزاجون کی گرم خوئی مین ترقی ہوئی۔ اثر مجاورت سے حرارت غریزی کا مقیاس کئی درجہ بڑھ گیا۔ نیر اعظم کے انقلاب شتوی سے سیارات ارض کی چال بدلی

........کہین بدرسیما تحت الشعاع مین نظر آئی۔

تحقیق جدید کی روسے فلک اول محدب حاس فلک ثانی کے محدب کا ثابت ہوا۔ مقعر کی تہاہ نہ ملی منطقہ کی تحقیق مین ارباب حل وعقد سرگردان ہوے۔ الغرض بہت سے نیرنگ عالم بدلے مگر مجرد بیچارے ثلاثی مجرد ہی رہے انہین سے مطرد غربا بے زر ہین اور شاذ امراے عالی قدر اور حسرت وفسوس مین ان دونون کا پلہ برابر کیسی راتین زرد ڈی گذرین اور کسی کی بے دوئی شعر

فرق ست میان آنکہ یارش در بر باآنکہ دو چشم انتظارش بر در

جاڑے تو یون گذرے گرمیان تشریف لائین۔ برج حمل مین آفتاب کے آتے ہی نازک مزاجون کے پیر بہاری ہوگئے کیا ممکن کہ دہوپ مین قدم بہر چل سکین۔ صاحب لوگ باانہمہ جفاکشی سایہ مین چھپنے لگے

اور لکھنؤ کے بانکے گبھرو ن سے تو بچا نہ چھین لین۔ اور چہڑیون سے لڑکر لکھنؤ خالی
کرالین۔ اور رہر جوار مین خاص کی یہ کیفیت کہ ثنا وصفت کا ساون بہادون
برسا رکھا ہی۔ اور تعریفون کی بوچھار لو ہے کے بل تک جاتی ہی۔ طرہ یہ کہ فقط
واہ واہ پر اکتفا نہین بلکہ اوسکے ساتھ یہ بہی ہی کہ قسم ہی قرآن کی اگر آج
میانصاحب (جنکی ملار مشہور ہی) زندہ ہوتے تو اسوقت کے گانے کی داد دیتے۔
یا اگر حضرت سلطان عالم شاہ اودھ بقید حیات ہوتے تو بیشک انکی قدر کرتے۔
چند ہی روز مین انکی رتی چمک جاتی افسوس ہی دنیا خالی ہوگئی نہ اہل حال ذی
اور نہ صاحب کمال (کوئی نہین رہے تو نہین سہی خوشامدی سلامت رہین
جنکی ذات سے سب کچھ ہے) دوسرے صاحب نے ارشاد فرمایا۔ کہ بہئی واللہ سچ
کہتے ہو مین اپنے اور اپنی بیوی دونون کے ایمان سے کہتا ہون کہ انکا مثل
کا ہی کو ہی اور آج اس شہر مین کیا بمبئی تک کوئی انکا جواب دینے والا نہین ماشاء اللہ
سی آواز کا سُریلہ پن تو دیکھو معلوم ہوتا ہی ارگن بج رہا ہی یا کوئل کوک رہی ہے
گلے مین گویا ہڈی نہین رہی در ین چہ شک گلے مین کیا تمام جسم مین کہین ہڈی نہین
الغرض جہان اسقدر زندہ دلون کا مجمع تہا وہان ہم ایسے دو چار تجربہ پیشہ
غریب الدیار بہی علٰحدہ چپ کہڑے ہوئے نیرنگی عالم کا تماشا دیکھہ رہے تھے۔
اگر داہنے بائین سے کہین چوڑیون کی آواز یا چہڑون کی جھنکار کان مین
آگئی تو کن آنکھون سے یک نظرے خوش گذرے دیکھہ لیا ذرا کنوتیان تو بدلین
مگر سر جھکا کے گہاس کہانے لگے شعر

ہمین کیا جو تربت پہ میلے رہے　　　یہ سب کچھ ہوا ہم اکیلے رہے

از حضرت داغؔ

یہان برسات پوجی گئی۔ دو چار دن بادلون کی گھیر گھار رہی ایک دن بسم اللہ کرکے بھلا ہی دونگڑا اس دھڑلے کا پڑا کہ جل تھل بھر دیے کل شئی حی من الما کا عالم نظر آگیا رات ہی بھر مین تمام دنیا کے حشرات الارض زندہ ہو گئے سبزۂ نو رستہ سے صفحۂ زمین چرخ اطلس بنا۔ اساڑھ کا مہینہ خیر یون ہی کچھ گذرا ساون کے آتے ہی عیش باغ کے میلے شروع ہو گئے رنگین مزاجون سے کیا ممکن کہ کوئی میلہ ناغہ ہو۔ جمعہ آیا اور صبح سے طیاری ہونے لگی نبتی سنو تے تھوڑا ساون باقی رہگیا۔ اہل دول جوڑیون پر معہ جوڑے کے سوار ہو کر چلے شوقین غربا ہی دوگامہ بھاگے ہوئے آگے پیچھے پہونچ گئے۔ اس میلہ مین ساقنون کا ہجوم رنڈیون کا جھرمٹ تماشائیونکا مجمع مختلف الالوان پوشاکون کا لطف جھولے کے پینگ ساون کا دردانگیز اور راقیہ مضمون قابل دید وشنید ہوتا ہے فی الحال جب سے بی مشتری نے غروب کیا دہومن صاحب کی دہوم دہام ہے اور شہر کی گانیوالیون مین اول نمبر کا ٹکٹ انہین کے پاس ہے۔ جہان انہونے جھولے پر بیٹھ کے تان لگائی (آئی ساون کی بہارسیان جہولا ڈالو باغ مین) تمام میدان عیش باغ مین کھلبلی مچ گئی۔ مشتاقان بی زرصفین پہاڑ پہاڑ کر قریب آپہونچے۔ داہنی بائین پرا باندھکر جم گئے۔ بی دہومن کی صدائے دلکش سے آگاہ بہائیون پر وہ اثر پیدا ہوا کہ جوگورونیر نائے رزمی کے سننے سے ہو۔ سرگردن بے قابو اعضائے بدن اختیار سے باہر۔ جان نثاری کا ولولہ اظہار شجاعت کی امنگ۔ تمنائے سرفروشی کا وفور۔ مگر وقت اور زمانی سے مجبور۔ اگر اسوقت بی دہومن کہین فیر کا حکم دیدین تو غالبًا خون خرابہ ہو جائے

وہو ہذا۔ دوش رفتم سوئے بازار کسے یافتم عیّار۔ زہر قید سبکسار۔ بہ نزدیر گرفتار زخود رفتہ و سرشار۔ سبک خیز چو رہوار۔ تنش چون تن زنبور۔ سیہ خال رخ حور۔ مثالِ شب دیجور۔ بیرکوٹ و پتلون۔ بدن شستہ زصابون۔ رخش زرد۔ دلش سرد۔ تن وجان ہمہ گرد۔ نہ او صاحب ایمان۔ ولی بندۂ شیطان۔ نہ ہندو نہ مسلمان۔ نہ از قوم نصارا۔ دو دہر سمت بصد شوق۔ گہے تخت گلے فوق۔ گہے استادہ و شاشید۔ گہے جست و سرائید۔ گہے ٹھوکر و سیٹی۔ گہ چار و گہے کافی و شمپین و برانڈی۔ گہے بیر و کلارٹ۔ گہے پاکٹ۔ گہے جاکٹ گہے شیری دگے رم۔ گہے تگھی گہے ٹم ٹم۔ ہمین فکر بہر دم۔ کشتۂ حرص و ہوا را۔ گفتم اے ہمسر فرعون۔ چرا میشدی مطعون۔ کسے نیست چو یارت۔ چہ بود آخر کارت۔ این وضع کدام ست کہ داری۔ چون شد زخرد عاری۔ شیشۂ ننگ شکستی۔ در دانش بچہ بستی۔ تو ئی دیوانہ و مدہوش۔ رہِ عقل فراموش۔ بشر علم و ادب دور۔ بمئ گمرہے مخمور۔ بگو نام و نشانت۔ شوم آگاہ بجانت۔ مکن پر عدارا گفتہ عدوے ناموس۔ بر و ڈام بگ نوس۔ تم آدمی ہے کالا یو سور کالمتالا من صاحب لوگیم۔ فدائے بسر میم صاحب پلپلی نامم۔ بجہان شہرۂ عامم۔ زرموزم تو چہ دانی۔ کہ نا قابل آنی۔ بزنم ہیٹر دٹھوکر ایٹو گڈ ام ایر۔ شکنم روے شمارا۔ گفتم اے صاحب اوصاف۔ مزن بیہدہ بہ من لاف۔ بہ بین روی سیہ خویش بنہ آئینہ در پیش مشو طائر نقال۔ مزن مفت پر و بال۔ بجز بسکٹ و ہم کیک۔ مکن ترک رہ نیک بشو بیر و حسنات۔ برست از مزخرفات بہ بین صدق و صفارا۔

راقم ہندی نہ فارسی
بیاجی بنارسی

متفرق مضامین

بحر طویل

حضرت سلامت - لمبی چوڑی تسلیمین عرض ہین آپ نے کچھ سنا ہمنی نماز پنجگانہ کو پانچون وقت کے سلام اور وظیفون کو پانچون وقت کے طعام سے بدل دیا! دیکھیے کیا طول عمل ہی! اگر اردشیر دراز دست بھی ہوتا تو اس دستبرد ہاتھ کے طوطے اوڑ جاتے - اور بے اختیار ہوکر ہاتھ اُٹھاتا - اِس طول عمل مین کیا مجال جو آپ کوئی بات ہلکی پاوین - اگر کوئی مصرعہ ہی تو وہ بھی شیطان کی آنت سے کم نہین - قطعہ رباعی ترجیع بند بیت غزل ورسارے زمانہ کے وزن آپ نے سنے ہونگے - بحر طویل کو کاہیکو سنا ہوگا بندۂ درگاہ جہان کے کوچہ گرد - نور کے تڑکے پھندنے والی ٹوپی دیکر پو نچھلّے دار تبنگ کی طرح جو بڑھ نکلے تو بیاہ براتون کی کثرت تو ہئی ہی کھٹ سے ایک لالہ صاحب کی محفل مین داخل ہوگئے - وہان بھی کوکب اقبال کی رہنموئی نے دُمدار ستارہ ہی بنا رکھا - دیکھتے کیا ہین کہ غزل بازی - بیت بحثی - شعر خوانی - رقعہ بازی - گالی گلوج - ہو رہی ہی - لیاقت اور فضیلت کے گلون پر کُند چھریان ریتے جاتے ہین - اتنے مین کوئی بھیاجی کسی کونے سے بوڑھے بکرے کی طرح لگے برانے - تھرتھراتی آواز سے لگے بحر طویل سُنانے - ہم تو کیا اگر امیر خسرو ہوتے تو مان جاتے - وہ بحر طویل کاہیکو دریا کا پاٹ تھا یا آہنی سڑک یا تار برقی یا حرامزادے کی رسّی - جی چاہے تو آپ بھی سماعت فرمائیے -

خوری تا چند مرغ سر بریدہ باہمہ زحمت حرامی را نمائی از دلیل خویش چہ حجت

خری نالدای بیچارہ این عقل بدین ہمت عروس تو حجاب آلودہ باشو ہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بجای سنگ اسود رو لیلی می ابو سیدان بوقت گیند کرکٹ بید عمرا کہ بتیاب گردیدان

بہ قرآن و حدیث از بیچری انجیل زیدان عروس تو حجاب آلودہ باشو ہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

تو گردی ذکر این در اکہ ہست آن خالق بیچون کبوتر چون لکا کہ ہست دیسا از ذکا غون غون

بہ عرل بندہ او در دارد تو بکن از ین اکنون عروس تو حجاب آلودہ باشو ہر نمی ماند

اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمے ماند

بات کا بتنگڑا

بی بی - چلو ہٹو - مجھ جنم جلی کی قسمت ہی خدا نے ایسی بنائی -

میان - این خیر تو ہے - یہ آج تمکو کیا ہو گیا -

بی بی - ہو گا تمکو یا تمہارے ہوتون سوتون کو - مجھ دکھیا مفلس کو کیا ہو گا -

میان - باتین تو زمستون کی سی کرتی ہو -

بی بی - جی ہان - بس مُنہ نہ کھلواؤ ایسا ہی تمنے مجھے روپے اشرفی سے پاٹ دیا ہے -

میان - پھر اسمین بھی کچھ شک ہے - تم جانتی ہو جو کچھ آتا ہے تمہارے ہی پاس جاتا ہے -

بی بی - اجی وہ آپ ہی کو مبارک رہے - موئی خیر نہ برکت - ادہر روپیہ آیا چنر پڑ میں اُٹھ گیا - مین کیا سب کھا لیتی یا زیور گڑھا لیتی ہون -

مخمس

کلاہ سرخ ٹرکی دائما بر سر نمی ماند　　ہمیشہ کوٹ و جاکٹ زینت تن بر نمی ماند
زمانہ بریکی آئین اے نیچر نمی ماند　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی دائما در بوتل و ساغر نمی ماند　　چنین بید و چرٹ در دست و لب اکثر نمی ماند
بیا این بوٹ انگریزی فز[1] بر سر نمی ماند　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

مدام این گیند و کرکٹ نسخہ ریڈر نمی ماند　　ہمیشہ بر زبان اسپیچ ہم لکچر نمی ماند
برائے مدرسہ این چندہ بر زر نمی ماند　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

چنین اسپ خر دسریٹ میدان تا کجا تازی　　ہمیشہ گیند و کرکٹ ہمچو طفلان تا کجا بازی
مزیب بر بدن تا کی چنین پتلون گوسازی　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

براندی تا بکے از ما بگو اے نیچری نوشی　　لباس جاکٹ و پتلون بی کھٹکہ چنین پوشی
براے کردن این رسم لندن تا کجا کوشی　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

کنی گمراہ عالم را باسپیچ زبون تا کے　　بسر مرمن نمودن این چنین خبط و جنون تا کے
نمودن بول استادہ بشکل سگ کنون تا کے　　عروس نو حجاب آلودہ با شوہر نمی ماند
اگر ماند شبے ماند شبے دیگر نمی ماند

[1] فز بمعنی کلاہ ٹرکی۔

(ابتو میان سے نرہا گیا کفن پہاڑکے بولے)

میان - یہ یہ بہ - یہ بیگم تم نے کیا کہا - ذرا پہر توکہو -

بی بی - بان ہان - کچہ جہوٹ کہا - لو صاحب جبتک ہم بولتی نہین تب ہی تک

میان (آنکہ نیلی پیلی کرکے) یعنے ہم رنڈی باز ہین -

بی بی - یہ تو جانے میری جوتی - مگر آدمی کے آثار کہین چہپے رہتے ہین -

میان - بہلا کچہ تو معلوم ہون -

بی بی - اجی بس جانے بہی دو - بیفائدہ کے تئین کیون بات بڑہاتی ہو

ابہی بتا چلین گی تو جہوٹے جہوٹے دس بیس کلام اللہ اوٹہانے لگوگے

مفت مین گنہگار ہونگی - بہرے گہر مین تم کو کلام اللہ اوٹہاتے تامل ہوتا نہین

خدا کرے ان جہوٹی قسمون کا مظلمہ انہین حرامزادیون کی جان پر پڑے

میرے اور میرے بچون کی جان سے دور -

میان - جی نہین مین قرآن نہ اوٹہاؤنگا کسیکا نشان دیجیے تو -

بی بی - نام اور نشان کیسا - یہ بہی جولاہے کا تیر ہے - ہم کو سب کہا مین

معلوم ہین - یہ آئے دن کمیٹی جانا خالی از علت ہی! جب خدمتگار سے

پوچہوایا تمہارے سرکار کہان گئے تہے - صاحب کمیٹی گئے تہے - اب جو

پوچہوا وسمین ہوتا کیا ہی تو نمک حرام بتاتا نہین - اور مزا یہ جب کمیٹی موئی

مین جانا ہوا بی چندہ کے بہی کچھ نہ کچھ نذر کرنا پڑا - یہ بندہی بات ہی -

جب کبہی تم مردار کمیٹی مین گئے ہو اونکے دوسرے ہی تیسرے اوبدا کے

بی چندہ کے نام دوسو چارسو ضرور حساب مین موجود ہین -

میان - یہ نہ کہو بیگم - ابھی خیال کرو - کچھ نہین تو ہزار دن حساب بتا دون ابھی تمہاری شادی مین ابا جان نے (خدا جنت نصیب کرے) باوجود قرضداری کے پانچہزار صرف کیے - پھر مین نے نوٹ بیچکر پونے چار ہزار کا مکان لے دیا - ابھی نادر کے ہونے مین سوا تین ہزار ایک دیے رقیہ کی دفعہ بیطرح خرچ ہو رہا تھا دو ہزار پھر دیے - نادر کے ختنے مین چار ہزار اُٹھے - بسم اللہ مین ابھی کل ڈھائی ہزار دیچکا ہون - زیور اور پوشاک بھی ایک ایک دو دو کرکے پانچہزار کی ہو گئی -

بی بی - بس مردوے بس - خالہ کے آگے ننہال کی بڑائی - اپنے مُنہ میان مٹھو بننے سے کیا ہوتا ہے - لگے بنیے مہاجن کی طرح بہی کھاتہ سُنانے - یہ سب آپنے اوٹھایا ہوگا - جانے میری جوتی کی نوک کی بیزار - میرے جونڈے پر اُسکا کیا احسان - میرا گھر آپنے کیا بھر دیا - شادی مین اُٹھایا اپنی ناچ رنگ مین اوڑایا - جن جن کا کھایا تھا اونکو کھلایا - باقی ان دو بچون کے واسطے بھی جو اوٹھایا وہ بھی آپ کے حوصلے کی بات تھی نکرتے تو بندی کا کیا بگڑتا - جو لوگ کہتے اپنے تمہین کو کہتے - ہان کپڑے اور زیور لا کلام (چھاتی ٹھونک کر) سو وہ ایسے لاکھون کرورون کے نہین اس سے ہزار گونہ تو مین اپنے گھر سے لائی تھی - اور آج جو نہ لائی ہوتی تو آپ اللّے تللّے بےفکریان کیسے کرتے - غضب خدا کا جسکے آگے بال بچے اور وہ تمہاری طرح اس عمر مین یون بگڑے - نابابا مجھے تو ان باتون کی عادت نہین مین تو رنڈی باز مرد عورت پر آنکھ نڈالون -

بی بی - پھر کیا رنڈی بازی مین عقلمندی کا خرچ ہی - یہی صلاحین ہوتی ہونگی که آج اُسکو بلواؤ - کل اُسکو بلواؤ - پرسون اُسکا مجرا ہو -

میان - یہ نہین میرا مطلب ہی ملک اور شہر کی باتین ہوتی ہین - جیسے لڑکیون کا پڑھانا - لڑکون کا پڑھانا - شہر کی صفائی - عورتون کے واسطے قابلہ عورتون کو پڑھانا - اور انھین باتون کے واسطے روپیہ سب دیتے ہین - اُسکا نام چندہ ہی -

بی بی - ہان اب مین سمجھی - توبہ توبہ میرا کدھر خیال تھا - اُس لڑکے نے تو مجھے بوکھلا دیا تھا - آج دن بھر مین اسی مین ناحق حیران رہی - دس بجنے کو آئے اور اوڑکر کھیل مُنہ مین نہین گئی - معاذ اللہ کی پناہ ہے اب جاکر حواس درست ہوئے - خیر ہوگا ایسا ہی شاید ہو - یہ ہی کوئی بُری بات نہین - اگر دائیان پڑھ لکھ گئین تو آپ ہی معلوم ہو جائیگا - مگر مجھے تو مردون کی بات کا اعتبار نہین -

میان - خیر سرِدست تو چندے چپ رہیے -

فریاد

یارب نہ وہ سمجھی ہین نہ سمجھینگی مری بات دی اور دل اُنکو جو نہ دی مجکو زبان اور رب العالمین تیرے دریدہ دہن شریر مفسد اور آزاد بندون نے دم ناک مین کر دیا - جی اوکتا گیا - زندگی سے عاری ہون اور زیست سے بیزار - کوئی خطا نہ قصور مگر یہ فتنہ پرداز دق کیے جاتے ہین بدنامی سے - بنیا بنیا ستے جان عذاب مین ہوگئی - خداوندا ان کے دل بدل دے - چشم بصیرت

دیوان سے پوچھتی ہون ارے کمبخت یہ کیا چیز ہے - وہ کہتا ہی سرکار کمیٹی مین گئے تھے وے آئے ہین - آگے بتاتا ہی نہین - اور مین کمبخت اس راز سے کیون آگاہ ہونے لگی تہی - وہ تو اُسدن چھوٹے بھیا آئے تھے مجھے کچھ یاد آگیا - پوچھہ بیٹی کمیٹی کون چیز ہے ؟ وہ تو جانو انگریزی فارسی - زرزری - فرفری - سرسری سب مین دست وقلم ہے - چھہ چھینے کا ل اس انگریزی کی گٹ پٹ اسکول مین سیکھی ہی - وہ سمجھکر چپ ہو رہا - لاکھہ پوچھتی ہون اب بتاتا ہی نہین - جب بہت پوچھا بہت پوچھا تو بتایا جلسے کو کہتے ہین - بس فوراً ہی تو مین سمجھہ گئی - کہ یہ کچھ نہین - دس بیس موئے لچے بدمعاش جمع ہوتے ہونگے - ناچ گانا جلسہ ہوتا ہوگا - جہان اور رنڈیان منڈیان آتی ہونگی وہ شفتل چند مُردار بھی ہوگی -

(اب تو میان سے ہنسی ضبط نہو سکی)

میان - قہہ - قہہ - قہہ - بہئی واہ کیا بات نکالی ہی - واللہ بیگم ہو طبیعت دار بات خوب نکالی - بہر اب کیا ہوگا - ہم نے تو چندہ سے نکاح کرلیا -

بی بی - میرے ٹھینگے سے (انگوٹھا دکھاکر) ایک نہین ہزار - لیکن بندی کو تو اب اس گھر مین بائین ہاتھ کا کھانا حرام ہی یہ نیچے آپ کو مبارک رہین - میرا میکا سلامت رہے - مجھ بہر کو بہت ہی -

میان - کچھ خیر ہی ؟ آدمیون کی سی باتین کرو - آج یہ نیا خبط ہوا ہی - وہ لونڈا تمہارا بہائی تو ہی احمق - وہ بہکوا کیا جانے - کمیٹی اُسکو کہتے ہین جہان دس پانچ عقلمند آدمی عقل اور ہوشیاری کی باتین اور صلاحین کرتے ہین -

اور چاپلوس بنیا ہون۔ کاش اگر مین انگلنڈ مین ہوتا تو اہل یورپ میرے سوانح عمری سے ترقی کا ایک عمدہ سبق حاصل کرتے۔ مگر فریاد ہے فریاد یہ ناشناس ہندی میری خوبیون کو مٹتے ہین۔ میری شہرت کے دشمن ہین اچھا مین خوشامدی ہی سہی۔ مگر رب العالمین جب خوشامد سے تو راضی ہی تو یہ اعتراض کرنے والے کون۔ تیری ہدایت کے موافق حاکم تیرا سلیہ ہین پھر اگر مین نے خداوندا حاکمون سے لگاوٹ یا خوشامد کی تو گناہ ہی کیا ہی آپ ہی تو دلون کا حال بخوبی جانتا ہی۔ بہت سی باتین انسان دنیا کی تعلقات مین پھنسکر بمجبوری کرتا ہے۔ میرا بھی بعض صورتون مین علی ہذا دروغ مصلحت آمیز پر عمل ہے۔ حاکمون کے انتظام مین مجھے نکتہ چینی کی جرأت نہین ہوتی۔ کہ مبادا میرے فائدون مین فرق آجائے۔ مین واقعی اس مین لاچار ہون۔ کیونکہ میرا دہندا بالکل حاکمون کی عنایت سے چلتا ہی۔ پھر کیونکر ممکن ہی کہ مین کسی کے خلاف لکھکر اپنے پیر مین خود کلہاڑی مارون۔ مجھے نہ آزادی کا دعویٰ نہ اخبار کے ذریعے سے ملک کی خدمت منظور۔ میرا پرچہ تو بالکل خوشامد کا آلہ اور مدح سرائی کا ساز ہی۔ خداوندا بوجہ اصلی بنیا ہونے کے میرا نام بد ہی۔ ورنہ ہر شخص جسکے تعلقات میرے سے ہین یہی کرتا ہے اور کوئی اُسکے خلاف نہین ہوتا۔ مالک الملک کہنے کو سبھی کہتے ہین۔ مگر کیا دیکھا جاتا ہی جو مصلحت وقت ہی مسٹر گلیڈاسٹون کی نظیر ہمارے سامنے موجود ہی منسٹر ہوتے ہی وہ تمام آزادانہ خیالات بدل گئے۔ پالسی ہی اور ہوگئی بس خداوند ہمیشہ سے یونہین ہوتا چلا آیا ہی۔ اور مین بھی یون ہی کرتا ہون۔

عطا فرما۔ جو میری خوبیوں پر نظر ہو۔ میرے حلم اور بردباری کی قدر کرین میری ملکی خدمت اور ہمدردی کا خیال ہو۔ مالک الملک میرا حال تجھپر پوشیدہ نہین۔ نیک کامون مین کبھی مین نے روپیہ پیسے سے دریغ نہین کیا ریفارمرون کا شریک۔ چندہ دینے والون کا شیر۔ کوئی ملکی خدمت ایسی نہین جہان تیری عنایت سے میری ہمت نے کمی کی ہو۔ کالج اسکول اور سوسائیٹیان میری فیاضی کی گواہ ہین۔ مگر پھر بھی خداوندا یہ ناہنجار بندے میری عزت کے درپے ہین میری تمام کارروائیون پر خاک ڈالنا چاہتے ہین۔ رشک ہی اور جلن۔ میری ناموری عروج اور ثروت کو نہین دیکھ سکتے یہ مانا کہ مین بنیا سہی مگر خالق کون ومکان۔ کیا بنیے آدمی نہین۔ اور انکو تیرے بندے ہونے کا اعزاز نہین بخشا گیا۔ کیا پاک پروردگار بنیون کی خوبیان بھی تیرے شریر بندے برائیان خیال کرنے کا استحقاق رکھتے ہین۔ عالم الغیب تو میرے حال سے بخوبی واقف ہے۔ تیری توفیق اور توجہ سے جو دولت اور وقعت مین نے حاصل کی اوسکا حال تجھپر روشن۔ خداوندا مصیبتین مین نے جھیلین۔ کڑیان مین نے سہین سختیون کا مقابلہ مین نے کیا شدائد مین مستقل مین رہا۔ ہمت مین نے ظاہر کی۔ محنتی مین۔ کوشش مین نے کی تیری عنایت سے اپنی ہستی کو درست کرنے کے لیے زمین آسمان کے قلابے مین نے ملائے۔ دربدر مین پھرا خاک مین نے چھانی۔ جوتیان چٹخاتے چٹخاتے تیری کرم گستری سے اس مرتبے کو مین پہونچا۔ مگر خداوندا پھر کچھہ نہین۔ مین ان شریرون کے نزدیک وہی بنیا۔ خودغرض مطلبی

د. زیست مین یہ امر محال۔ توسہ

دل دے کوئی دل اس دل کی بدلے　　آلہی تو تو رب العالمین ہے

اس بوسیدہ بنیے کے لباس کی دہجیان اُڑا۔ اور راے بہادر یا خان بہادر

کا خلعت پہنا۔ کہ تیری کرم گستری کے تصدق مین کسی قدر مستعار زندگی

خوشی اور عزت سے بسر کرون۔ اور نہین توان دریدہ دہن آزاد بندون

کے قلب ہی سے بنیے کا لفظ میٹ دے کہ یہ بار بار برچھی کی زبانین میرے

نازک اور شکستہ دل پر برچھی کا کام نہ کرین۔

جنگ سوڈان

زبد عنوانی مہدی بمصر افتاد مشکلہا　　کہ از پیچیدگیش سرنگون گشتند عاقلہا

زبد حالی ملک وشہ نمی فہمند غافلہا　　چو درچاہ ذلالت سرفرو بردند جاہلہا

ازین زحمت بسی بخیدہ دل گشتند کاملہا　　بملک فکر واندیشہ روان گشتند فاضلہا

خبر کردند در لندن چو ہشیاران ناقلہا　　کہ مہدی ہیبت ظلم وستم انداخت در دلہا

الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولی افتاد مشکلہا

خدیو از خوابگاہِ خویش ہم بیرون نمی آید　　کہ لرزہ بر تنِ او قوتِ مہدی بیفزاید

چو مہدی مردمان اہم کاب خویش بگراید　　مجال این ہیچکس را نیست وا روی نماید

بنا بنہاد رسم ظلم ودست از خون بیالاید　　مخنث گشت فوجِ مصر شرم او را نمی آید

تغافل شرطِ ہمت نیست انگلش را ہمین باید　　کہ از رعب وجلال خویش مہدی را بشر آید[1]

[1] چہ خوش ہے۔

رشک اور حسد کے الزام میرے نسبت نہایت مبالغے سے کیے گئے ہین
تیری عزت کی قسم اگر دشمنی بہی مجہی اپنے ہمعصرون سے ہی تو اسی خیال سے۔ کہ
بود ہم پیشہ باہم پیشہ دشمن
زیادہ کسی کو مین کیا ستاؤن گا۔ مین خود گو ہون۔ اور اس قدر سخت دل
کہان سے لاؤن۔ ہاے نا قدرون مین میری قدر نہین۔ ملکی فائدے
اور ترقی تجارت کے لیے جو کوششین مین نے کین اونسے تو بخوبی واقف ہ
اپنا سرمایہ لگایا۔ لوگون کی خوشامد درآمد کر کے راضی کیا۔ سالہا سال کی
کاہش اور جانفشانی سے چرخا قایم کیا۔ لاکہون بندگان خدا کی رزق کی
تدبیر نکالی۔ دن کو دن اور رات کو رات نہ سمجہا۔ دوڑ دہوپ مین میری
چربی پگہل گئی۔ تندرستی مین فرق آیا مگر مین نے ہمت نہ ہاری۔ جان
مال پر آبنی مگر مین نے کچہہ دریغ نہ کیا۔ پرائے شگون کے لیے اپنی ناک
مین نے کاٹی۔ ایک ٹانگ کہو بیٹھا۔ پہر خاک قدر نہین۔ بجاے ستائش
خود مطلبی کے الزام میری نسبت رکہے گئے۔ بے ایمان اور بدطینت ثابت
کرنے کے لیے کمیشن کی تجویز میرے لیے کی گئی۔ خلعت کے بدلے لعن طعن
مجہے ملے۔ مشکوری کے عوض برائیون کے ہار مین نے پہنے۔ اور رہی سہی
عزت کہو بیٹھا۔ خداوندا آدم کی مصیبت سے یہ ذلت زیادہ ہی۔ تاب درس
رخصت ہو گئی۔ اب دنیا اور اوس کے ناشناس لوگون سے نفرت ہے
خداوندا اب اپنی ستائش کے فرشتون مین مجہے جگہہ دے۔ کہ تیری صفات
نامحدود کا الہا گایا کرون۔ اور جو کسی قدر ہنوز میری زندگی باقی ہے

ترتیا گارڈن تہا وان شالِ طائرِ بے پر — گرا ڈیلون ڈولندن مین چلائی یان زبان ترتر

ہر اک کی زق زق وبق بق سی برٹش پر پڑا تہر — کہ بالکل عقل ودانش اُسکی آکرچہ گیو ڈانگر

مگر جسدم سُنا یہ دمبدم وان حال ہے ابتر — سوانہ ولسلی کو کر دیا پہر ہار کر آخر

دکہایا ولسلی نے وان اگرچہ جاکے کروفر — نہ بگڑا اگارڈن کا کام انسے چہپ سکا بتر

ہمہ کارم زخود کامی بہ بدنامی کشید آخر

نہان کی ماند آن رازے کزو سازند محفلہا

گذشتہ را صلوٰۃ اب جانے دے ہرگز نہ رو حافظ — مزا ہرگز نہ آئیگا نہ اپنی جان کہو حافظ

بہلا جسمین ہو کچہہ تیرا کرا وسکی جستجو حافظ — زمین مردمی مین تخم ہمت کا تو بو حافظ

جو غصہ ہی تو دشمن کو جواب فتح دو حافظ — کوئی تدبیر بہدی کی ہلاکت کی کرو حافظ

رہو مضبوط اور دشمن سی بدلا چلکے لو حافظ — کہ دشمن زیر ہو دل دوستونکا شاد ہو حافظ

حضوری گرہمی خواہی ازو غایب مشو حافظ

متی ما تلق من تہوی دع الدنیا واہملہا

بوی نافۂ کاخر صبا زان طرہ بکشاید
زتاب جعد مشکینش چہ خون افتاد در دلہا

گئی لندن کو جس دم مصر سی جھٹ پٹ خبر یہ بد — پڑی اک دہوم کونسل مین ہوئی بسیار رد و کد
ہوئی ہنگامہ سے اس بحث کی کونسل مین تید دید — کوئی کہتا تہا لڑنا چاہیے کرتا تہا کوئی رد
کسیتے یون کہا ڈر کر خرابی لائیگی بے حد — کہ روکو جلد اوسکو تا خرابی کی نہو آمد
بنایا ہکس کو جنرل کہ مہدی ہین بڑے مرشد — چلی پہر فوج یون بلکر کہ کانپی جس سے وام و دد

بمی سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید
کہ سالک بیخبر نبود زراہ و رسم منزلہا

ادہر جب فوج برٹش مصر مین داخل ہوئی بی غم — جڑا کی ہکس کے مہدی سی پہر ہونے لگے باہم
شکست فاش کہا کرنا گہین مہدی کا آیا دم — لگا تب شعبدی کرنے ہوا جب سخت ہی بیدم
یقین انگلش کو پہر تو ہو گیا دان فتح کا سالم — کہ وہ سمجھی ہوئے تہا جنگ کا عربی کے بیچ دخم
تغافل ہو گیا دل پہ خیال اوسکا رہا پہر کم — یہان حال ہکس کا بگڑا نہ ہستی پر رہا قائم

مرا در منزل جانان چہ امن و عیش چون ہر دم
جرس فریاد میدارد کہ بر بندید محملہا

خبر لندن مین پہونچی ہکس وان ہو کر مرا گہائل — ہوا نامردمی کا مصر کے پہر تو یقین کامل
صلاحون مین نہ کچہ سلطان ٹرکی کو کیا شامل — یکایک گارڈن صاحب پہ لیکر ہوئی داخل
مگر انگلش ہوا پہر بہی بطور سابقہ غافل — ہوا محصور جب تو گارڈن کا بجہگیا وان دل
ہوا امداد کا ہر چند انگلستان سی سائل — بنا لاچار تو رو کر سنایا حال یہ مجمل

شب تاریک و بیم موج و گردابی چنین حائل — کجا دانند حال ما سبکساران ساحلہا

سندیے گنتی کے چار دن ہوے ہین - وہ بھی (تم کہتے ہو) سوئی نیچے درجے کی ہی - روز جو دو ایک ملے اونسے گھر کا دھندا ہی نہین چلتا ٹکس گیا جو ٹلے بہاڑ مین - اپنے کیواڑ بند کرکے بیٹھ رہو - جب کوئی آئیگا ماماکہدیگی نہین ہین - جب دھڑکا نہ رہے تب نکلنا - بلا سے دس بیس دن گھٹا پاتا بیچکر بسر کرینگے -

م - اے تو تم بچون کی سی باتین کرتی ہو - گرفتار ہون؟ ہتکڑیان پہنون؟ یہ انگریزی ہے انگریزی! -

ب - تو تمہارا شوق آپ ہی چرایا ہی - جاؤ - جلدی جاؤ - میری اور چار اڑوسیون پڑوسیون کی بلا سے - تم پڑوسن بنتی ہو - یہ مجھ سے ٹرن بناتے ہین - تمہین خدا لگتی کہو - مین انکے بھلے کو کہتی ہون یا برے کو - انکے پاؤن مین تو چکیان بندہی ہین کہون گی تو مرچین لگین گی - ہو نہو کہین آنکھ مٹکن کی ٹھہرائی ہے - تمہین میری جان کی قسم - اپنی چونچ بند رکھنا نہین اچھا نہین - جو تم کہتے ہو وہی سچ ہے - برتن باسن سب بیچ باچ کے موئے ٹکس کے جو ٹلے مین جھونک آؤ - آپ ہی مونگ ما نگتے پھرو گے - بلا سے کلیجے مین ٹھنڈک پڑ جائے - ان بچون کو بھی وہین دے آؤ - سرکار پال پوس لے گی - ایک ڈولی دو کہار لادو - میرے ٹھینگے مین گیا یہ گھر - مین اپنے میکے جاتی ہون -

م - بھئی واللہ مجھسے ناحق لڑتی ہو - وہم کی دوا لقمان کے پاس نہین - آنکھ مٹکن کا نام نہ لو - آنکھین پھوٹین اگر کسی رنڈی منڈی کو دیکھا بھی ہو -

انکم ٹکس اور میان بیوی

میان - م

بیوی - ب -

ب - مین کہتی ہون روز تم جلسے مین کیون جاتی ہو - کچہہ دال مین کالا ضرور ہی -

م - نہین جی تم خدا واسطے کو بدگمان ہوتی ہو - سُنا نہین ٹکس کی ڈہول پڑنیوالی ہی

ب - اوئی ! کیا بلا ہی !! - انا کہتی تہین ٹکس رنڈیون پر بندہا کرتا ہے یہ مردون پر کیسا ؟ بس مین سمجہی - کوئی تمہاری چہیتی ہو گی - اوسپر ٹکس بندہا ہو گا - جب ہی تو تلوون سے لگی ہی - چلو ہٹو بہی مجہسے نہ بولو -

م - این تم آگ بگولا کیون ہوتی ہو ؟ - کیسی رنڈی - یہان ہوش ٹہکانے نہین تلے کی سانس تلے اوپر کی اوپر ہی - رنڈی کس بہڑوے کو سوجہے گی تم ہو کہ آپ ہی آپ برس پڑنے پر تیار - وہ مثل نہین سُنی "دو آدہی چوٹیون سے لڑین" بہئی کیا کہون واللہ ہی - بعض وقت اس دیس کی عورتون پہ رونا آتا ہی - اور نہ پڑہائی لکہائی جاوین - یہ انکم ٹکس ہی - کمبخت سب پہ بندہا ہی - کم سے کم پانسو روپیہ سال کی آمدنی والا سیکڑی پیچہے دو روپیہ سرکار مین داخل کرے گا - قانون پاس ہو گیا - اب اُسکی تشخیص کا وقت ہی اوسکے صلاح مشورے کو چار صورتین ایک جلسے مین جمع ہوتی ہین -

ب - یہ تو تم جانگلون کی بولی بول گئے - مین خاک نہ سمجہی - قانون پاس ہو گیا تو میری جوتی سے - اور یہ تخشی (تشخیص) نہ جانے کون چڑیا ہے - ذری آنکہین دیکہون - کچہہ پی کے تو نہین آئے ہو - ! - ابہی وکالت کی

م - چپ چپ سرکاری چپراسی ہی - واللہ بے جا کے کچھ زہر اوگل دیگا تو قیامت آ جائے گی - تم انہین نہین جانتین ایک ہی بس کی گانٹھ ہوتی ہین -

ب - اری ماما دوڑ کے کواڑ بند کر دے - زنجیر چڑھا دینا - موا چلا یا کرے (دامن پکڑ کے) تم اوٹھے اور مین بھرا کے کنوئین مین پھاند پڑی - نہ جانے دونگی - دُنیا اُلٹ جائے نہ جانے دونگی - مین کچھ نہین سنتی - ای بھری سہی مجھپر جن چڑھا ہی - تم بلے اور مین نے لتے لیے - موئے چپراسی کو بے نقط سناؤنگی - نا بس چپ سن بیٹھی رہو - (منہ پر ہاتھ رکھ کے) بولے اور ستم ہوا -

م - مین کب تک کونے مین دبا بیٹھا رہونگا - اور یہ جرم ہی بڑا جرم ہے - اا - آج چھپا تو کل گرفتار ہو کے جاؤنگا - تم اُلٹی سمجھ - سیدھی کیا تکدم کر رکھا ہے -

ب - اچھا ذری ٹھہرو کے ہے دیکھون چپراسی ہوتا کیسا ہی ؟ (جھانک کے) بڑا سا لال پھینٹا سر سے لپیٹے ہی - ایک ٹکیا بھی کمر سے باندھے ہی - اوئی یہ تو تلوار بھی ہاتھ مین لیے ہی - اے خدا بچائے - تمہاری جان سے دور پار - جیسے موا جلاد آیا ہی - اچھا جاؤ - امام ضامن کی ضامنی - میرا کلیجہ دھڑکنے لگا - دیکھو نا بدن مین تھرتھری پڑی ہی - خدا کے لیے جلد آنا - میری ٹکٹکی دروازے پر لگی رہیگی - پھر یہ تلوار باندھ کے کیون آیا - کیا تم کوئی خونی ہو - اے لو زنجیر کھٹکھٹا رہا ہی - کہین بول بھی اُٹھو - آئے ہین - میان کچہری کو گئے - اور ایک ہزار کی آمدنی تجویز ہو کر بیس روپیہ ٹکس باندھا گیا - مُنہ جھلائے گھر کو آئے -

ب - ای مین صدقے - تم صحیح سلامت آئے - کہو کیا ہوا ؟ -

م - ہوا کیا بیس۲۰ روپیے ٹکس کے بندھ گئے -

جناب امیر کی قسم ٹکس کے مارے عقل تبی بول رہی ہی۔ دبی بلّی چوہون سے کان کٹائے۔ بھلا سرکار کا حکم اور مین نہ مانون۔!

ب۔ سرکار کو ہو کیا گیا ہی۔ اوسے نہین سوجھتا کہ یہ غریب غربا کیسے جئینگے۔ تم تو کہتے تھے اب دن پھرتے ہین۔ اب دن پھرتے ہین۔ بڑی آمدنی ہوگی خاک نہ دہول۔ آج سند بدلانے کو اتنا چاہیے۔ کل ٹکس کو اوتنا چاہیے۔ اس غضب کا کہین ٹھکانا ہی۔ آئے دن کی چوٹین سہنے کو کوئی پتھر کا کلیجا کہان سے لائے۔ مین مرد وا ہوتی تو ایک آنکھہ نہ مانتی۔ سرکار سے کہتی بہلا ان بیکسون کے ستانے سے کیا حاصل؟۔

م۔ تو کیا مین ہی اکیلا ہون۔ لکھو کھا اسی جال مین پھنسے چڑیون کی طرح پھڑک رہے ہین مجبور رہین۔ واللہ ہی بڑے بڑے صاحب لوگ نہین بچے۔

ب۔ اونکی نہ کہو۔ تم حق کہتے تھے بڑی بڑی تنخواہین پاتے ہین۔ پھر اُنھین کچھہ نہ کھلیگا۔ یون موٹائی کی چلبون اور ہی۔ مین ایک جھنجی ندونگی۔ حضرت عباس کی قسم زہر کھا لونگی کوئی میرے بچون سے لاڈ لاتو ہی نہین جو اونکو چھوڑ کے اوسکے نیگ لگاؤن۔ جاؤ اسی طرح بڑے صاحب سے کہہ آؤ۔

(اتنے مین سرکاری چپراسی آپکارا)

"میان صاحب ہوت۔ میان صاحب ہوت۔ ہو مہہ۔ بولت ناہین سپٹا مارے بیٹھے ہین۔ جنو ٹکس سے بچن تو جہین"

ب۔ یہ کون نگوڑا اگلا پھاڑ رہا ہے۔ اے خدا سنوارے اسکے حلق پر جھاڑو پھرے۔

سود وسو گنانے کو کس بھکوے کے گھر سے لاؤن۔

ب۔ چلو ہٹو بھی۔ اچھا اب گھربار تمہین دیکھو۔ مین زہر بھی تو لون گی۔ وہ کون ایسا حاکم ہی جسے بیکس بندون پر رحم نہین آتا۔ میرے پاس کوڑی نہین۔ کہین سے قرض لو۔ میرا رونگٹا رونگٹا آج کوس رہا ہی۔ خدا سمجھی اور کیا کہون۔ مجھ بدبختی کے جنم کو تمہین کیا کم تھے۔ جو سرکار بھی تہر ڈہانے کو تیار ہو بیٹھی۔

(غرض ٹکس کیا بندھا غریب کے گھر مین آدوات ماتم کا سامان ہوگیا)

نیچریہ شاعری

نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دھج نئی ادا کا

جو عمر دیکھو تو سو برس کی پہ تھرو آنٹ تھا غضب خدا کا

سفید داڑھی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سرخ ٹوپی

بدن پہ جاکٹ گلے مین ٹائی سے [illegible] اک بلا کا

جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین

کہے جو اسپیچ بیوقوفون پہ ہاں ہمیشہ [illegible]

ہین باتین اوسکی وہ سحر افسون کہ سُن لین جسنے ہوا وہ مفتون

غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اوسپہ طرز بیان بلا کا

بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے

خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا

ب۔ (سرپیٹ کے) دوہائی ہی بڑے لاٹ صاحب کی۔ ارے تم تو جا کے لٹو آ ئے۔ بہشتی ہیں۔ تم کس نگوڑے کے گہر سے آئیگی۔ تم وہان گونگی کیون ہوگئے تھے۔ پہوٹے مُنہ سے چلائے کیون نہ۔

م۔ (غصّہ سے) اب۔ تم جا کے چلا آؤ۔ کہون کس سے۔ جب کوئی سنے بہی۔ وہ تمہارے میکے کے پڑوس بلکہ دیوار بیچ میر جواد حسین نہین رہتے ہین اونپر چالیس لادو یہ اس اندہیر کا کہین ٹہکانا ہی۔

ب۔ تو ہونا کیا ہی۔ آج سے دو وقت کے کہانے پر جہاڑو پہیرو۔ ایک ہی وقت کہانا۔ پہر یہ بچّے کاٹ کو آئین گے۔ روئین گے۔ بلکین گے۔ ماما موقوف گہر مین جہاڑو۔ ہم تم دونون سے لیتنگے۔ تم برتن دہو دہا کے رکہہ دیا کرنا۔ مین کہانا پکا لیا کرونگی۔ خدمتگار کہان سے رہیگا۔ بازار سے سودا سُلف تمہین لادینا۔ ٹٹو آج ہی بیچو۔ کچہری کو یونہین جایا کرنا۔ سلطانو کا بیاہ اب کیسے ہوگا۔ تہہ کا بہی ٹہکانا نہین آخر قبول کیونکر آئے۔ تم تو دو روپیہ سیکڑا کہتے تہے۔ یہ کیا اندہیر ہوا۔ سو پر دو۔ دو سو پر چار۔ تین سو پر چہہ چار سو پر آٹہہ۔ پانچسو پر دس۔ ہزار پر بیس۔ اوئی اللہ۔ ہزار تو آنکہون نہین دیکہے ہین۔ اب بولتے نہین مُنہ مین گہنگنیان بہرے بیٹہے ہو۔ مین ہوتی تو ساری کچہری کو تگنی کے ناچ نچا دیتی۔

م۔ اے بی تمہاری تو وہ حالت ہوتی ہی۔ جیسے بڑاقون کی گڈی مین آگ لگا دی۔ کچہری کے معاملے تم نہین جانتین۔ جو ہی وہ یون مُنہ پہیلائے ہے جیسے مچہلی کے تاک مین بگلا۔ وہان رقمین کٹتی ہین۔ مین

جو کوئی کچھ دے کھلے خزانے نظر چرا کر وہ بھرلے جیبین
جو دیکے لکچر وہ مانگے چندہ تو احمقون کی کترلے جیبین
کہے جو اسپیچ بیوقوفونپہ جال پہیلائے وہ دغا کا
نگاہ بد دور رنگ گورا گلے مین کالر وہ سُرخ ٹوپی
نبی جی بہجو کی وہ زنبیلین بغل مین کتا وہ سُرخ ٹوپی
جرٹ دہوان دہار تہوک منہ مین سیاہ پہندنا وہ سُرخ ٹوپی
سفید داڑہی پہ کالا جوتہ اور اوسپہ طرہ وہ سُرخ ٹوپی
بدن پہ جاکٹ گلے مین پٹے سی عالم اوسپہ اک بلا کا
گذر چکے ہین جہان مین ابتک ہزارون عاقل کروڑون مجنون
بدل چکا ہی زمانہ کروٹ دکھا چکا رنگ سپہر گردون
یہ ہو چکے ہین کرشمے سارے نہو مگر اب جو کچھ رہا ہو
ہین باتین وہ سحر اور افسون کہ سن لین جسنے ہوا وہ مفتون
غضب کے فقرے ستم کے جملے اور اُسپر طرز بیان بلا کا
کہان ہی اس طرح کوئی پرفن نئے جو ہر دم مچائے نخرے
کرے جو دنیا مین اور کوئی کہان سے زائد وہ لائے نخرے
مین سخت حیران ہون الٰہی غضب کے ظالم نے پائے نخرے
بہت دنون تک کیے کرشمے طرح طرح کے دکھائے نخرے
خدا کے بندون کے دین و دنیا کو خوب لوٹا غضب خدا کا
بہت دکھائی ہی تمنے ابتک ہر اک قرینہ سے اپنی فطرت
بہت زمانون سے بڑہی ہوئی ہی تمہاری تیزی تمہاری جودت

پڑا تہوان ہتکنڈہ یکی حضرت زمانے پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کب تک بہروگے تم سوانگ ... کا
ظریف کی ہر دعا آلہی تو اپنے بندونکو رکھ امان مین
کہ دین وایمان کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہے بلا کا

مخمس

مسٹر پنچ - گنا مار ننگ - واللہ مانتا ہون اوستاد کیا پھڑکتی ہوئی غزل مولانا ظریف کی آپ نے اپنے پرچہ اودھ پنچ مطبوعہ ۱۲- اگست سنہ ۱۸۷۷ع مین طبع فرمائی ہے کہ دیکھتے ہی نیچریون کے گرو گھنٹال اچھل پڑے ہونگے۔

آج اینجانب کو تعطیل اتوار مین کچھ کام وام تو تھا ہی نہین - ہمنے کہا لاؤ اپنی غزل کو مخمس کرڈالین - نہین واللہ نہ کہیے گا کیا مصرعہ لگائے ہین اگر درج اخبار فرمائیے تو ہم جانین کہ آپ آپ ہی ہین۔

دہونڈا

اوسیکا ہی خاص یہ مقلد جو پہلے وجد ہوا دغا کا
اوسیکا منکر ہوا ہے ناحق کہ جسنے آدم کو پہلے تا کا
تمام فکر و فنون مین کامل کیے ہوئے پاس بہی ریا کا
نظر پڑا ایک پیر نیچر نرالی سج دہج نئی ادا کا
جو عمر دیکہو تو سو برس کی پہ قہر آفت غضب خدا کا
تمام پتلون جا کٹون مین ہر ایک جانب سے کرلی جیبین
کمی اگر ہو تو جیب مین بہی بنا کے دو چار دہرلے جیبین

بدش پیٹرز مرقد بار بار از نوحه فریاد
بوئے نافۂ کاخر صبا زان طره بکشاید

زتاب جعد مشکینش چه خون افتاد در دلها

بصد حسرت ز کابل زار راه هند میجوید
که خواه از جنگ و خواه از صلح در هندوستان پوید

ابر از نقش نه داد وگفت روی از شک میشوید
بمے سجاده رنگین کن گرت پیر مغان گوید

که سالک بیخبر نبود ز راه و رسم منزلها

به خلوت جمله ارکان مشورت کردند چون باهم
همه گفتند کین امیست سخت داخر پے بر غم

کشیده آه زار روس و گفت از دل بچشم نم
مرا در منزل جانان چه امن و عیش چون بر دم

جرس فریاد میدارد که بربندید محملها

چو بر سرحد ز فرمانش علی خان و شد داخل
غریق بحر غم گردید و بیخ شد با هوا نازل

دبیتابی ایکو روس رخ آورد وگفت از دل
شب تاریک و بیم موج گردابی چنین حائل

کجا دانند حال ما سبکساران ساحلها

لمیشن نام بر سرحد ز هر سو آمده لشکر
بگو بشنو داین و آن بسے شد در میان کیسر

به نوت مطلبے زار از دل خود گفت کای کافر
همه کارم خود کامی به بدنامی کشید آخر

نهان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلها

چو کرنل جانب سرحد خدارا کج مرو حافظ
اگر حسن ادب داری بیا دا ز سرحد حافظ

نجات وعظ حضرت ... را دایم شنو حافظ
حضوری گر همیخواهی از و غافل مشو حافظ

متے ما تلق من تهوی دع الدنیا واهملها

جس جس کو کھو ابھی چھڑا دین غم سے
هم غم سے زمانے مین هین یا غم هم سے

دعوی همین زیبا ہے مسیحائی کا
جی او ٹھتی ہی شاعری همارے دم سے

تمہارے آگے رہی ہی باقی نہ عقل کل کی بہی کچہہ فطانت
پر ابتو ان ہتکمنڈون کی حضرت زمانہ پر کہل گئی حقیقت
یہ بوڑہے غمزے دکہا کے کبتک بہروگے تم سوانگ ... کا

بچاے آفت سے اوسکی خالق لگای تہگلی جو آسمان مین
مٹین وہ جہگڑے معاد کے سب ہوے ہین ظاہر جو خاکدان مین
ہر ایک ساعت بصد تضرع اوٹہا کے دست دعا جہان مین
ظریف کی ہی دعا الٰہی تو اپنے بندون کو رکہہ امان مین
کہ دین و دنیا کی رہزنی مین وہ شوخ مشاق ہی بلا کا

نیا مخمس

کیون نہو؟ واہ رے مین - اور پہر واہ رے مین - مصرعے لگائیے تو یون - حافظ جی ہوتے تو بلا مبالغہ ستی بہول جاتی - ذرا غور سے دیکہیے زمین آسمان کے قلابے کیسے طبقے ملا دیے ہین - اب بہی کوئی داد نہ دے تو میرا مقدر - اور حافظ جی کی قسمت - لانا میرا قلمدان لکہنا شروع کرون - بسم اللہ کیجیے یہ قلم دوات حاضر ہی - سٹر مٹر زٹر زٹر -

وہو ہذا

بہ حسن ہند رفتہ راہے کرد در دلہا	زحکم زار آخر روسیان لستند محلہا
بصد افسوس وحسرت یکزبان گفتند عاقلہا	الا یا ایہا الساقی ادر کاسًا وناولہا

کہ عشق آسان نمود اول ولے افتاد مشکلہا

بہ عزم زار ناواقف فغان زچرخ می آید	دو چشم از اشک خونین دامن مژگان بہ آلاید

مجلس شروع ہو گی خیر بھئی اچھا اب تو آئیے کچھ ہی کیون نہو سن ہی کے جائینگے
اب مجاور ہو کے بیٹھے اور لگے گھڑیان گننے اسمین ۶ بجے سات بجے آٹھ بجے
نو بجے لیجیے دس بھی بج گئے بارے دو ایک الوے ٹلوے جو ہمسے دوسرے
نمبر کے شوقین تھے آنے لگے آتے آتے بارہ بجے محفل کھچا کھچ تیسرے
درجے کی گاڑی کی طرح بھر گئی ممبر کے قریب عمائدین شہر اور بڑے بڑے
جھجر خان نہایت شوق سے جم گئے جس طرح گل کو بلبلین شمع کو پروانے
مٹھائی کو مکھیان مسافر کو فقیر بلونا کو روسی کابل کو انگریز انگلینڈ کو یانی
نئی تہذیب کو عینکین۔ مجلس بھن بھن ہونے لگی کان پڑی آواز نہین سنائی
دیتی اور اشتیاق ہی کہ قیامت بپا کر رہا ہے ظلم ڈھا رہا ہی آنکھین ٹکٹکی لگائے
دروازہ تک رہی ہین کان آواز پر تلے ہوئے ہین آخر کو پردہ اُٹھا جناب
میر انس صاحب چمک دمک سے اُٹھے ہ

یون نہا دھو کے وہ دروازہ سے باہر نکلا ۔۔۔۔ آتشین برج سے گویا مہ انور نکلا

پیچھے میر یونس صاحب برادر زادۂ میر صاحب موصوف مع دیگر حواری وغیرہ
صفین چیرتے لانگتے پھلانگتے ایک کو دوسرا ایکڑے ریلوے ٹرین بنے ہوئے
آتے آتے قریب ممبر آہی گئے۔ بھر سے سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے آئیے
تشریف لائیے بندگی عرض کرتا ہون تسلیمات چھوڑتا ہون مجرا بجالاتا ہون
جگہ کہان جو بیٹھین تہالی تو تھالی تل پھینکیے تو منصبداری پگڑیون ہی پر رہجائے
فرش تک نہ آئے غرضکہ ممبر ہی پر چڑھ گئے معمولی بیترون کے بعد مرثیہ
شروع کرتے ہین تو واہی واہ شہادت دہادت کچھ بھی نہین بندش ہی بندش ہی ہی

حیدرآباد دکن

جناب میر اود ھو پنج حسین خانصاحب۔ حضرت سوز و ساز عرض ہی۔
بے فصل کا محرم دیکھیے تو کچھ عرض کرون کیا معنے اگر سب باتین ہم اپنے
اپنے وقت پر کرین تو ہمسے اور دوسرے سے فرق ہی کیا رہے اور یہ بھی معلوم
کہ ایجاد ہمیشہ مطبوع ہوا کرتی ہے نئی چیز کی طرف ہر شخص کو رجحان ہوتا ہی
اور اس وقت مین تو سو کام چھوڑ کے نئی بات نکالنی چاہیے لہذا بعد اس
لطیفہ و تمہید کے اصل مطلب عرض کرتا ہون۔
حضت ابکی بار اینجانب محرم مین حیدر آباد تشریف لیگئے وہان کے شیر
لنگور ریچھ بندر دیکھکر سخت نفرت ہوئی کمال افسوس ہوا اب اس تلاش
مین نکلے کہ کہین مجلس عزا ہو تو دو چار ٹسوے بہالین سال سال کی رسم
ادا کرلین اِسی فکر مین اس سے پوچھ اُس سے پوچھ اِدھر جا اُدھر جا
سارے شہر کی تانا تبھاری کرڈالی آخر کو ع
کہتے سنتے یہ بھید پایا
کہ نواب تہور جنگ بہادر کے ہان جناب میر اُنس صاحب لکھنوی حسب معمول
تشریف لائے ہین کل پڑھینگے سنتے ہی باچھین کھل گئین دوسرے دن
صبح سے پہلے ہی لحاف سے سر بھی نہین نکالا تھا کہ جا دھمکے وہان کانی
چڑیا تک نہین ہم گھبرائے کہ اگر آج نامحروم پھرے تو سارا کھیل بگڑ گیا
ہزارون ارمانین خاک مین ملینگی مگر پوچھ گچھ کے بعد معلوم شد کہ دوپہرسے

بگڑے ہوؤن کو اور بگاڑین یہ زور تھا
"مارا بدہ بدہ" کا ہر اک سمت شور تھا

اللہ رے من چلے وہ بہادر کہ الامان
بھاری ہزار قحط زدہ پر تھا اک جوان
تھیٹے یہی کہ لوٹ لین ہر شخص کا مکان
پھر پھر کے پوچھتے تھے کہ ہے روپیہ کہان

بھوکا مرے کہ پیٹ بھرا بھی تباہ ہو
زر ہاتھ خوب آئے کوئی ایسی راہ ہو

جس جا پہ ایک آگیا کنگلے ہٹے تمام
ٹرکو نکا کس صفائی سے بننے کیا ہے کام
ہر چند تھی مچائی قیامت کی دھوم دھام
پر وانہ لیکے ہو گئے آخر کو نیکنام

حضور ٹیپ عرض کرتا ہون

پر وہ کھلا نہ کچھ بھی حساب و کتاب کا
یہ دبدبہ تھا افسر عالی جناب کا

محتاج خانے مسلخ قصاب بن گئے
کھانے پکائے ایسے کہ تیزاب بن گئے
محتاج سارے صورت سرخاب بن گئے
(منجھا ہے کہ) وہ مرٹے بلا سے یہ احباب بن گئے

چیرے ہین ایسے مال وہ کوڑے بنائے ہین
جس وقت جا ہا توڑے کے توڑے منگائے ہین

مجلس سے روز گڑھتے ہین کیا کیا روایتین
ہر روز ہورہی ہین نرالی حکایتین
کس کس طرح کی آتی نہین ہین شکایتین
کیا پیش جائے کرتے ہین فرعنایتین

مفلسین پھر ٹیپ سنین

کہتے ہین لوٹ لو تمھین سب کچھ حلال ہے
امداد قحط خاص تمھارا ہی مال ہے

جدا معرکہ ہی نیا یا اللہ اور تو اور یہ کیا ستم ہی کس قسم کا مرثیہ ہی کس کی شہادت ہی
غور جو کرتے ہین تو قحط دکن کی کیا س کھالی واہ ہی میرے یار اچھی بٹی
حضور تو قریب ہی ڈوٗتے تھے اور کچے کچے حال سے واقف قحط کی کارروائیون
کے مولانا حافظ لگے مُنھ بسورنے پیازی رومال سے آنکھین ملنے مگر واہ رے
میر صاحب کیا سحر بیانی تھی ساری مجلس لوٹن کبوتر ہوگئی تِس مچادی ہم تو ایسے
اُس مرثیے پر لٹو ہوئے کہ چُپکے چُپکے روتے بھی گئے اور مضمون بھی باکٹ بک پر
ٹانکتے گئے کہ آپکو بھیجین گے مگر ہت تیری حافظہ کی دم مین نسیان کہ بھول گئے آج
رڈیون مین وہ کاغذ ملگیا لہذا آپ کو سُناتے ہین۔ محرمی صورت بنجائیے۔

مرثیہ

ملکِ دکن پہ قحط کی یارو چڑھائی ہی
چارون طرفسے فوج تبہ کار آئی ہی

محتاج خانون ہی کی خدایا دہائی ہی
کالی گھٹا سی بھوک ہر اک سمت چھائی ہی

بھرتی امیدوار ہون خواہش ہی کام کی
آؤ سبیل رکھی ہے کنگلون کے نام کی

آئی گھٹا سی ریل بھرے تھے امیدوار
اُمڈی بلا کی فوج کہ مُنھ جنکے چار چار

پوربئی یار اور علیگڈھ کے سب سوار
آتی تھی ہر طرفسے صدا بس بیا بیار

چہرو نپہ جھُریان تھین وہ پلکین اوڑی ہوئین
سمتِ جنوب سبکی تھین باگین موڑی ہوئین

اک اور کھیپ آئی کہ اللہ کی پناہ
اونچے وہ انگرکھے کہ بھئی واہ واہ واہ

تیور سے آشکار کہ بیسون پہ ہی نگاہ
آئے نہ کچھ خیال بھی گو خلق ہو تباہ

یہ جاے ایکدم مین لگاؤن ابھی جو دھار　　کیا جانتا نہین کہ مین ہون ابر نامدار

اک دم مین دیکھ لینا کہ بس کھیت پڑ گیا

(بچاجی) کچھ بھی نہ بن پڑے گا اگر مین بگڑ گیا

حضرات

یہ کہکے لی میان سے شمشیر برق کی　　جھکارا را ہوار کو اور ایک ایڑ دی

تڑپا کے اسپ ٹھوکی سے ماری وہ ہت کٹی　　بھٹا سا ہاتھ اُڑ گیا تلوار گر پڑی

کٹتے ہی ہاتھ قحط جو کمزور ہو گیا

ایسے لگائے ہاتھ کہ بس بھوئہ ہو گیا

پھر تو بزن بزن کی صدا تھی بلند وان　　بھاگے دبا کے دُم جو تھی سردار قحط خان

کانون مین رکھ قلم کو اُڑی ساری کاروان　　اپنے سے مُنھ لیے ہوئے گھر کو ہوی روان

کاواک چہرے سکے تھے بوکھل حواس تھے

مرنے سے قحط والی نعم کے اُداس تھے

آگے نہین ہی تاب بیان پنچ چپ رہو　　اچھی نہین یہ آہ و فغان پنچ چپ رہو

سن لے نہ کوئی مرثیہ ہان پنچ چپ رہو　　بس کر کے اس دعا کو یہان پنچ چپ رہو

یارب امیدوار نہ کرنا کبھی مجھے

دلوا دے بس دکن مین کوئی نوکری مجھے

راقم سے

تو نے مجھے بھول گیا ہو تو پتہ بتلا دون

کبھی فتراک مین تیرے کوئی نخچیر بھی تھا

شعبان کی نوین کو اُٹھا ناگہان سحاب | آئین گرج گرج کے گھٹائین سیاہ تاب
بھرنے لگا طرارے سحاب فلک جناب | کوندین غضب کی بجلیان ہر سو بات تاب

حضرات

سن سن چلی وہ باد کہ خیمے اوکھڑ گئے
سب مستمم بچارے بنے تھے بگڑ گئے

برسا وہ مینھ کہ مٹ گئی سب جا جونکے کام | محتاج خانون کا ہوا بربا د اہتمام
سڑکو نسے کامگاریان اُٹھنے لگین تمام | پایا بچارے کنگلون نے چھٹنے کا حکم عام

جھپٹا جو ابر ایسا وہان ہیچ لبس پڑا
مغرب سے آکے قحط زدون پر برس پڑا

حضور یہ بند سننے کا ہے خدا جانتا ہے کہ دانت کھٹے ہو ہو گئے ہین۔
جگر خون ہو گیا تب تقطیع بیٹھی ہے۔

کہتا ہے

بوچھار تھی وہ مینہ کی وہ بوندین ٹپی پڑی | بارش کی وہ زمین پہ چوٹین کڑی کڑی
محتاج خانے گرتے تھے کرکے اڑی اڑی | (اور) مامورکار پیٹتے سر کو دھڑی دھڑی

ٹیپ عرض ہے

آیا اِدھر سے ابر اُدھر وار چڑھ گیا
کائی سی چیرتا ہوا اُس پار بڑھ گیا

مفلسین اب تھوڑے سے بند اور رہے ہین ذری متوجہ ہو کے سنئے۔

آیا مقابلے پہ کہین قحط نابکار | کہنے لگا یہ [illegible]

ع حلب کو آئینہ پھر جائیگا جلا کے لئے

لیڈی صاحبہ جدید تہذیب کی اکسٹرا پالش کے واسطے پھر واپس کیجائینگی یا ایسے کمشنر کی خاطر سے وکلا بھی زنانے مخصوص کیے جائینگے۔ بہرحال کچھ ہی ہو ہمارے تو دونون میٹھے۔ مگر فی الحال لیڈی صاحبہ کی وقت اور کشمکش کو تصور کر کے ہمنے خیالی اسٹیج پر جو فرضی سین کھینچے ہین وہ ہم نذر ناظرین کرتے ہین۔

وہو ہذا

کمشنر کا مکان

لیڈی کمشنر۔ (خادمہ سے) اری ظہورن ذری ادھر آنا۔ دیکھہ آج ہمین کمیشن مین جانا ہی ذرا نہانے کو پانی رکھ۔ اور وزیرن سے کہدے جلدی کپڑے لا مین نکال لون۔ جھٹ پٹ پنڈا دھو ڈالون۔ دو گھنٹہ اور مجھے کام پر جانا ہی۔

ظہورن خادمہ۔ بہت خوب حضور۔ اے بی وزیرن اے بی وزیرن چلو بی بی یاد کرتی ہین۔

وزیرن۔ آئی مان آئی۔ این کو تو ہلو ہلو کام کی عادت ہی تم ہندوستانیان جلدی کرتے ہو۔

(بی وزیرن صندوق لاکر جوڑا نکالتی ہین اور لیڈی صاحبہ گھنٹہ بھر مین کپڑے منتخب کرتی ہین)

وکلا اور موکل ایک مکان مین

وکیل نمبرا۔ آج بھئی لیڈی کمشنر کا درشن دیکھنا ہی کیسی لائق اور مہذب ہین صورت کیسی ہی۔ مزاج کیسا ہی باتین کیسی ہین۔

دوگونہ رنج و عذاب ست جان لیڈی را
بلاے فرقتِ پردہ و صحبتِ پردا

یار و سچ تو یہ ہی اوچ بھی کیا چیز ہی۔ اسکی قدوم جدت لزوم کی برکت سی وہ چہل پہل ہیر پھیر بدل۔ ترمیم اصلاح۔ موجزن ہوتی ہی کہ دلچسپی و دلفریبی کا ہر جگہ اٹم قلعون مین گولون کی طرح رہتا ہی ہمارے ناظرین کو یاد ہوگا کہ گورنمنٹ نظام نے ایک جدید تجویز کے ذریعے سے انگریزی انتظام پر بھی اس طرح لات مارنا چاہی تھی کہ عورتون کی کمیشن کے واسطے ایک ہندوستانی لیڈی صاحبہ مقرر کی جائین۔ چنانچہ ایسی لیڈی صاحبہ کے واسطے شرائط لیاقت مقرر ہوئے۔ اشتہار دیا گیا اور شمالی ہند سے ایک نیکبخت فاطمہ صغرا بیگم نام مقرر بھی ہوگئین اور کمیشن بھی مل ہی گیا۔ مگر اتفاق دیکھیے کہ لیڈی صاحبہ کو یہ معلوم ہی نہ تھا کہ اظہار دینے والے اگرچہ پردے مین رہینگے مگر مجھے وکلاے فریقین کے روبرو آنا ہوگا بروقت کمیشن آپ نے بھی اصرار کیا کہ مین بھی پردے کے اندر بیٹھکر اظہار لونگی وکلا کے سامنے ہرگز ہرگز نہ آؤنگی۔ آخرالامر کمیشن دوسری لیڈی کے سپرد ہوا۔ اور اس معاملے کی رپورٹ کی گئی۔ اب دیکھنا ہی اس تجویز کے پورے ہونے کی کون صورت نکلتی ہی آیا۔

کمشنر۔ (طمانچہ مارکر) قطامہ حالزادی۔ ہم تو کام مین جلدی کو کہتے ہین۔ آپ ہنستی ہی۔ رہ تو سہی غیبانی دیکھہ تو آکر تجھکو کیسا ٹھیک بناتی ہون۔

ظہورن۔ یا تو خدا دوسری دفعہ کا کام نہ دے یا مجھے اُٹھالے۔ اگر یہی حال رہا تو میرا کچومر نکل جایگا۔

(پوشاک وغیرہ سے لیس ہوکر کمشنر صاحبہ بگھی پر سوار ہوتی ہین کہ کاغذات مقدمہ یاد آتے ہین)

کمشنر۔ اری وزیرن لپک جا دیکھہ وہان گاڈے کے پاس کاغذ ہین اوٹھالا اور وہان وہ سیاہ بکس بھی لانا۔ اور روشنائی کی بوتل لیتی آنا دوات مین روشنائی نہوگی۔ اور دیکھہ آون اور گلوبند کا غذونپر لپٹا ہے وہ رکھے آنا۔ مگر نہین لیتی آنا فرصت کے وقت بناؤنگی۔ اور ہان اے لو ایک بات تو بھول ہی گئی۔ قلم تو باہر ہی ہے اوسکو بھی لیتی آنا۔ جلد جا دیر ہوگئی۔ دو گھنٹے کی۔

اظہار دینے والیکا مکان

(وکلا دو فریقین مقدمہ حاضر۔ مگر کمشنر صاحبہ ہنوز نہین آئین)

وکیل نمبر ۱۔ ابتو وقت آگیا کمشنر صاحبہ نے بڑی دیر لگائی دو گھنٹے زیادہ کر گئے۔

وکیل نمبر ۲۔ تقصیر آپ جانتے ہولیڈی صاحب کا آناہی آتے آتے آئینگی۔

موکل۔ اچھا تب تک پردہ وغیرہ تو ہورہے۔

وکیل۔ کیا کہین بڑی دیر ہوئی۔ ہمارا ہرج ہوتا ہی کمشنر صاحب سے کہنا چاہیئے کہ اگر ایسی ہی دیر ہوگی تو ہملوگون کا نقصان ہوگا۔

وکیل نمبر ۲۔ عورتان کی ذات سے سوا نقصانی کے اور کیا ہوتا۔

وکیل نمبر۲- اپن کو تو فکر لگی ہی کہ ہورت ہوشیار ہین مگر دیکھا نکو-

وکیل نمبرا- اجی ہمارے نزدیک تو یک نشد دو شد بڑی خرابی یہ ہے کہ
اظہار دینے والی اور کمشنر صاحبہ ہین اگر ہمدردی کا مادہ جوش مین آیا تو
سارا مقدمہ غارت ہوگیا - آپ جانتے ہین اس قوم مین کسقدر ہمدردی ہے-

موکل- (گھبرا کر) بہو صاحب یہ باتان اچھی نکو- اسکی کچھ تدبیر کرنا-

وکیل نمبرا- تم کیون گھبراتے ہو دہان چلو تو سہی-

لیڈی کمشنر کا مکان

لیڈی صاحبہ- بعد غسل مصروف آرایش ہین-

لیڈی کمشنر- ارے کمبخت جلد آ میری چوٹی تو باندھدے اور دیکھ نیا جوڑا
بوٹ نکالکر ادھر رکھدے - یہ میلا ہوگیا ہی اور جوتے کی کھٹیا مین پانی ڈالدے
ہان تونے ابھی تک نہین دہوئے اچھا چکنی ڈلی اور الاچی ڈبیا مین رکھدے
اور گاڑی کھینچنے کو کہہ دے - اور کھانا جلد لا - اے لو یہ تو مین بھول گئی تھی-

ظہورن- (جی مین) آج بی بی کو یہ ہو کیا گیا ہی ایک بولی تین کام چاہتی ہین-

(ظہورن کام کرتی ہی مگر عجلت مین لیڈی صاحبہ بہت ہی گھبرا کر وزیرن کو پکارتی ہین)
"ارے ادھر آ کمبخت - خدا تجھے غارت کرے - کھانا لا - یہ تسلہ اور لوٹا دیت کر
زیرانداز بچھا - دیکھ تو میری مانگ سیدھی ہی - مجھے جلدی مین اچھی طرح
آئینہ مین نہین دکھائی دیتی"

وزیرن - ہو ایسا سیدہی جیسا ہنسیا-

(ظہورن مسکراتی ہے)

کمشنر۔ یہ ممکن نہین ہے (غصہ سے)

وکیل۔ تو وہ بھی ممکن نہین (غصہ سے)

کمشنر۔ زبان سنبھالکر بولو۔

وکیل۔ آپ قاعدے سے کارروائی کیجیئے۔

کمشنر صاحبہ۔ تو یہ کبھی نہین ہوگا عہدے پر پڑے ٹیکی مین باز آئی بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹین کان۔ لو صاحب۔ کیا عزت دینا ہی نامحرمون کے سامنے غضب خدا کا پردہ کے واسطے تو یہ بندوبست ہوا اور خود کمشنر بے پردہ۔ ہوجاتی ہون۔ باز آئی ایسی ہزار نعمت کھائی۔

فریق جسکی طرف کی گواہی ہے۔ اجی آپ ٹھہرین تو سہی غصہ نہ کیجیئے۔

کمشنر۔ غصہ کیسا یہان آبرو پر بنی ہے۔ لو صاحب مجھے ...... نے دہوکے مین بلایا ہین یہ عہدہ کیون قبول کرتی۔

(زنانہ نیچر کے جوش مین کمشنر صاحبہ رونے لگتی ہین اور جلسہ برخاست)

ارکان نظام گورنمنٹ

رکن نمبر ۱۔ فاطمہ صغرا بیگم کو آج ایک کمیشن مین جانے کا اتفاق ہوا۔ وہان پردہ و بے پردگی کی بحث آئی۔ اوسکی رپورٹ آئی کہ اونہون نے وکلا کے سامنے آنے سے انکار کیا۔

رکن نمبر ۲۔ ہان۔ پھر اب کیا بندوبست چاہیے۔

رکن نمبر ۳۔ کوئی ایسی لیڈی ہو جو بے پردہ ہوتی ہو۔

رکن نمبر ۱۔ مگر اونکو طلب جو کیا تھا۔

ابھی گھر ہوکر آیا۔ وہان دیکھا پوتنے پوتی کے واسطے جو کپڑا لایا تھا گھر کے

لوگان نے سب خراب کردیے۔ مقدمہ الگ اپن کو چین نکو دیتے۔

(اتنے مین سواری آئی۔ اور لیڈی صاحبہ زنانے مین گئین پردہ پڑا۔

وکیل فریق ثانی۔ کمشنر صاحبہ کہان ہین۔

خادمہ۔ ہین پردے کے اندر ہین۔

وکیل۔ صاحب اونکو باہر تشریف لانا چاہیے۔ ہمارے روبرو اظہار لکھے جائین۔

کمشنر صاحبہ (متعجب ہوکر) اپن کیا مین وکیلونکے سامنے آونگی لو صاحب خوب بیبی

وکیل۔ یہ تو لازمی بات ہی۔

کمشنر صاحبہ۔ یہ تو انہونی بات ہی۔

وکیل۔ واہ وا۔ تو کمیشن کا ہیکو زچہ خانہ دراظہار۔ ہواکہ پردے ہی کے اندر

سب کچھ ہم کمشنر صاحبہ کو پردے اندر بیٹھکر کارروائی نہ کرنے دینگے۔

خادمہ۔ کیا تم لوگان زبردستی کرتے ہو۔ کیسے بے پردہ ہون۔

وکیل۔ چپ رہ تو کون بولنے والی۔ تو قانون کا منشا کیا جانتی ہی۔

خادمہ۔ تقصیر خانون کا منشی خود مجھسے بولا۔ وہ کیواسطے یہ بندوبست ہوا ہی

تم غارت گئے وکیلان۔ بے پردہ کرنے آئے ہو میری خالہ زاد بہن ماہان

خاتون تیس برس وکالت کئے اپن کو ناواقف نکو بناؤ۔

کمشنر صاحبہ۔ صاحب سنیئے مین یہان بیگم صاحب کا اظہار لینے آئی ہون لیکر

چلی جاؤنگی آپ کے سامنے آنے سے کیا واسطہ۔

وکیل۔ جی نہین اظہار ہمارے روبرو لکھنا چاہیئے۔



نپولین ۔ آکے سجادہ نشین قیس ہوا میرے بعد ؛ نہ رہی دشت مین خالی کوئی جا میرے بعد

رکن نمبر۳- تو قاعدہ مین اصلاح ہو-

رکن نمبر۲- بھلا کون سی اصلاح-

رکن نمبر۴- اگر آپ میری راے مانین تو ایک مختصر تجویز پیش کرون- اوس سے یہ ساری دقتین دفع ہو جائینگی-

رکن نمبر۱- وہ فرمائیے-

رکن نمبر۴- عموناً خواجہ سراؤن کو کمیشن دیا کیجیے یہ مردون عورتون دونون مین کارروائی کرسکتے ہین- علاوہ آسانی کے جدّت بھی ہی غالباً آپ سب صاحب اس تجویز کو ناپسند نہ کرینگے-

(ڈراپ سین)

پولیٹکل شطرنج

حضرت یہ شطرنج بھی عجیب نقشے کی ہی اور کھلاڑی بھی بڑے بڑے جگا دری ہیں۔ بساط تو ہمی افغانستان ہی اور سیاہ بازی سلطنت روسیہ اور سفید ہماری سرکار ہی۔ سیاہ اگرچہ کسی طرح کم نہین مگر چال ایسی پڑی ہی کہ رخ چھوٹے ہوئے ہین۔

سفید کا فیل (لٹن) جو اپنے تیسرے گھر مین ہی کابل کے گھوڑے (امیر) کو مار کر جو سفید کے بادشاہ سے آہستہ چوتھے خانے مین ہی مات کرتا ہی۔ اور چال ہے سیاہ کی اب یہ شش و پنج مین کہ کیا کرین کیا۔ مہرے تو سلامتی سے کئی ہین مگر سب ناکارے ایسے تتر بتر کہ وقت پر ایک کام کا نہین۔ فرزین کا ٹھ مارا داہنے رخ کے گھر مین ہراج رہا ہی۔ بایان رخ تیسرے خانے مین کاٹھ کا اُلّو بنا بیٹھا ہی صرف ایک گھوڑا فرزین کے گھر مین ہے اسی سے کابل گھوڑے کو زور دے سکتے ہین اگر سیاہ بادشاہ کے تیسرے گھر مین رکھا تو سفید کا رخ (روم) جو سیاہ کے داہنے رخ کے تیسرے خانے مین سفید فیل (ڈزریلی) کے زور سے جو سفید کے بائین گھوڑے کے چوتھے خانے مین بیٹھا ہی وہین پلٹ کر شہ دیتا ہی چلو مات! اور اگر سیاہ کے بائین جانب کے پیل کے تیسرے گھر مین رکھا تب بھی رخ نے اپنی رومی چال چلکر شہ دیکر مات کیا اسی طرح جو چال چلتے ہین مات موجود!